بزمِ خیال

حصۂ اول

مصنفہ

عالیجناب مستطاب معلے القاب راجہ راجایان مہاراجہ
سر کشن پرشاد بہادر کے سی آئی ای
یمین السلطنت پیشکار و وزیر اعظم دولت آصفیہ
المتخلص بہ شاد تلمیذ حضرت
آصف خلد اللہ ملکہ

در محبوب پریس علاقہ پیشکاری طبع شد
سنہ [illegible] ھ

بزمِ خیال

حصۂ اوّل

مصنفہ

عالیجناب معلّے القاب جد راجایان مہاراجہ
سر کشن پرشاد بہادر کے۔ سی۔ آئی۔ ای
یمین السلطنت پیشکار و وزیرِ اعظمِ دولتِ آصفیہ
المتخلص بہ شادؔ تلمیذ حضرت
آصف خلد اللہ ملکہٗ

در محبوب پریس علاقہ پیشکاری طبع شد
سنہ ۱۳۲۷ھ

فہرست مضامین حصہ اوّل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نور کا تڑکا

صبح نور ظہور اپنے حسنِ دلفریب سے تمام عالم کو اللّٰہُ نُورُ السمٰوات والارض کی جھلک سے سنور کرنا چاہتی ہے۔ تارے آسمان پر جھلملا کر لبِ بوسیدۂ جانان کی طرح سفید پڑتے جاتے ہیں اور شب کی تیرگی والشمس وضحٰہا کے دامن میں سمٹ کر چھپنے لگی ہے۔ آفتاب کی شعاعیں دھیمی دھیمی نمایاں ہوتی جاتی ہیں قرصِ خورشید اپنے چہرۂ پرنور کو نقابِ شعاعِ زریں سے کسی کی عارضِ زیبا کی طرح نمایاں کرتا جاتا ہے۔

مرغانِ نواسنج اپنی سُریلی خوش الحانی سے چوٹ کھائے ہوئی دلون کو اُبھارنے پر آمادہ ہو گئے ہین۔ وہ جس پُر اثر لہجے مین نواسنجی کر رہے ہین اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک پیدا کرنے والے خالقِ بے چون وبیچگون کی وحدت کا اقرار اور اُسکی شکرگزاری مین رطب اللسان ہین۔ فرحت بخش ہوا جسکو نسیم سحری کہنا چاہئیے۔ اپنے لطیف اور خوشگوار جھونکون سے رات کے مست السنتون کو جو بیخود ہو کر اپنے اپنے بستروں پر بے تکلفی کے ساتھ سو رہے ہین جگانے مین مصروف ہے آخر جسطرح کوئی طرحدار معشوق بسترِ خواب سے انگڑائیان لیتا ہوا بیدار ہوتا ہے اُسی آن بان کے ساتھ خورشید جہانتاب نے مسندِ نور پر جلوہ افگن ہو کر اپنے جادو بھرے حُسن سے ایک عالم کو فریفتہ کر دیا۔

اب صبح کی نازک خوشگوار پُر بہار سُنہری کرنین بلند مکانات کی چوٹیون کو رنگتی ہوئی نیچے اُترنا شروع ہوئین۔

درختون کے پتّون پر شبنم کی بُوندین جو کسی کے چہرۂ پُر نور کے پسینے کی طرح ٹپک رہی تھین۔ دھوپ کی قوتِ جاذبہ نے اُنکو جذب

کرنا شروع کر دیا۔

اس قدرتی سماں اور دلفریب سین کی بہار ان دلربا صورتوں پر غازہ چڑھا رہی ہے جن کی سنہری رنگ قدرت کے نقاش کے رنگے ہوئے ہیں۔

ایسے سہانے والے وقت پر ہمارے حبیب لبیب۔ جن کا تخلص (نواب) ہے اور یہی ہمارے اس ناول کے باوقار ہیرو ہونے والے ہیں۔ اپنے نوجوان یار غار کے ساتھ جن کا تخلص (رفیق) ہے ہاتھ میں ہاتھ ملائے باتیں کرتے ہوئے برآمدے میں آکر دونوں اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ اور یوں چہ میگوئیاں کرنے لگے۔

نواب۔ (رفیق کی طرف مخاطب ہوکر) آپ نے جو انگریزی طرز معاشرت کے متعلق مجھ سے دریافت فرمایا۔ اس کی نسبت میں آپکو یہی نیک مشورہ دونگا کہ سب سے اول انگریزوں کی سوسائٹی اختیار کیجیے۔ اور اسی سے حصول مدعا بہ آسانی ممکن ہے۔ یوں اگر طوطا۔ مینا کی طرح سیکھنا چاہیں تو محال ہونے کے علاوہ دلچسپ بھی نہیں۔

رفیق۔ بیشک آپکا فرمانا درست ہے۔ انشاء اللہ میں کوشش

کرونگا کہ ان کی نیک صحبتون مین شریک ہوکر اپنی معلومات وسیع کرون۔

نواب - اس سے بہتر خیال ہو نہین سکتا۔ ہان اگر آپ بندے سے کوئی بات پوچھین تو اپنی معلومات کی حد تک عرض کرسکتا ہون۔

رفیق - مہربانی سے یہ تو فرمایئے کہ یورپ کی طرزِ معاشرت مین باہم ملاقات کرانے کا کیا طریقہ ہے -

نواب - یہ ایک مشکل اور اہم امر ہے۔ درحقیقت ناآشناؤن کو آپس مین ملاکر اور تعارف کراکر یگانگت کا جامہ پہنانا اور اُن کے آپس کی اعزاز کی اعلیٰ قدرِ مراتب تصدیق کرنا اہم ذمہ داری کا کام ہے۔ لیکن تعارف کرانے والے کو پہلے اس امر کا اطمینان کرلینا چاہیے کہ دونون جب آپس مین باہم ملائے جائینگے تو یہ ملاقات جانبین کے لیے باعثِ مسرت ہوگی۔ اُسوقت اس کا ارادہ کیا جائے۔

رفیق - ہمارے ہان کی بھی تو یہی رسم ہے -

نواب - جی ہان۔ لیکن فرق اتنا ہے کہ ہماری قوم مین پردے کی وجہ سے خاتونون کے ساتھ تعارف نہین پیدا کرایا جاتا ہے جسطرح لیڈیون

سے یورپ مین آزادی کے ساتھ تعارف کرایا جاتا ہے۔ اور دستور
یہ ہے کہ ہمیشہ جنٹلمین کو لیڈی کے سامنے پیش کرنا چاہیے۔ کیونکہ انکی
نزدیک اقتضائے ادب یہی ہے کہ جنٹلمین لیڈی سے رتبے مین
کتنا ہی زیادہ کیون نہ ہو لیکن اُس کو اخلاقاً لیڈی کے روبرو پیش کیا
جائے۔ اور اُنکے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ لیڈیان بہ نسبت مرد کے
زیادہ تر رعایت کی مستحق ہین۔ لیکن بخلاف اسکے ہمارے ہان عورتون
کی اسقدر عزت اور منزلت نہین ہے۔

اس کے ساتھ ہی اس بات کا بھی خیال ضرور ملحوظ خاطر رہنا
چاہیے کہ کسی مرد کو لیڈی سے تعارف کرانے کے قبل لیڈی سے
استمزاج کر کے اجازت لے لی جائے۔ اسی طرح کم رتبے والے مرد کو
اعلےٰ رتبے کے افسر سے تعارف کرانا ہو تو اعلیٰ افسر کے استمزاج سے [illegible]
کم رتبے والے کو لیجا کر تعارف کرانا چاہیے۔ اول ملاقات مین صرف دونو [illegible]
باہم تو بیغی کورنش کرنا کافی ہے مگر ایسا بھی ہوتا ہے کہ [illegible]
کر لیتے ہین۔

اگر کسی دوست کے گھر یا کسی افسر کے یہان کسی قسم کی دعوت ہو

اور وہان نا آشناؤن سے مڈبھیر ہو جائے تو باہم باتین کرنے مین کوئی مضائقہ نہین - بلکہ ان سے دور یا کشیدہ رہنا بدخلقی مین داخل ہے کیونکہ ایسے موقعون پر میزبان کی ملاقات ہی مہمانون کی عزت کے لیے کافی ذریعہ ہے -

رفیق - اس تعارف کے معاملہ مین اُن کے ہان نزاکت زیادہ ہے -

نواب - جی ہان - اُن کی قوم کے کیا مرد اور کیا عورتین کہ وہ تعلیم کی بدولت وہ عزت حاصل کی ہے کہ دوسرے ہندوستان کے اقوام باوجود دولتمند اور صاحبِ ثروت ہونے کے اُن سے بہت پیچھے ہین - خدا کرے کہ ہماری قوم کی تعلیم معراج کمال پہ پہونچے -

رفیق - کیا آپ کی راے ہے کہ فی الحال بندہ سکندرآباد کے کلب مین اپنا نام شریک کرادے آپکی توجہ سے شاید مین کامیاب ہو جاؤن -

نواب - ضرور - انشاءاللہ مین اسکی فکر کرونگا -

رفیق - ہان مہربان - فرمایئے تو پرسون سویرے ہی سویرے نسیم سحری کے جھونکے کی طرح لطفِ بہار دکھا کے کہان تشریف لے گئے تھے -

نواب - کیا پانچوین رمضان کو۔

رفیق - جی ہان -

نواب - اُس روز بندہ بھی اُجڑی ہوئی بستیون کو دیکھنے گیا تھا جن کی آبادی طغیانیِ رودِ موسی کے نذر ہوگئی ہے۔ مجھے بہت افسوس ہوا کہ مین آپ سے نہ مل سکا۔

رفیق - واللہ عجب عبرت خیز سین ہے جس طرف دیکھیے سناٹا ہو کا میدان -

نواب - کیا عرض کرون حیدرآباد کا وہ اُٹھتا جوبن اور اس کا وہ حسن دلفریب جوان بستیون کی آبادی کا باعث تہا آن کی آن مین خواب و خیال ہوگیا -

خدا رکھے ہندوستان مین یہی ایک ریاست ہے جس سے اسلام کا نام قائم ہے - خدا جانے کس کی نظرِ بد کی بدولت ہم کو اور ہماری آئندہ نسلون کو یہ دن دیکھنا نصیب ہوا -

بخدا مین آپ کو یقین دلاتا ہون خدائے تعالی شاہِ آصف کے فیض کو ابدالآباد جاری رکھے ۔ حیدرآباد کی وہ شان جھروتی جو ایک

ہفتے کے قبل تھی اور جس کا نکھار اور بناؤ سنگار عروس بہار کے عارض زیبا کا غازہ تھا اور جس کے باعث اسکو عروس البلاد کہا کرتے تھے اب اسکے کھنڈرون کے دیکھنے کے بعد دل اس قدر متاثر ہو جاتا ہے کہ رونا آتا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

واقعی دنیا کی بے ثباتی کو دیکھکر زندگی سے جی ہٹا جاتا ہے۔ دل پر کچھ ایسی افسردگی کی گھٹا چھائی جاتی ہے کہ کچھ طمطراق کی طرف جی مائل نہین ہوتا۔ الٰہی توبہ جس سمت نکل جائیے مطلع صاف ہے حقیقت تو یہ ہے کہ اپنی نیتّون کا خمیازہ ہمکو بھگتنا پڑا مثل مشہور ہے۔ رُت بدلتے ہی نیت بدلی۔

اُسکے سوگ مین سوز غم کی بدولت دلکی گتھی سلجھانی مشکل ہوگئی ہے

نواب۔ (رفیق کی طرف مخاطب ہوکر) غالباً اس عرصہ مین آپنے بھی چار طرف پھر کر دیکھا ہوگا۔ اور عبرت حاصل کی ہوگی۔

رفیق۔ عبرت پوچھتے ہین واللہ عبرت بھی ایسی کہ تمام عمر نہ بھولینگے۔

نواب۔ مگر کیا کہین۔ قربان جائیے اپنے بادشاہ کے۔ رعایا کے ساتھ ہمدردی جس طرح ہمارا محبوب بادشاہ کرتا ہے بجز دوسری سلطنتوں

ہین اسکی نظیر بہت کم ملیگی۔ ایسے آڑے وقت ہین حضور کی بخشش کے باران نے جل تھل بھر دیے۔

رفیق۔ اللہ حضور کو سلامت رکھے۔ فرمانروائی اسی کو کہتے ہین۔ اور شانِ فرمانروائی یہی ہے۔

رعایا چو بیخ است وسلطان درخت

اس قول کو ہمارے حضور والا نے اس موقع پر ہر طرح سے ثابت کر کے دکھادیا اور رعایا بھی دل سے اسی طرح فدائی اور بندۂ بے دام ہے

اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ

نواب کے خدمتی نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ سرکار چھوٹی حاضری تیار ہے۔ اتنے مین دوسرے خدمتی نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میان عبدالصمد خان جو جگت نانا کے نام سے مشہور ہین حاضر ہین

نواب۔ یادش بخیر بلالو۔ جلد بلالو۔

جگت نانا۔ پیر مرد تشریف لاے۔ ان دونون صاحبون نے اُس بوڑھے کو تعظیم کے ساتھ کرسی دیکر بٹھایا

راوی۔ یہ ایک منصب دار ہین قوم کے ہاشمی پرانے فیشن کے

اور کئی پشتین ان کی حیدر آباد مین گزرین۔ نہایت ہی نیک نیت اور خلیق آدمی ہین معمولی نوشت و خواند کی لیاقت رکھتے ہین رئیسون اور امیرون کی محفل مین جہان گئے ابر رحمت کی طرح چھا گئے۔

نے عِلم درزد نے عَلَم کالا

ایک آپ ہین اور دوسری بڑھیا بیوی خوش خوش گزرتی ہے۔ دو سو منصب پاتے ہین۔ اللہ حضور کو دیر گاہ سلامت رکھے۔ گھر بیٹھے ایسے ہزارون پرورش پاتے ہین اور اس فیض سے سیراب ہوتے ہین۔ خوش مزاج ایسے کہ نقلِ محفل کہنا بیجا نہ ہوگا۔

نواب - کیون میان نانا! چھوٹی حاضری تیار ہے۔

پیر مرد - چھوٹی حاضری کیا معنی کیا بڑی حاضری بھی ہوتی ہے۔

نواب - جی ہان۔ صبح کے ناشتے کو چھوٹی حاضری کہتے ہین اور چاشت کو برکفاسٹ۔

پیر مرد - لاحول ولا قوۃ۔ سیدھی طرح سے ناشتہ کیون نہ کہا یہ برفاسٹ (برکفاسٹ) مزید برآن۔

اس لفظ برفاسٹ پر دونون صاحبون نے قہقہہ لگایا۔

نواب پیر مرد کا ہاتھ پکڑ کے۔ اپنے رفیق کے ساتھ ڈائننگ روم
مین آئے۔ اور میز پر بیٹھ گئے۔

پیر مرد۔ کانٹے چھری سے ہمین کھانا نہین آتا۔

نواب۔ خیر آپ ہاتھ ہی سے کھائیے۔

الغرض توست کو مسکہ اور جام کے ساتھ اس طرح کھایا جیسے
کوئی روٹی اچار کے ساتھ کھاتا ہے یا چٹنی سے۔ چاے پیتے وقت
کچھ تو میز پر گرائی اور کچھ اپنے لباس پر۔ بہر حال چھوٹی حاضری سے
فارغ ہوکر پھر برآمدے مین آئے۔

گلوریان کھائین۔ اور حقے کا دم اڑاتے ہوئے۔ آپس مین یون
چہ میگوئیان ہونے لگین۔

نواب۔ (پیر مرد کی طرف مخاطب ہوکر) بھئی واقعہ نانا۔ تمہارا دم بھی
ہمارے لیے بہت غنیمت ہے۔

پیر مرد۔ (ہنس کر) کیا خوب۔ اجی ایک آپ کے لیے کیا معنی۔ ساری
جگت کے لیے۔

نواب۔ اور رفیق بجا ارشاد ہے۔ بیشک ساری جگت کے لیے

کیا بلکہ دونون جہان کے واسطے۔

پیر مرد۔ (خوش ہوکر۔ اور موچھون پر تاؤ دیکر) الحمد للہ۔ شان کبریائی کے قربان جاؤن۔ واللہ مین بھی ایک ہی ہون۔ کوئی دوسرا ایسا پیدا تو ہوجائے (نواب کی طرف مخاطب ہوکر) نواب صاحب! آج کا جمعہ کیا خالی جائیگا

نواب۔ تو پھر کیا ہونا چاہیئے۔ مطلب کیا ہے۔

پیر مرد۔ واللہ آج سماع سُننے کو جی چاہ رہا ہے۔ روح کا عالم دم بدم دگرگون ہو رہا ہے۔ جسطرح تر نوالے کھلائے اسیطرح گانا بھی سُنواو وتو مزہ ہی ہے۔

نواب۔ اے بزرگ توبہ کرو۔ ابھی پندرہ روز نہین گذرے کہ حیدرآباد کے فلڈکے باعث جو سوگ ہمارے سر پر آیا ہے۔ اُس سے فارغ نہین ہوئے۔ اور آپکو گانا سُوجھا ہے۔

پیر مرد۔ یہ پھلڈ کیا چیز ہے۔

نواب۔ (مسکرا کر) پھلڈ کی ایک ہی کہی۔ اجی قبلہ فلڈ فرمایئے۔

پیر مرد۔ خیر کچھ ہی ہو مگر اسکے معنی کیا ہین۔

نواب۔ طغیانی کا طوفان فلڈ اسیکو کہتے ہین۔

پیر مرد۔ تو پھر صاف سیدھا۔ طوفان۔ یا طغیانی۔ کیون نہین کہتے۔

یہ جنٹلمنی کیا ہے۔

رفیق۔ اللہ رے جنٹلمنی بھلا آپ کو کیا ضرورت تھی جو اس لفظ جنٹلمین کی مٹی پلید کی۔

پیرمرد۔ مٹی پلید کیسی۔ ہینے تو اسکو صحیح کہا۔

نواب۔ درست ہے۔

پیرمرد۔ کیا پھر گانا نہ ہوگا۔

رفیق۔ اور نواب۔ نہ نہ۔ آج گانا معاف رکھیے۔ انشاء اللہ عید کے بعد۔ وہ بھی کوئی تقریب خدا کرے پیش آجائے (کچھ سوچکر) خوب یاد آیا۔ منجھلے بچے کی سالگرہ بھی قریب ہے۔

پیرمرد۔ کب۔ کب۔ ذرا کہہ تو دو۔

نواب۔ ۱۱۔ شوال کو انشاء اللہ تعالیٰ۔

پیرمرد۔ (خوش ہوکر) اللہ بچے کی عمر دراز کرے۔ انشاء اللہ پھر تو لطف ہی لطف ہے۔

نواب۔ ہاں نانا۔ اُس روز کا قصہ تو ذرا ہمارے رفیق شفیق کو لفظ بلفظ سُنا دیجیے۔ وہ جو آپ کی اور ایک درویش کی ملاقات ہوئی تھی

پیرمرد - ارے توبہ - اُس موذی کا ذکر نہ نکالو - اُس کمبخت نے تو

دن دہاڑے بےجھجھے - اور رام بھیٹا نجومی دونوں کو لوٹ لیا -

رفیق - آئین یہ کیا فرمائیے تو -

اب پیرمرد نے اپنی بیتی کو دونوں کی طرف مخاطب ہوکر یوں بیان

کرنا شروع کیا -

میان کیا پوچھتے ہو - طغیانی کے روز خدا پھر ویسا دن نہ لائے

بندے نے ایک بہوڑے کے مکان مین جاکر پناہ لی -

رفیق - کیا آپ بھی دریا بُرد ہو گئے تھے -

پیرمرد - (غصہ کی نظر سے) - واہ یہ مارنے اور مرنے کی کیا بات ہی -

خدانخواستہ - دشمن دریا بُرد ہو جائین - بندہ اور بندے کا گھر بار سب

بال بال بچے - اور یہان تھا ہی کیا مَوت کے پنجے سے چھوٹ کر آیا -

رفیق - پھر آپ نے دوسرے کے مکان مین پناہ کیون لی -

پیرمرد - یہی تو ماجرا سُننے کے قابل ہے - چند بدمعاش میرے

گھر کے دروازے کے پاس آکر چلائے پکارے کہ پانی یہان تک

آگیا - گھر سے باہر نکل جاؤ - بس یہ سُننا تھا کہ میان مین سَن ہی رہگیا -

کلیجہ دھک سے ہوگیا۔ بڑھیا کو چھوڑ کر بالاخانہ سے جو جھپٹا تو بس بدحواسی میں زینے پر سے پاؤں پھسلا پھر کیا تھا لڑکھڑا کر نیچے دھم سے آرہا۔

رفیق ۔ ارررر۔ الٰہی خیر کر۔ (ادھر نواب تبسم کر رہے ہیں)۔

پیرمرد ۔ ہاں میاں کیا پوچھتے ہو۔ خیر گذری۔ بغیر طوفان کے مر گیا تھا۔ لیکن الحمدللہ (تلوار تول کر) یہ ہاتھ سے نہ چھوٹی۔ (پیش قبض کو دکھا کر) اور نہ یہ کمر سے جدا ہوا الا سر بسجود ہوا۔

نواب۔ ناما۔ کیا کہنا۔ سبحان اللہ۔ آپکا گرنا بھی باقاعدہ تھا اور پھر اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن جان بچنے کا شکریہ ادا کیا سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی۔

پیرمرد ۔ میاں تمہاری بات بھی عجب انوکھی ہے۔ باقاعدہ گرنا کیا معنی۔ کیا مسخراپن کرتے ہو۔

نواب ۔ (ہاتھ چوم کر) یہ کیا فرماتے ہیں۔ میں تو آپکا خورد ہوں اور آپ میرے بزرگ۔

پیرمرد ۔ (پیٹھ ٹھوک کر) خدا عمر دراز کرے۔ سعادت مند ہو۔

نواب - ہان قبلہ حاجات - پھر کیا ہوا -

پیرمرد - میان بہت سنبھلا اور یاعلی مدد کہہ کر اُٹھا. باہر آکر دیکھا تو نہ پانی تھا نہ کچھ - بس پھر کیا پوچھتے ہو غصہ آگیا - غیرت کے تازیانے قدرت کی طرف سے برس رہے تھے اور ناعاقبت اندیشون کو دل لگی سوجھی تھی - لیکن میان - ایک دو گز پانی اور بڑھ جاتا تو ہم خدا کو چلدیے تھے -

نواب - ہان - اور فرمائیے -

پیرمرد - کیا کہون جب دیکھا کہ پانی ایک دو گز باقی ہے تو بندہ فوراً بڑھیا کو ساتھ لیکر - بھورے کے مکان مین آگیا -

رفیق - اُس وقت تو آپ بڑھیا کو چھوڑکر نیچے اتر آئے

پیرمرد - ہان تو پھر کرتا کیا - جان ہے تو جہان ہے -

نواب - واہ ری رفاقت - عین طغیانی کے روز بہت سے ہمارے ملکی اور انگریز نوجوانون نے جان جوکھون مین ڈال کر - ڈوبتے ہوؤن کو بچایا اور آپ اپنی بڑھیا کو چھوڑکر رفوچکر ہوئے -

پیرمرد - اُنکہ کہنے کی باتین ہین -

رفیق - نہیں نانا۔ آپ کے سر کی قسم بالکل سچ ہے -

پیر مرد - کیا میرا سر مفت کا ہے جیسے سر سید احمد کا سر

رفیق - یہ سر سید احمد کا سر کیا -

نواب - وہی جو آپ نے دنیا اُسی جاہلوں کا قول کہ انگریزوں نے سر سید کے سر کو خرید لیا تھا تاکہ اُن کی وفات کے بعد اُنکے سر کا آپریشن کر کے دیکھیں کہ ان میں جو اتنا مادہ قابلیت کا اور دانشمندی کا اختیار الٰہی ودیعت ہوئی تھی اُس کی وجہ کیا تھی -

پیر مرد - دنیا تو یہی بات کہتی ہے - میں نے معتبر راوی کی زبانی سُنا کہ مرنے کے بعد اُن کا مغز تول کر دیکھا گیا تو کئی سیر نکلا -

نواب - لاحول ولا قوۃ۔ ایسی فضول باتوں سے جسم پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں -

پیر مرد - تم بھی تو انہیں کے مریدوں سے ٹھیرے ہو -

نواب - واللہ سر سید اگر پیری مریدی کرتا تو سب سے اول میں ہوتا کہ اُن کے ہاتھ پر بیعت کرتا - اور خلافت کی بھی کوشتی -

پیر مرد - (ٹھنک کر) کچھ ہوش کی باتیں کرو - لاحول ولا قوۃ پڑھ کے

نیچری ہو گئے ہو۔

رفیق ۔ اب ان باتون سے کیا حاصل۔ فرمایئے۔ بہورے کے مکان مین کیا گزری۔

پیر مرد ۔ میان۔ کیا پوچھتے ہو۔ وہان سے جو جوش و خروش اور جزرو مد دریا کا نظر آتا تھا۔ خدا پھر نہ دکھائے۔

رسیدہ بود بلائے ولی بخیر گذشت

نواب اور رفیق سچ تو یہی ہے۔

پیر مرد۔ میان بندگان عالی محبوب بادشاہ کو خدا اچھا رکھے۔ اس فتحیاب بادشاہ کی خوش اقبالی نے امید کی صورت دکھائی کہ طوفان کم ہو گیا۔ خدا کرے کہ اسکی شمیم اقبال یون ہی مہکتی رہے اور نصرت و فتح ہمیشہ اسکی دربانی کرین۔

ہمارے نصیبے کا ستارہ تو جھلملا گیا تھا مگر اس روشن خورشید کے پرتو نے بچا لیا۔

اس قصر سلطانی کی بنیاد آصفجاہ اول کی ڈالی ہوئی ہے۔ وہ ایسا با اقبال بادشاہ تھا کہ ملک دکن جو ذرے کی طرح تھا۔ اسکو آفتاب

بنا کر چمکا دیا۔ انشاء اللہ یہ سلطنت ہمیشہ آباد رہے گی اور اس کو کسی طرح سے گزند نہ پہونچیگا۔

نواب اور رفیق ۔ آمین ثم آمین۔

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

رفیق۔ اب فرمایئے کہ اور کیا گزری۔

پیر مرد۔ کیا عرض کرون۔ بالاخانے کا منظر اُس مکان کا بہت اچھا تھا۔ وہان بیٹھا کیفیت دیکھ رہا تھا۔ لعشون کی تو کچھہ گنتی نہ تھی خدا جانے لاکھ آدمی تھے یا دو لاکھ یا اس سے زیادہ۔ مگر یہان تو حساب بیس تین ہزار کا ہی لگایا جاتا ہے۔

نواب۔ اجی قبلہ دو لاکھ آدمی کیا ہنسی کھیل ہے۔

پیر مرد۔ ہنسی کھیل۔ کیا معنی۔ قہر الٰہی کے نزدیک کیا بڑی بات ہے۔ توبہ کرو۔ ابھی حال مین سُنا کہ کہین ولایت مین زلزلہ جو آیا تو کئی لاکھ آدمی زندہ در گور ہو گئے۔

نواب۔ وہان کا واقعہ ہی ایسا تھا۔

رفیق۔ (پیر مرد کی طرف مخاطب ہو کر) ہان نانا۔ یہ تو کہیے کہ جن

شہر والوں نے ٹھڈا لگا کر گھر سے باہر نکالا - آخر اُن کا کیا حشر ہوا -

پیر مرد - ہونا کیا - کاش اُن کمینوں میں سے کوئی ملتا تو دو ٹکڑے کر کے کلیجہ ٹھنڈا کر دیتا -

رفیق - (مسکرا کر) ہاں نانا - سچ ہے وہ اسی قابل ہیں۔ پولیس نے ضرور خبر لی ہوگی -

پیر مرد - پولیس ولیس کچھ نہیں کرتی - اور نہ کسی نے کچھ کیا - بلکہ اُلٹا یہ ہوا کہ ہمارے گھر لٹنے کی ہنسی اُڑائی -

الغرض وہاں سے نکل کر حسینی علم سے ہوتے ہوئے میر عالم کے تالاب کا راستہ لیا - راستے میں رام بھٹ نجومی جو ہمارا قدیم رفیق تھا اُس سے ملاقات ہوئی - میں نے لپک کر پوچھا کہ واہ رے نجومی اتنا بڑا واقعہ گزرا - نجوم کے بل پر کودتا تھا - اور پیشین گوئیوں کا دعوی تھا - کیا تجھے اسکی خبر نہ تھی کہ نحس ستاروں کے قران سے بچنا - یہ ذکر ہمارے ملک پر ایسی آفت آنے والی ہے -

رام بھٹ - صاحب جی سلام تو لیجیے - یہ کیسی خفگی - سلام علیک نہ مزاج پرسی - راستہ ہی میں جھپٹ پڑے جیسے ......

(ہنس کر خاموش)

ہم - آئین - جیسے کیا - کچھ کہہ تو سہی پھر دیکھ - (پیش قبض پر ہاتھ رکھ کر) غڑاپ سے توند ہی مین اُتار دون -

رام بھٹ - (دُور ہٹ کر) ارے رام رام - میان جی اتنے خفا کیون ہو - آپکی ہماری قدیم دوستی - اور عمر بھی قریب قریب ایک کچھ مہینون کا ہیر پھیر ہے -

ہم - مین پوچھتا کیا ہون اور تو کہتا کیا ہے -

رام بھٹ - آپ سچ فرماتے ہین کہ مین نے آپکو اس کی اطلاع نہین دی کہ ایسا ہونے والا ہے -

ابھی اس برہمن نجومی نے بات ختم نہین کی تھی کہ ایک فقیر - دبنگا خم و چم سے پہلوان معلوم ہوتا تھا لانبی لانبی اور کالی کالی زلفین - سن تقریباً پچاس کا - گلیم بر دوش - نعلینِ چوبی پاؤن مین - کاہو کے رنگ کا عمامہ سر پر - اور کچکول در بر - کھٹ کھٹ کرتا ہوا آیا -

ہم - (بہت تعظیم سے) مولانا خادم قدمبوسی عرض کرتا ہے -

یہ کہہ کر جھٹ سے سر ی ٹیک کی۔

فقیر۔ اللہ خوش رکھے بابا۔ کدھر جاتے ہو۔

ہم۔ (رونی صورت بنا کر) پیر و مرشد ہمارے شہر کا حال وہم بھی مین دیکھتے دیکھتے کیا ہو گیا۔

فقیر (آسمان کی طرف دیکھ کر) مرضی معبود کی۔ یاد رکھہ کہ اس سے بڑھ کر طوفان آنے والا تھا۔ مگر ہماری داڑھی کی خدا نے لاج رکھی جو محنت ہمکو اُٹھانی پڑی اس حال سے تم واقف نہین آخر دو جانین تمہاری ریاست کے سنبھالنے مین نذر طوفان ہو گئین۔

ہم۔ (ڈرتے ہوے ادب سے) پیر و مرشد پیر و مرشد۔ کیا شک ہے بیشک آپ ہی لوگون کی دعا کی برکت سے یہ آفت ٹل گئی۔ ورنہ خدا جانے آپکے قدم نظر آتے کہ نہین۔ لیکن حضرت نے جو ارشاد فرمایا کہ دو جانین نذر آب ہوئین۔ اس بھید سے خادم واقف ہونا چاہتا ہے۔

فقیر۔ یہ خدائی راز کی باتین کہنے کے قابل نہین۔ مگر تم سے ہم کہتے ہین دل ہی مین رکھنا یہ کہہ کر دہنے بائین دیکھا کہ اور تو کوئی

نہین۔ لیکن پنڈت وہان موجود تھا۔ اس پر شاہ صاحب کی
جو نظر پڑی تو ہم سے پوچھا یہ کون ہے۔

ہم۔ میان یہ رام بھٹ نجومی ہے اپنے فن کا پکا استاد بیسیون
پیشین گوئیان اسنے کین اور سب پوری اُترین۔

فقیر۔ اُخّہ کیا کہتے ہو۔ کیا تم نجوم کے قائل ہو۔

ہم۔ ہان قبلہ بندہ قائل تو نہین لیکن مانتا ہے۔

فقیر۔ چہ خوش گفتی۔ قائل تو نہین لیکن مانتے ہو۔ اس کے کیا
معنی مگر اچھا نہین ہے نجوم غلط کہنے والا جھوٹا۔ کیا مجال جو فقیر
کے سوا کوئی اسرارِ الٰہی کو بیان کر سکے۔ ان کی نظر صرف سات
ستارون اور اُنکے بروج اور اثرات تک ہی محدود ہے۔ فقیر چاہے
تو (بہت ہی جوش سے) عرشِ معلیٰ کی خبر لا سکتا ہے لوحِ محفوظ مین جو
ہو اُسکو لکھدے یا لکھا دے۔ اور مٹا دے۔ سب کچھ فقیر سے ممکن ہے

ہم (کسی قدر پیچھے ہٹ کر دبی زبان سے) قبلہ بجا ارشاد ہے
بیشک فقیر کی شان اونچی۔ اور فقیر کا بول بالا

فقیر۔ ہان ایسا ہی ہے۔

ہم - ہاں حضرت - کیا ارشاد ہوتا تھا - یہ نجومی تو اپنا ہی ہے - اسکو حضرت رازدار سمجھیں - بندہ اس کا ذمہ دار ہے کہ یہ راز کسی سے نہ کہیگا -

فقیر - ہاں بابا سن - وہ دو جانیں جو تلف ہوئیں وہ دو مجذوب تھے ایک پرانے پل کے اس طرف کھڑا ہو گیا دوسرا اس طرف - اور دونوں نے آپس میں منصوبہ کیا کہ آدھی بلا وہ چٹ کر لے اور آدھی یہ ہضم کر جائے نصفٌ لی و نصفٌ لک کی ٹھہری - اور دھم سے دونوں دریا میں کود کر غائب ہو گئے -

ہم - اور نجومی ارر رر - ہائے - ہائے - ہائے - ان دونوں کی جان مفت گئی -

فقیر - جان کیونکر جاتی - فقیر تو زندہ جاوید ہے ؎

موت کیسے آتی ہے دیوانی ہے
فیض تو پہلے ہی فنا ہو گیا

وہ دونوں ابد الآباد تک زندہ ہیں - حکم معبود یہی تھا کہ اس حیلے سے بلا ٹلے -

پنڈت ۔ رام رام ۔ میرے تو پران نکل گئے اب کہاں کی جندگی (زندگی)۔ (روتے ہوئے) سب کہنے کی باتین ہین۔

فقیر نے تیز نگاہ کی برچھی لگائی۔

ہم ۔ (نجومی کی طرف مخاطب ہو کر آہستہ سے) ارے او کمبخت گیدی چپ رہ۔ تو کیا جانے ان رمزون کو۔

نجومی ۔ اجی جاؤ جی کاہے کی رمج (رمز) ہم ایسی رمج ومج کے کابل (قائل) نہین۔

فقیر ۔ (پیرمرد کی طرف گھور کر) کیون بابا فقیر نہ کہتا تھا کہ نااہل کے سامنے معبود کے اسرار کی باتین نہ کہنا چاہیے تو نے مانا نہین ہمارے منہ سے کہلوایا اور ذلیل کرایا۔

ہم (گھبرا کر) نہین قبلہ حاجات (ہاتھ چوم کر) معاف کیجیے وہ تو گاؤدی ہے۔

فقیر ۔ تم کب اس سے کم ہو کہ گاؤدی کے روبرو راز کہلوایا۔

ہم ۔ قصور تو ہوا معاف فرمایئے ۔لیکن قبلہ پھر ان کا کچھ پتا بھی ملا کہ وہ کہاں گئے۔

فقیر - اب نہ کہین گے۔

نجومی - میان جی - تمہارے کو ڈنڈوت کرتاہون - پھرما دیجیئے۔ (فرما دیجیے) کہ آکھر (آخر) کیاہوا وہ لوگ کہان گئے۔

فقیر - توبہ کرو پھر کوئی بات اناپ شناپ زبان سے نہ نکلے۔

پنڈت - (دونون ہاتھ سے رخسارے پیٹ کر) توبہ توبہ توبہ اب نہ کہونگا۔

ہم - (آہستہ سے) کیون اب تیرا نفس راستی پر آیا - الغرض ہمنے اپنی بھولی باتون سے فقیر صاحب کو کچھ ایسا رجھایا کہ شاہ صاحب آپے سے باہر ہو کر کھل کھیلے اور موسلا دہار بارش کی طرح یون برسنے لگے۔

"سنو پنڈت جی وہ دونون جس جہان سے آئے تھے وہان چلے گئے - جوت مین جوت مل گئی یہ وجودِ عنصری گل جائے - سڑجائے - بہہ جائے - اس سے کیا مطلب - روح جو پاک اور دائم الحیات ہے اسکو کوئی ضرر نہین پہونچ سکتا - اور ایسے مہاتما جنھون نے اپنی خودی کو اُسکی دید وشنید مین برسون ریاضتین کر کے

فنا کر دیا ہو وہ کب مرتے ہین - اور لونڈی موت کیا کر سکتی ہے
ہماری موت اختیاری ہے - چاہین زندہ رہین چاہین مر جائین
چاہین دوسرے کے جسد مین حلول کرین - بھروپیا جو چاہے
وہ رنگ لا سکتا ہے - لیکن پھر وہی ایک سے ہے"

پنڈت - ست داکھ ہے آپکا (قدمون کو ہاتھ لگاکر) بیشک
میانجی آپکے چرنن کے بلہاری - آپ بڑے گیان وان اور مہا پُرش
ہین - آپ کی لیلا آپ ہی جانین -

ہم (پنڈت کی طرف دیکھ کر) کیون بچا ابتو قائل ہوے -
بتلاؤ کہ تمہارے علم سے یہ سب باتین کیا معلوم ہوسکتی ہین -

پنڈت - ہم گریب برہمن بیچارے پیٹ پالن کرنے والے
کہین پوتھی بچار ہی کچھ لے لیا - کہین سے نیوتا کھانے کا آ گیا
تو وہان چلے گئے - سادی بیاہ موبخ کی گرج (غرض) سے
دوڑ گئے یون ہی اپنے پیٹ کا پالن کرتے ہین - ہم کو دیکھو - اور
یہ گیان کی باتین دیکھو -

فقیر - ہان بابا اس علم سے تو واقف نہین یہ رستہ ہی اور ہے

جسنے ڈھونڈا اُسنے پایا۔ سائین کا کرم ہو تو بیڑا پار ہے۔

راوی۔ واللہ ان تینون کا میل بھی تربینی سے کم نہین۔ ان کی باتین کب پھلڈ (فلڈ) سے کم ہین زمین و آسمان کی قلابے ملا دیے فقیری کیا کرتے ہین۔ زٹل کے خریطے بھرے ہوئے۔ کمی کیا ہے کچھہ صرف تو ہوتا ہی نہین اللہ نے زبان دی ہے اور تمام جہان کے چھٹے ہوئے ہین۔ بمصداق

من خوب میشناسم پیران پارسا را

گیروے کپڑے پہن کر فقیر بن بیٹھے۔

پیر مرد نے یہان تک اپنی سرگزشت بیان کی تھی کہ بارہ کی توپ دغی۔ دنا نا نا۔

رفیق۔ (چونک کر جیب سے گھڑی نکالی) دیکھا تو پورے بارہ۔ (اپنے دوست نواب کی طرف مخاطب ہو کر) نانا کا قصہ تو ناول ہے سنتے سنتے طبیعت اکتا گئی۔ بس اب خدا حافظ انشاء اللہ شب مین جب واپس آئین گے تو (پیر مرد کی طرف اشارہ کر کے) نانا کی بیتی کو جی لگا کر سنین گے اور اسکو قلمبند کر کے کسی اخبار مین

چھپوائین گے۔ تاکہ ناظرین کے لیے ضیافتِ طبع ہو۔

نواب۔ واللہ بارہ بج ہی گئے۔ لاحول ولا قوۃ باتون مین دن نہ معلوم ہوا۔ خدا حافظ بندہ بھی چکر لگا کر آتا ہے۔

نانا۔ سب جاؤ مگر ہماری افیون کا وقت آگیا (جماہی لیکر) لے دیکھو نشے کے اُتار کے آثار ہین ہم تو افیون کھاکر کھانے کے بعد دیوانخانے ہی مین سو جائین گے۔

نواب۔ نانا۔ بڑی مہربانی ہوگی جو آج یہین رہو۔ شب مین جلسہ ہوگا جانا کھانے کا بندوبست کیے دیتا ہون یہ کہہ کر اپنے خانسامان کو حکم دیا کہ نانا کو کھانا کھلا کر دیوانخانے مین جگہ دو کہ قیلولہ کرین۔ اور آپ زنانے مین روانہ ہوئے۔

راوی۔ ہم بھی آداب عرض کرتے ہین۔ واللہ بیکاری بھی [illegible] کہتے ہین اس قدر باتون مین محو ہوئے کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہی۔ نہ یہ معلوم ہوا کہ دن کس طرح کٹ گیا کاش اتنا وقت دفتری کام مین صرف ہوتا یا مطالعہ کتب کیا ہوتا۔ اور اگر اخبار پڑھتے تو بھی اچھا ہوتا۔ مگر افسوس ہماری قوم مین معدودے چند اشخاص

کے سوا جن کو قدرتی طور پر حصول علم وفن کا شوق ہے سب کی عمر یون ہی بیکاری مین گزرتی ہے - خدا توفیقِ نیک دے علم کا شوق دے - اچھی سوسائٹی مین حصہ لین تو کچھ زندگی کا لطف بھی ہے خدا کے لیے شب مین پھر مجمع البحرین نہ ہو - کہ ایسی ہی واہی تباہی باتون سے کوئی دوسرا طوفان بپا ہو جائے -

بے تکلفی کی صحبتین کس قوم مین نہین ہوتین - کام وشغل کے بعد ہر ایک کا جی چاہتا ہے کہ جی بہلائین مگر اُس کا طریقہ ہی اور ہے - ایسی زینت اور آرایش اور بناؤ سنگار سے شاہد مقصود کا حُسن دوبالا نہین ہوتا - عمر سے ثمرہ حاصل نہین کر سکتے - بیباک سے نیک نامی کا صلہ نہین ملتا - بلکہ نظرون مین وقعت کا پلہ سبک ہو جاتا ہے - اور ان باتون سے نہ تو سرمایۂ سعادتِ دینوی حاصل ہوتا ہے نہ اجرِ اُخروی دونون تتر بتر ہو کر انگشت نمائی کے ہمراہ کی چپیٹ مین آجاتے ہین - عاقبت کار افسوس کا قلم اور سیاہ بختی کی سیاہی لیکر اپنے کارنامون کو نامۂ اعمال کی طرح دیکھ کر آٹھ آٹھ آنسو رونا پڑتا ہے -

اس مین شک نہین کہ اس واقعہ ناشنیدہ کو قلمبند کرنے مین ہمارا وقت عزیز بھی بہت کچھ ضائع ہوا۔ مگر ہمین منظور یہ ہے کہ اپنے ملک کے نوجوانون کو اس پیرایے مین نیک صلاحون کے خریطے نذر کرین اور ان کو خواب سے جگا کر سیدھے اور بےخطر راستون کی راہبری کرین۔

ہمنے مانا کہ راستی پسند زمانہ نہین اگرچہ اس مشورہ کا پوست تلخ ہے مگر مغز اس کا شیرین ہے ہم ایک لائق فلاسفر شیخ سعدی رح کے اس قول کو بھولے نہین ہین کہ ؎

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

رات ہو گئی

شب کے آٹھ بجے ہین۔ وہ توپ کی آواز آئی دن دنادن رفیق نواب کے مکان پر پہونچے۔ ڈرائنگ روم کے زینے پر نواب

نے اپنے مہمان ذی شان کا بہت ہی تپاک سے استقبال کیا
اور دونوں مصافحہ اور معمولی مزاج پرسی کے بعد آکر مسندوں پر بیٹھ گئے

نواب (رفیق کی طرف مخاطب ہوکر) کیوں مہربان آپ کس وقت
اپنے مکان پر پہونچے۔

رفیق - سیدھا یہاں سے مکان گیا۔ ان دنوں کارآمیزی کا طوق
گلے میں پڑا ہوا ہے۔ امتحان کا زمانہ ہے دیکھیں کیسی گزرتی ہے
امید کے چہرے پر کامیابی کا غازہ چڑھتا ہے یا ناکامی اپنا ہولناک
چہرہ دکھاتی ہے۔

نواب - اجی آپ اور ناکامی - واللہ میں منظور بتاتا ہوں۔ آپ تو ماشاء اللہ
نصیب کے سکندر ہیں۔

دلدار - جی ہم بھی اس فقرے پر "نصیب کے سکندر" بیشتر ہزار صاد
کرتے ہیں۔ بیشک ایسا ہی ہے۔ انہیں ہم بھی جانتے ہیں۔
ان کے والد بزرگوار بھی نصیب کے سکندر تھے۔ وہی ترکہ اس
نوجوان ہونہار کو بھی حاصل ہوا۔ والد ان کے دولتمند تھے اپنے
ہمچشموں اور اپنی قوم اور اپنے محلہ میں (نواب) کہلاتے تھے۔

لکھے پڑھے تو معمولی سے تھے۔ لیکن قسمت کے دھنی۔ شریف الخاندان
ذی خلق۔ ذی مروت۔ شگفتہ مزاج۔ خوش مذاق۔ پرلے درجے
کے شوقین تھے۔ بڑھاپے میں خدا نے بھی ایک روشن چراغ
دیا جس سے گھر کا اُجالا ہو گیا۔ لڑکا سعادتمند پیدا ہوا۔ ہونہار بِروے
کے چکنے چکنے پات۔ دوستوں نے مبارک سلامت کے تحفے
پیش کیے۔ سہاوتوں نے دعائیں دیں کہ کامیابی کی عمر دراز۔ قدیم
وضع اور فیشن کے آدمی تھے۔ لیکن بڑے محتاط اس روز نہایت
دریا دلی کی۔ جو سو دو سو روپے خرچ کیے۔ اور دوست آشناؤں
کی دعوتیں ہوئیں گویا قارون کے خزانے کو لٹا دیا۔ ان کی بسم اللہ
خوانی کی رسم میں ہم بھی گئے تھے۔ اُس بوڑھے باپ کے لیے
یہ رسم اپنے ہونہار فرزند کی گویا بالکل آخری خوشی تھی۔ بڑے میاں
نے اس رسم میں اپنی فراخ دلی کے جوہر اچھی طرح دکھائے بہت
سیر چشمی کے ساتھ روپیہ خرچ کیا اور اپنے اکلوتے لخت جگر کو
شفیق اُستاد کے حوالے کر کے کہدیا۔

جورِ اُستاد بہ ز مہرِ پدر

اس ہونہار نوجوان کی کم سنی تھی کہ والدین کا سایہ سر سے اُٹھ گیا دُرِ یتیمی ان کے تاج کی زینت ہوا۔ لیکن ان کی ایک اور سوتیلی ماں تھین۔ جو بڑی شریف اور لائق اور ذی فہم بیوی تھی۔ اُس خاندان مین یہی ایک نورِ نظر تھا اور سارے خاندان کی آنکھون کا تارا اور نصیبے کا ستارہ تھا۔ اس ہونہار لڑکے کی حقیقی والدہ نے وقتِ اخیر جب فراقِ دائمی کا یقین ہوگیا تو اپنے لختِ جگر کو اپنی سوکن کے سپرد کر کے کہا۔

سپردم بتو مایۂ خویش را

تو دانی حسابِ کم و بیش را

اُس نیکبخت بیوی نے اپنے اخیر دم تک اپنی سوکن کی بات کو نباہا اور اُسے یقین تھا کہ یہی ایک روشن ستارا ہے جسکی بدولت تمام خاندان کا نام زندہ رہے گا۔ شفقت اور محبت کی گود دون مین پالا اور مہربانی کی نظر ون سے دم بھر جُدا نہین کیا۔ دریاے محبت مین اُس دُرِ یتیم کو اپنی ممتا کی صدف کے آغوش مین اس طرح پرورش کیا کہ شاید حقیقی مان بھی ہوتی تو ایسا ہی کرتی۔

مگر افسوس کی بات ہے کہ ایسی مادرِ مہربان کا سایہ بھی سر سے بہت جلد اُٹھ گیا۔ لیکن خدا کی مشیّت کو کون جانتا ہے بظاہر اسباب عالم مین تغیرات آناً فاناً ہوتے جاتے ہین مگر اُسکے نتیجے کی خبر انسان کو نہین خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ کیا ہونے والا ہے۔ آپ انکے خاندان مین ایک انکے دور کے رشتے کے بھائی ہین جو اب تک زندہ ہین۔ یہ اس قدر سپاہی وضع اور فن کے آدمی ہین کہ بال کی کھال کھینچتے ہین۔ موزونیت طبع کے قربان جایئے کیا کہنا جب یہ شعر کہنے بیٹھ جاتے ہین تو موزونیت کوسون دور بھاگ جاتی ہے۔

چنانچہ ہم یہان بطور نمونے کے اُن کی دو رباعیات ہدیۂ ناظرین کرتے ہین جو مدار المہام کی خدمت مین اُنھون نے پیش کی تھین۔

رباعی

حاتم کی سخاوت کی ثانی تیرا ہاتھ ہی
فیض کی تحریر تری دن رات ہے
آپ کا سرکار دریا ہاتھ ہے
تشنہ لب جیب قدم کے ساتھ ہے

دیگر

تو شاد ہے تو شاد ہے تو شاد ہے　　تیرے قدموں سے مری فریاد ہے
وسیلہ نہیں کوئی بجز تیرے سوا　　تیری رحمت سے مجھے امداد ہے

ناظرین ضرور ان رباعیوں کو پڑھ کر پھڑک گئے ہونگے واللہ کس قدر اچھوتا کلام ہے۔ آدم سے لیکر تا ایندم جس شاعر کے کلام سے چاہیے مقابلہ کرکے دیکھ لیجیے۔ اگر کسی سے ملجائے تو ہمارا ذمہ غرض اسی خاندان کے یہ بھی ایک ممبر کہلاتے ہیں۔ بھلا یہ اس ہونہار لڑکے کی کیا تربیت کرتے۔ لیکن اتنا احسان تو کیا کہ ایک بڑے دولتمند جاگیردار کے خاندان میں ان کی شادی کرادی۔

ادھر قسمت نے یوں چمکا دیا۔ ادھر والدین کی جو کچھ متاع تھی حبیب صاحب کے تصرف بیجا میں کچھ آئی۔ اور کچھ بیچ والوں کے ہاتھ لگی۔ باقی ان کو پہونچی۔ اب یہ نوجوان ہونہار اپنی سسرال میں تعلیم و تربیت پاتے ہیں۔ خوش قسمتی کے ساتھ بد قسمتی بھی لگی ہوئی ہے۔ کہ یہ اپنی بیوی کا بھی سُکھ زیادہ دیکھنے نہ پائے۔ ایک لڑکی اُس نخلِ مراد کا ثمر ہے۔ فارسی میں متوسط لیاقت ہے کچھ انگریزی کا بھی حال میں شوق ہوا ہے۔ شاعر بھی ہیں۔ تخلص

رفیق کرتے ہین کلام ہین سادگی بانکپن لیے ہوئے ہے - مزاج
ہین بذلہ گوئی - خندہ پیشانی - آداب و تہذیب دربار سے واقف ہو
جاتے ہین - جوانی کے ذوق اور ہمت کے شوق نے کار آموزی
کی طرف متوجہ کیا - ایک درخواست مدارالمہام کے یہان دی اور
کسی دفتر ہین کار آموز بھی ہو گئے - بہر حال نتیجہ اس قلم فرسائی
کا یہ ہے کہ یہ صاحب ہین ضرور نصیب کے سکندر -

اب ہم اس قصہ کو یہین چھوڑتے ہین - اور نواب اور رفیق
کی طرف متوجہ ہوتے ہین - بسم اللہ ناظرین سماعت فرمائین کہ
دونون ہین باہم کیا گفتگو ہو رہی ہے -

رفیق - آپ کی مہربانی ہے جو کچھ آپ فرماتے ہین یہ آپ کے
حسنِ اخلاق کی دلیل ہے -

بھئی کیا پوچھتے ہو - اُس بڈھے نے ہمارا بہت سا وقت ضائع
کیا - لیکن وہ ہے کہان -

نواب - کوئی پانچ کے قریب جب ہین ہوا خوری کے لیے گیا
وہ اپنی بڑھیا کی خیریت دریافت کرنے سدھارے وعدہ کر کے

گئے ہین کہ ضرور آئین گے۔ بڑہا وعدے کا سچا ہے۔ اتنے ہین
خانساماں نے اطلاع دی کہ۔ جگت نانا حاضر ہین۔

نواب۔ نے کہا۔ بلاؤ۔ جلد بلاؤ۔

پیرمرد آ پہونچے۔ دونون نے بمسرت معانقہ کیا۔ اور تینون بیٹھ گئے۔

رفیق۔ نانا ابھی ہم تمہین یاد کر رہے تھے۔ بقیہ قصہ تو سناؤ۔

نواب۔ بقیہ مجھ سے سن لیجیئے۔ کہ فقیر صاحب کی بزرگی نانا اور نجومی۔ ان دونون کے دلون پر دہاوا کر چکی تھی۔ اور پھر آپ جانتے ہین کہ یہ دونون بیچارے پرانے فشن کے اور وہ فقیر ایک گھاگ ہوشیار جہان دیدہ۔ زبان کیا ہے مقراض ہے۔ گیروے کپڑے پہننے سے کیا ہوتا ہے۔ چاہیے تو یہ کہ۔

در عمل کوش وہرچہ خواہی پوش

مگر اب اس کے خلاف ہے جو کچھہ ہے بس خالی لفافہ ہے کھولیے تو کچھہ بھی نہین۔ الغرض ان دونون بڈھون کو اس فقیر نے باتون باتون مین ایسا پرچایا کہ یہ اس کی خشک تر لفاظیون کے دام

مین آ گئے ۔ یہان کی ضعیف الاعتقادی تو مشہور ہے ۔ جس کسی کو گیروے لباس مین دیکھا ۔ یا کسی کی ڈاڑھی لانبی اور وضع مشائخ کی سی پائی ۔ یا کوئی جٹین بڑہائے ہوے اور بھبوت رمائے ہوئے نظر آیا ۔ بس سمجھ گئے کہ خدا اسی بھیس مین ہے پھر کیا ہے جہان کہین ان مین سے کوئی محفل کی شمع بنا سارے حاضرین پروانون کی طرح قربان ہونے لگے ۔

الغرض نانا صاحب اور اُس نجومی کو اُس فقیر نے موہنی کا برقع اُڑہا کر جو کچھ اسوقت اُن کی جیبون مین تھا خالی کرا لیا ۔ اور خدا بھلا کرے کہتا ہوا رفوچکر ہوا ۔

رفیق ۔ واللہ اس قصے کا نتیجہ مین اپنے خیال مین یہی سمجھا تھا کہ چندین شکل براے اکل ۔ بس وہی ہوا ۔ واللہ وہی ہوا ۔

نواب ۔ جی ہان زمانے کی رفتار ہی کچھ ایسی ہے ۔ کس قدر عبرت کی جگہ ہے کہ اسطرف طغیانی کو ابھی دو چار گھنٹے نہین گزرے ۔ قہر الٰہی اُن تمام دلون پر عبرت کا سکہ جما رہا تھا جو اُس خدائے وحدہٗ لاشریک کی شانِ جبروتی کی حقیقت کو جاننے والے تھے ۔ اور اس طرف

شاہ جی معبود معبود کے نعرے مار کر لوگون کو دام فریب مین لا رہے تھے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

یہ میرا تجربہ ہے کہ باتون کے طوطے مینا بنا کر اڑانا جیسا کہ ایسے بدنام کنندہ لوگون کو یاد ہے بخدا پالیٹکس کے جاننے والے اور اس معرکے کے مرد میدان کو بھی نہین آتا۔ ان کی مکاریون اور دغابازیون کے نیرنگیان ہی جدا ہین۔ افسوس ہے کہ یہ ایک فرقہ جو واجب التعظیم اور اشرف اور باعظمت تھا اسکو بھی بدنام کنندگان نکونام چند نے بدنام کر دیا۔ اب کوئی اچھا فقیر بھی اس لباس مین نظر آئے تو کسی قدر مشکل سے اعتبار ہوتا ہے۔

رفیق۔ بیشک آپکا کہنا درست ہے۔ مین نے بھی جہان تک ٹٹولا ایسا ہی پایا۔

پیر مرد۔ (نواب کی طرف مخاطب ہو کر) مین نے کہدیا تھا کہ تم پورے نیچریے بن گئے ہو۔ نہ تو کسی فقیر کو مانتے ہو نہ ولی نہ قطب نہ غوث نہ ابدال کو۔ وہریون کا مذہب اختیار کیا ہے۔

نواب۔ نانا۔ جو کچھ آپ فرمائین بجا ہے اور آپ قابل معافی بھی

ہین مگر اتنا ضرور کہونگا کہ آپ نے مجھے پہچانا نہین ۔

شب کے دس بجے ۔ ٹھن ٹھن ٹھن اور آدمی نے خبر دی کہ حکیم ولایت حسین آئے ہین ۔ نواب اور رفیق دونون اُس آدمی کیطرف مخاطب ہوکر "اچھا بُلا لو"

حکیم صاحب آتے ہین ۔

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ ۔

تینون نے سلام کا جواب دیا ۔ وَعَلَیْکُمُ السَّلام

نواب ۔ اَھْلاً وَّسَھْلاً یا نسیم ودادی ۔

رفیق ۔ اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی ۔

پیر مرد ۔ کہون حکیم صاحب اچھے ہو ہماری دعا بھی لو ۔

حکیم صاحب ۔ نوازش کرم ۔ مزاج شریف اور (نانا کی طرف مخاطب ہوکر) بندگی نانا بندگی معاف فرمانا ۔

پیر مرد ۔ اتنی دیر کے بعد جواب ۔

حکیم صاحب ادھر نواب صاحب کی طرف مخاطب تھے ۔

دونون ۔ الحمد للہ خیریت سے ہین ۔ صرف آپکا ہی انتظار تھا ۔

نواب۔ کیون جناب حکیم صاحب ہم آپکو ڈاکٹر کہین۔ یا حکیم۔ یا۔ ویدراج۔

حکیم۔ جو آپ کا جی چاہے فرمایئے۔ بندہ تو تینون خطابون مین سے کسی کا بھی مستحق نہین۔

رفیق۔ یہ کیونکر۔ کیا آپ ڈاکٹر بھی ہین۔

نواب۔ آخاہ ڈاکٹر تو ہین ہی مگر نیٹو کو ڈاکٹر کہنے سے یورپین ڈاکٹر شرماتے ہین۔ صرف ہم لوگ اپنے گھر مین ڈاکٹر کہہ لین مگر وہ لوگ جب کبھی مخاطب کرتے ہین تو حکیم کے نام سے۔

رفیق۔ کیا خوب۔ ڈاکٹری چاہے کوئی پڑھ بھی لے اور اُسکو ڈپلوما بھی ملجاسے تب بھی اُسکو یورپین ڈاکٹر نہ کہین گے۔

نواب۔ جو منصف مزاج ہین وہ تو ضرور کہین گے۔ اور کہنا چاہیے نہ کہنا کیا معنی۔

حکیم۔ فرق اتنا ہے کہ انکا چمڑا گورا ہے اور ہم خواہ کتنے ہی حسین اور گورے اور وضعدار نکیلے سجیلے ہون مگر کالے ہی پکارے جائینگے۔

پیر مرد۔ اجی حضرت توبہ کرو واللہ اگر مجھے کوئی کالا کہے تو مین اسکا

منھ کالا کردون۔

الغرض حکیم صاحب بیٹھ گئے۔

رفیق۔ اب سے ہم تو آپ کو ڈاکٹر صاحب ہی کہین گے۔

حکیم۔ زہے لطف و احسان۔

رفیق۔ کہیے ڈاکٹر صاحب کہان سے آرہے ہین۔

حکیم۔ ابھی ابھی ایک جگہ علاج کے لیے گیا تھا وہین سے آرہا ہون

رفیق۔ ہان صاحب وہ تو بات ادھوری رگئی کہ حکیم کیسے۔ اور ویدراج کس طرح سے۔

نواب۔ یونانی مین کچھ دخل ہے۔ اور مصرانی ادویات سے بھی دلچسپی ہے۔

رفیق۔ واللہ کیا خوب آپ بھی چھپے رستم نکلے۔ ہم تو آپکو نرا حکیم ہی سمجھتے رہے چشم بد دور۔

نواب۔ آپکے ہاتھ مین شفا ہے خدا نے کچھ ایسی برکت دی ہے کہ سیکڑون نے آپکے علاج سے شفا پائی ہے۔

پیرمرد۔ یہہ میر کے دائرے کا گورستان جو مُردون سے بھرا پڑا ہے۔

کیا ان مین حکیم صاحب کے ہاتھ کا کوئی شہید نہین -

حکیم صاحب - خدا نہ کرے -

پیر مرد - (گھور کر) واہ پھر کہیے کیا خوب کہا - اجی یہ نہین کہتے کہ قریب قریب سبھی نے آپکے ہاتھ سے شہادت کا رتبہ پایا ہے - کوئی پکار رہا ہے ذرا خاموش - یہ کسکی آواز ہے - سب کے سب اُس آواز کی طرف متوجہ ہوتے ہین - آواز آئی کہ "قلندر شاہ"

رفیق - (فرطِ مسرت سے اُچھل کر) واللہ قلندر شاہ ہین - قلندر شاہ (چلا کر) آئیے اُستاد آئیے -

قلندر شاہ - دربان روکتا ہے -

این گریبان گرفت وآن دامن

کا مصداق ہو رہا ہون -

نواب (بلند آواز سے) خبردار کوئی روکیگا تو سزا پائے گا - آنے دو آنے دو -

راوی - قلندر کیا آئے محفل مین شمع آئی - یا باغ مین بہار - یا تن بیجان مین جان - یا سر مین سودا یا دل مین درد - یا آنکھون مین سرور - سب نے

برملے تپاک سے خیر مقدم کیا۔

ناظرین حیران ہونگے کہ یہ کون مسخر القلوب اور آشنا پرست ہی جسکے آنے سے محفل کا رنگ ہی دگرگون ہوگیا۔ تعجب نہ فرمائیے یہ ایک فقیر منش شاعر بے بدل ہین۔ نور محل کی پیدائش شریف خاندان سید النسب **غوث علیشاہ** رح کے دیکھنے والے۔ اور انھین کا نام رکھا ہوا ہے۔ ”قلندر“۔ اور اسی تخلص سے مشہور ہین مذہب ان کا سنت جماعت ہے۔ لیکن پکے صوفی۔ صلح کل ان کا مشرب ہے۔ مرنجان مرنج دوست دشمن کو ایک نزاز دہین تو لتے ہین۔ کفر و اسلام کو ایک ہی نور کا ظہور سمجھتے ہین۔

کفر و اسلام در رہش پویان

عالم۔ فاضل۔ شاعر بے بدل۔ جس کسی کے کلام پر قدح کی تو اعتراض کا لنگر مشکل سے اٹھاتے ہین۔ ہمدا للہ والے پرلے درجہ کے بھولے بھالے مگر سادہ لوح نہین۔ زمانہ دیدہ سنجیدہ۔ ادب و دانش کے پتلے۔ خوش گزران۔ شیرین گفتار۔ ظرافت کے خریطے بھرے ہوے۔ نثار اچھے۔ عبارت مین لطف۔ کلام مین زور۔ سادگی ہین

بھی نرالی رنگ آمیزی - بذلہ سنج - بدیہہ گو - ہر بات مین نئی تراش
عبارت کے چہرے پر منقولی ترکیبون کا غازہ چڑھ جاتا ہے -
مترادف فقرون کے جوڑ جدا چلتے ہین - مسجع عبارت کی لڑیان
گیسوے رخسارِ جانان کی طرح بل کھاتی ہین - معنی آفرینی پر سخن فہم
بچشم صاد کرتے ہین جیسے ملکِ کلام کے مالک ویسی ہی
سیاقِ عبارت کے دھنی - معلوم ہوتا ہے طوطیِ ہزار داستان ہے
کہ چہک رہا ہے - نوابون اور راجاؤن کے دربار مین بار پائے
ہوے نیک صحبتون سے فیض اٹھائے ہوے - بھلا کیا
ممکن تھا کہ ایسا شخص حیدرآباد جیسے مخزن اہلِ علم و اہلِ فن سے
دور رہتا - اور یہ کہنے کا موقع ملتا -

بلبل ہون صحنِ باغ سے دور اور شکستہ پر

آب و دانہ کشان کشان دکن مین لایا - جس محفل مین گئے یہی آواز آئی
بیا بیا کہ ہمہ طالب کمالِ تو اند
ہارے صد شکر یہان آتے ہی لگی جگہی - نصیبہ نے یاوری کی - اور
ایک امیر عظام کی دستگیری سے منصب اجرا ہو گیا - اب یہی وطن ہے

اور یہی دکن کی سرزمین - بمصداق - بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ - مدفن ہو گی - خدا زندہ رکھے - ہم سلامتی مناتے ہین - لطف یہ ہے کہ دلنوازی ان کی طبیعت ثانی ہے اس وقت تقریباً دو ہزار شاگرد حیدرآباد مین موجود ہین - دل ایسا غنی کہ سوال قطعاً حرام ہے دریا دل ایسے کہ گھر مین بوریا بھی نہین - خدا رکھے عجب خوبیون کے شخص ہین -

پیر مرد - (رفیق کی طرف متوجہ ہوکر) یہ قلندر ہمارا لنگوٹیا یار ہے - ایک زمانے سے دوستی ہے - اسّی سے اوپخی میری عمر ہونے کو آئی ہے مگر مین نے ایسا آشنا پرست دیکھا ہی نہین -

قلندر - (نواب کی طرف مخاطب ہوکر) یہ بڈھا لنگور بھی ہمارا قدیم آشنا ہے -

پیر مرد - کیون دوست اچھا ہمین لنگور بنایا - تمھاری قلندری کی عزت کرتا ہون اور یہ بھی خیال ہے کہ پیر بھائی ہو - ورنہ بتا دیتا مزہ - بیش قبض ہوتا اور آپ کی توند -

قلندر - سبحان اللہ یہ صورت آپکی - بیش قبض کتنے مین لیا تھا -

کبھی بڑھیا کی توند مین بھی گیا کہ نہین -

نواب - استاد اب ذرا ہماری طرف متوجہ ہو بیٹھیے نانا تو عجیب آدمی ہین - جس سے دیکھو بھڑ جاتے ہین - بہادری مین اپنے کو رستم وسام سمجھتے ہین - پیش قبض کی ہر وقت لیتے رہتے ہین - خدا جانے کتنی بار پیش قبض چلا ہوگا - اب تو نوک بھی گھس گئی ہوگی

قلندر - توبہ توبہ پیٹ مین توآنت نہین - ہوا سے ہلتے ہین دو چپاتیان ہضم نہین ہوتین - پیش قبض پران کا قبضہ ہی کب ہے جو ہر ایک سے خم ٹھونک کر مقابل ہو جائین گے - مین تو سچ کہتا ہون کہ آدمی کیا ہے مٹی کا تودہ ہے -

پیرمرد - (جماہی لیکر) اسوقت نشہ افیون کا اتر گیا ذرا سی افیون چاہیے - ایک ہی خوراک ساتھ تھی -

نواب نے خانساماں کو حکم دیا کہ تھوڑی سی افیون پیرمرد کو لادینا - پیرمرد تو افیون کھانے کے لیے خانساماں کے ساتھ چلے - اور یہان آپس مین باتین شروع ہوئین -

رفیق (قلندر کی طرف مخاطب ہوکر) استاد یہ نانا تو عجیب

فوٹوگراف ہے۔ بے حیائی کے جو بولنا شروع کرتا ہے تو رکتا ہی نہین۔

قلندر۔ اچھا آدمی ہے۔ مین بدل جاہتا ہون۔ اور آپس مین کیا ہی بے تکلفانہ دوستی ہے۔ اور پھر ایک ہی مرشد کے گھرانے کے پیر بھائی بھی ہین۔

رفیق۔ (قلندر سے) استاد۔ اسوقت آپکا کہان سے آنا ہوا۔

قلندر۔ عشا پڑھنے گیا تھا۔ راستے مین دیکھا دو شخص خدا جانے کب کے رقیب تھے آپس مین لڑ رہے ہین۔ آپ سے تم۔ تم سے تو تو ہونے لگی۔ مین بھی تماشا دیکھتا رہا لوگون کا جمگھٹا۔ کھچا کھچ عورت مرد آکر جمع ہو گئے۔ جب ایک نے گالی دی مین نے عرض کیا پیر و مرشد۔ با موقع اور نہایت سچی بات فرمائی۔ ساتھ ہی اُس گالی دینے والے نے میری طرف نگاہ کی۔ مین نے سلام کرکے عرض کیا پیر و مرشد نے کہین غلطی نہین کی بسم اللہ ہو لینے دیجیے۔ ابھی میری ان باتون کا جواب اُسنے پوری طرح نہ دیا تھا کہ مقابل والے [illegible] نے اُس گالی کے جواب مین نہایت فحش [illegible] سے کام

لیا۔ اور ایسی گالی سُنائی کہ سُننے والون کے کلیجے سے گویا بندوق
کی گولی نکل گئی۔ مین کب خاموش رہتا۔
حریف کی طرف متوجہ ہوکر عرض کیا کہ قبلۂ عالم یہان آپ
چوکے۔ تذکیر کا صلہ چاہیے تھا تانیث الغلط۔
"بس میرے اس فقرے پر دونون ہنس پڑے اور میرے ہاتھ
چوم کر کہا کہ واللہ آپ تو ولی ہین ہمنے توبہ کی اپنے نالائق حرکات
سے لللہ معاف فرمائیے۔
راوی۔ خیر جو کچھ ہوا ہو۔ مگر یہ فقرہ کڑی کمان کا تیر تھا اور نہایت
برجستہ کہ "تذکیر کا صلہ چاہیے تانیث کا صلہ غلط" واللہ ہین توقلندر
آزاد پرلے درجے کے ظریف۔ برموقع اور برجستہ کہا۔ اچھا کہا۔
خوب نشانہ لگایا
حکیم اور رفیق اور نواب نے بے اختیار ہنسنا شروع کیا۔ اس قدر
ہنسے کہ لوٹن کبوتر بن گئے۔ مارے ہنسی کے پیٹ مین بل پڑ گئے
نواب۔ پھر وہان سے آپ کدھر گئے۔
قلندر۔ وہان سے ظہیر دہلوی کے پاس گیا۔ کچھ دیر تک ان سے

گلچھرے رہی۔ ابھی ابھی وہان سے آرہا ہون۔ اب اس وقت تو سبزی پرچی للچا رہا ہے۔

رفیق۔ کیا بھنگ کا لوٹا۔

قلندر۔ ہان بھئی ہان۔ اگر یہ ست جیون بوٹی اسوقت ملجائے تو جان مین جان آئے۔ ورنہ حواس فقرو ہوے جاتے ہین۔

نواب۔ بھئی ہم تو ایک شانمبر (۱) کے فریفتہ والہ وشیدا ہین ایسے واہی نشون سے کیفیت ہی کیا حاصل ہوگی۔ مگر آپ کی خاطر منظور ہے۔ اچھا (رفیق صاحب کی طرف متوجہ ہوکر) لچھمن بھٹ نجومی کو ذرا بلوا لیجئے وہ تو آپ کا دوست ہے اور ٹھنڈائی بنانے مین مشاق۔ اس مین اسکی عمر گذری ہے۔

رفیق نے بہت خوب کہہ کر اپنے آدمی کو بلا کر کہا کہ جاؤ اور ابھی ابھی پابدست دگر دوست بدست دگرے جسطرح بن پڑے لچھمن بھٹ کو لے آؤ۔ اور کہدینا کہ ٹھنڈائی کا سامان لیتا آئے۔ ہم نقد دام دے دینگے (آدمی روانہ ہوا)

ڈاکٹر۔ (قلندر کی طرف مخاطب ہوکر) واللہ آپ تو پورے آزاد

ہیں۔ بلکہ آزادی کے باوا آدم نکلے۔ بایں ریش و فش ٹھنڈائی کا چسکا کیونکر لگ گیا۔

قلندر۔ ارے بھئی۔ ہماری سرشت اسی اکسیر بوٹی کی بنی ہوئی ہے تمہارا جی چاہتا ہے تو تم بھی تھوڑی سی لو۔

ڈاکٹر۔ جی معاف کیجیے۔ خدا آپ ہی کو مبارک کرے۔ مجھے عادت نہیں۔

قلندر۔ لاحول ولا قوۃ۔ عجب زاہد خشک ہو۔

ڈاکٹر۔ نہ بندہ زاہد ہے نہ متقی۔ مگر اپنی طبیعت سے مجبور ہے

قلندر۔ پھر وہی بات کہی۔

افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

کسی نے آواز دی کہ پنڈت جی حاضر ہیں۔

سب کے سب اچھل پڑے۔ الا حکیم صاحب قطب از جا نمی جنبد سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ لانا لانا گیدی خر۔ سب لے دم کو لاتا۔

پنڈت۔ کھر بیدام کیا معنی۔

قلندر۔ جی ابھی آپ سمجھے نہیں۔ ذرا تشریف رکھیے تو سمجھائیں

نواب - ذرا کھوپڑی سہلا دیجیے -

پنڈت - آئین یہ کونسی بھلمنسات ہے - ہم تو گریب سید ہین -

نواب - واللہ سید کی ایک ہی کہی لاحول ولا قوۃ کافر بھی کہین سید ہوسکتے ہین - یہ تو اسلام کے لیے ہے -

قلندر - نواب! - اسکو ہم نہ مانین گے - سید کے معنی سردار قوم کے ہین اس لحاظ سے اگر وہ اپنے کو سید کہے تو غلط نہین -

نواب - آپ کے حواس جاتے رہے ہین - اجی قبلہ سید تو وہی ہوگا جو پنجتن کے سلسلہ اولاد مین ہو -

ڈاکٹر - کیا شک ہے بیشک ایسا ہی ہے - مگر خیر یہ بھی اپنی قوم کے بزرگ ہین - وہ اپنی زبان سے جو چاہین کہہ لین - مگر ہمکو اپنی زبان سے سید کا لفظ استعمال نہ کرنا چاہیے -

رفیق - بھئی یہ تو تعصب کی بات ہے - ہم تو اپنے استاد کی بات مانین گے -

قلندر - اب خواہ مخواہ چھیڑ خانی کرنے سے کیا حاصل - جس کام کے لیے بیچارہ بلایا گیا ہے اُس سے وہ کام تو لیا جائے -

پنڈت۔ استاد! ہم تو تمہارے کائل (قائل) ہین۔ دھن ہے تمہارے ماتا پتا پرمتما پرلکھمی پر ایسا ست جن پیدا نہین ہوگا۔

قلندر۔ خیر باتین پیچھے کرنا۔ ٹھنڈائی کہان ہے۔

پنڈت۔ ہی بنائی تیار لایا ہون۔

قلندر۔ مہاراج یہ تیار کیسی۔

پنڈت۔ میری سسرال کے لوگ آگئے تھے۔ اُنکے واسطے اچھی مگجیات (مغزیات) اور دودھ اپوٹ اور مصری بہت سی ڈالکر تیار کی تھی۔ کچھ کھرچ (خرچ) ہوئی باکی (باقی) ساتھ لیتا آیا ہون سب کے سب۔ واہ بھئی واہ پنڈت۔ ہاتھ کاٹ کے کرٹے پہنانا چاہیے۔

ڈاکٹر۔ اگر مجھے حکم ہو تو مین اپریشن کردون

نواب۔ حکیم صاحب۔ آپکو تو بمصداق بلّی کے خواب مین چھیچھڑے اپریشن اور دوا دربن ہی کی سوجھتی ہے

قلندر۔ جی ہان۔ حشر کے روز اُٹھین گے تو نائی اپنی کسوت کی تلاش مین مصروف رہیگا۔ اور ڈاکٹر اپنا اپریشن باکس ڈھونڈھتا

سجھینگا۔ اور پنڈت اپنی ہنچانگ۔

ڈاکٹر۔ آپ کسکو ڈھونڈینگے۔

قلندر۔ ہم اپنے معشوقِ زرّین رخسار۔ دلبر وعیّار۔ ستم ایجاد۔ قیامت شعار۔ کج کلاہ کو۔

رفیق۔ اور نواب۔ کیون اُستاد۔ ہمارے لیے بھی تو کچھ فرمایئے۔

قلندر۔ جی آپ سیندھی اور شراب اور رنڈیون کو۔

رفیق۔ اور نواب۔ واللہ اُستاد۔ اچھی پھبتی اُڑائی مگر کھری کھری کی رادی۔ ہم بھی اس قول کی داد دیتے ہین۔ کیون نہو واللہ نامردی و مردی قدمے فاصلہ دارد۔ نہ بدنامی کا خوف۔ نہ عذاب کا خیال نہ دنیا کی لاج۔ لیکن شراب اور رنڈی کے نام سے باچھین کھلی جاتی ہین۔

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

قلندر۔ باتین بہت ہوگئین۔ بس اب ٹھنڈائی تو نوش فرمایئے۔ نواب نے تو وسکی کا پیگ منگاکر اُڑایا اور اپنے دوست رفیق کو

کبھی اپنا ہمرنگ بنا لیا۔

اور پنڈت نے ٹھنڈائی اڑائی۔ مگر حکیم صاحب تقوی کے

پھیر ہی میں رہے۔

ایسے تقوی کی ایسی تیسی ہے

جس نے محفل کو کر دیا سونا

قلندر۔ بھئی اب ہماری جان میں جان آئی۔ ذرا عشا تو پڑھ لیں۔ مگر یار

جگت ناتا کو چھوڑ دیا۔

سب نے۔ ارے رے رے۔ سب کو کچھ ایسی نفسی نفسی کی

سوجھی کہ بوڑھے کو بھول ہی گئے۔

قلندر۔ (خانساماں کو پکار کے) میاں صاحب کہاں ہیں۔

خانساماں۔ جی افیون کھا کر حلوا کھا رہے ہیں۔

قلندر۔ حلوا خوردن را روئے باید۔ اچھی حلوے کی سوجھی۔

خیر کہہ دینا کہ جلد فارغ ہو کر آئیں۔ ٹھنڈائی تمہارا انتظار کر رہی ہے۔

قلندر (رفیق سے مخاطب ہو کر) عشا تو پڑھ لیں۔

رفیق۔ دوہری عشا کیسی۔

قلندر۔ ارے بھئی۔ تہجّد۔ تہجّد۔

رفیق۔ (گھڑی دیکھ کر) استاد ابھی گیارہ بجا چاہتے ہین۔ اتنے مین گیارہ بجے۔

پنڈت۔ اے لو استاد جی۔ دیوی ماتا نے ساکشی دی۔

نواب۔ آئین۔ ساکشی کیا معنی۔

قلندر۔ گواہی۔

رفیق۔ کیا گھڑی بھی تمہاری دیوی ہے۔

قلندر۔ جی ہان گھڑی دیوی اور اسکی دیول کا گھنٹا دیوتا۔

اس فقرے پر سب ہنسے۔ پنڈت جی بھی زہر خند سے محفل کے شریک رہے۔

نواب کے آدمی نے ایک رقعہ لاکر حکیم صاحب کے حوالہ کیا۔

نواب۔ کس کا خط ہے۔

آدمی۔ جی۔ جیونت راؤ وکیل کے پاس سے حکیم صاحب کے نام آیا ہے۔ ان کے پاؤن مین چوٹ آئی ہے۔

حکیم صاحب۔ (خط پڑھ کر) چوٹ نہین۔ کولہ سرک گیا ہے۔

قلندر - کیا ہوا تھا -

حکیم صاحب - خدا جانے -

رفیق - (حکیم صاحب کی طرف متوجہ ہو کر) کولہ کس طرح سرک جاتا ہے

حکیم صاحب کو اب اپنے فن میں گفتگو کرنے کا موقع ملا -

پھر کیا تھا - دیوانہ راہوئے بس استاد تشریح کے بال کی کھال کھینچ دی - اتنے میں بارہ بجے -

قلندر - لاحول ولا قوۃ - بیمار تو وہاں تڑپ رہا ہے - اور یہاں آپکو تشریح کی سوجھی ہے - بزرگ تم سے خدا سمجھے - اب اسکی ضرورت ہی کیا تھی - جاؤ بھی - وہ تمہارا نام لیکے کوستا ہوگا -

حکیم صاحب - جی اب چلا نا -

حکیم صاحب رخصت ہوئے -

پیرمرد حقہ ہاتھ میں لیے دم اڑاتے ہوئے دیوانخانے میں پہونچے - اور حکیم صاحب سے مڈبھیڑ ہوئی -

حکیم صاحب - کیوں نانا - اب مزاج کیسا ہے -

پیرمرد - بھئی دعا دیتا ہوں نواب کی خیر مناتا ہوں - ادہر انھیں کو

دم بھرتا ہون - یہی ایک خیر مجسّم اور آشنا پرست رہگئے ہین -
عالی دودمان - ذیشان - دل کے ایسے کہ کبھی سُوکھا جواب نہ دیا -
دوست دشمن سب انکے فیض کے دسترخوان پر ہمیشہ تر نوالے
اُڑاتے ہین -

حکیم صاحب - مجھے آپ کے ساتھ بالکل اتفاق ہے - آخر امیر
ابن امیر ہین - کیا کہنا - خدا حافظ

پیرمرد - کیا چلے ؟

حکیم صاحب - جی ہان کسی مریض کے پاس جانا ہے - کل انشاءاللہ
پھر ملین گے -

پیرمرد دیوانشخانے مین جب آچکے تو نواب نے آواز دی کہ نانا -
تشریف لائیے - یہان تو تپنگ اُڑی - وسکی ہضم ہوگئی - آپ تھے کہان

پیرمرد - آئیے ہمین خبر نہوئی - یہ اوپر ہی اوپر مزے لوٹنا -

نواب - آپ تو اپنی پینک مین تھے -

پیرمرد - پینک کیسی - ابھی کہین جنگ پر بھیجکر دیکھیے کہ کیا
کرتب دکھاکر آتے ہین -

رفیق ۔ این کار از تو آید و مردان چنین کنند ۔
آپکے چہرے سے بہادری کے آثار نمایان ہین ۔

پیرمرد ۔ (موچھون پرتاؤ دیکر) آخر ہاشمی النسل سپاہی ہین ۔ مذاق دل لگی نہین ۔

نواب ۔ بھئی اب نیند آرہی ہے خدا حافظ ۔

پیرمرد ۔ تم نیند کے بڑے کچے ہو ۔ اچھا لو آداب عرض ہے ۔ پھر کب ملیے گا ۔

نواب ۔ انشاء اللہ کل منجھلے بچے کی سالگرہ ہے ۔ دعوت کے کارڈ تو تقسیم ہو چکے ۔ زبانی بھی آپکو دعوت دیتا ہون ۔

پیرمرد ۔ خدا زندہ رکھے ۔ پھر تو مزہ ہی مزہ ہے ۔

ادھر نواب سب احباب سے رخصت ہو کر زنانے محل مین سدھارے ۔ اور ادھر احباب اپنے اپنے گھر روانہ ہوئے ۔ شب بخیر

رات کے دو بجے ہین

یہ وقت بھی عجیب پُرلطف ہوتا ہے ۔ جسطرف دیکھو سنّاٹا

آسمان پر تارون کی بہار ایسی نظر آتی ہے جیسے کسی عروس
کے چہرے پر افشان چنی ہو۔ تارے اپنے نورانی اثرات سے
زمین پر روشنی ڈال رہے ہین۔ مغرب کی طرف چاند کا گورا
منور چہرہ نظر آرہا ہے جہان سطح زمین ہے وہان اس وقت چاند
کی دھیمی روشنی ہے اور چاندنی کی ایک شفاف اُجلی چادر بچھی
ہوئی ہے۔ مکانون کی چوٹیون پر اسکی بہار اور اس کا سنگار اور
نکھار بالکل انوکھا اور نرالا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ عروسان مہوش
کی چوٹیان روپہلی سوباٹ سے گندھی ہوئی ہین۔ آسمان پر سیاہ ابر
کے لکے کہین کہین زلفِ مہوشان کا کام دے رہے ہین۔ کبھی
چاند کے پُرنور چہرے پر آکر کسی مہرو کے بکھرے ہوے بالونکی
طرح اُسکے تابناک عارض کو چھپا دیتے ہین۔ کبھی زہرہ اور مشتری
سے روشن ستارون کے چہرون پر نقاب کا کام کرجاتے ہین۔ اور
ان بادلون کی وجہ سے کبھی کچھ گرمی اپنی گرم بازاری دکھا رہی ہے۔ اور
جب کبھی یہ سیاہ ٹکڑے پریشان ہوجاتے ہین تو دھیمی دھیمی
خوشگوار ٹھنڈی ہوا کا جھونکا پنکھا جھلتا ہے۔ ابتداے شب کے

جاگے ہوؤن پر نیند کا دہاوا ایسا ہو چکا ہے کہ مست و بیہوش پڑے ہوئے خرّاٹے لے رہے ہین۔

ماہتاب اب آسمان کے تیسرے حصے کا دورہ ختم کر چکا ہے۔ اور مغرب کی طرف سر بسجود ہو کر اپنے خالق دوجہان کی آستان بوسی مین مصروف ہے۔ لیکن اُسکی دل لُبھانے والی شعاعین کسی حور روش زرّین کمر کج کلاہ کے روے روشن پر ایسی پڑ رہی ہین کہ حُسن دوبالا ہو کر آسمان کے گھورنے والے تارون کو اُس کی جمالِ جہان آرا کے دیکھنے مین ردو سے رہا ہے ایسے دلفریب سمان مین ہمارے اس ناول کے ہیرو کے گھر چاند کا ٹکڑا روشن ستارہ لختِ جگر نورِ نظر یعنی فرزندِ سعادت مند پیدا ہوا۔

مبارک باشد و باشد مبارک

شادیانے بج رہے ہین

بُرجِ مشرقِ امید سے جب آفتابِ عالم تاب تہنیت کا سُرخ جامہ پہنکر اپنی سُنہری کرنون سے عالم مین نورِ شادمانی بکھیرتا ہوا جلوہ فگن

ہوا - اور اُس طرف ہمارے اس قصے کے ہیرو نواب معلی القاب گردون قباب نے بڈروم سے اُٹھکر آواز دی - دلفروزا او دلفروز

دلفروز باندی حاضر ہوئی - چہرے سے آثار مسرت عیان بہت ہی ادب سے جھک کر آداب بجالائی اور عرض کیا کہ خدائے تعالےٰ مبارک کرے - اقبال کا ستارہ طلوع ہوا - یعنی صاحبزادہ مبارک -

نواب - (مسرت سے) آئین دلفروز کیا کہہ رہی ہے -

دلفروز - بادب پھر مبارکباد عرض کرنے کی باندی جرات کرتی ہی

نواب - کیا خوب ہمین کچھ خبر ہی نہین - کچھ ایسے نیند کے ماتے ہوئے کہ اپنے اور پرائے کی خبر نہ رہی (خوشی کے لہجے مین) کیون کسی نے مجکو جگایا بھی نہین -

دلفروز - میان رات کے دو بجے تھے اُس مبارک اور سُبھ گھڑی اور سہانے وقت پر - بُرج حمل سے آفتاب سعادت طلوع ہوا - ہم باندیون نے اُسی وقت جبکہ بیگم صاحبہ کے دردِزہ شروع ہوا - حضور کو بیدار کرکے عرض کرنا چاہا - مگر بڑی بیگم صاحبہ نے تاکید حکم دیا تھا کہ نیند سے جگانے کی ضرورت نہین -

نواب - الحمد للہ الحمد للہ - جلد پانی لاؤ - وضو کر کے اپنے رب العزت کا شکریہ ادا کرین -

دلفروز - اور دوسری باندیون نے جھٹ سے وضو کے لیے پانی حاضر کیا اور نواب نے حوائجِ ضروری سے فارغ ہو کر وضو کر کے اوّل دو گانہ شکریے کا ادا کیا - اور پھر صبح کی نماز پڑھی - جا مے پکر لباس تبدیل کر کے باہر جانے کو تیار تھے کہ بڑی بیگم صاحبہ تشریف لائین - یہ نواب کی پھوپھی ہوتی ہین -

بڑی بیگم - نواب کی بلائین لیکر عمر دراز ہو - خدا مبارک کرے -

نواب نے جیب سے اشرفیان نکال کر نذر پیش کی اور بہت ہی ادب سے آداب بجا لائے - اس وقت چہرہ فرطِ مسرت سے گلابی ہوا جاتا ہے

بڑی بیگم - آج منجھلے کی سالگرہ کی تقریب اور یہ اُس کے بھائی کی پیدائش کی خوشی دوہری مسرت ہے - جم جم خدا تجھے ایسی خوشیان دکھائے - دُلہن دودھون نہائے پوتون پھلے -

نواب - پھوپھی امان - یہ سب آپکی دعا کی برکت ہے - آپکی اُن مہربانیون کو مین ہرگز نہین بھول سکتا - جو آپ میری والدہ کے

انتقال کے بعد سے میرے حال پر مبذول فرماتی رہیں۔ اگر وہ زندہ ہوتیں تو اس سے زیادہ کیا کرتیں جو آپ نے میرے ساتھ شفقت مادری کے فرض کو ادا کیا۔

بڑی بیگم ۔(نواب کی بلائیں لیکر) بیٹا یہ تیری سعادت مندی ہے خدا تجھے ہر حال شاد و با مراد رکھے (یہ کہکر رخصت ہوئیں)۔

نواب باہر برآمد ہوئے۔ حاضرین نے مبارک سلامت کے بعد نذرین پیش کیں خانساماں نے عرض کیا کہ خداوند نعمت قوال مبارکباد عرض کرنے کے لیے حاضر ہیں۔ اور نوبتی وغیرہ حکم کے منتظر ہیں کہ شادیانے بجائیں۔

نواب نے قوالوں کی حاضری کا حکم دیا۔ اور شادیانے بجانے کی درخواست منظور فرمائی۔ شادیانے بجنے شروع ہوئے اور قوالوں نے مبارکباد گائی۔ نواب نے سب کو درجہ بدرجہ انعام تقسیم کر کے کہا کہ باغِ عام میں آج جاگیرداروں کی کمیٹی ہے۔ ہمارا شریک ہونا ضرور ہے۔ گاڑی حاضر رکھو۔

تھوڑی دیر میں ادھر گاڑی آئی اور اُدھر نواب تبدیل لباس فرما کر روانہ ہوئے

خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو

ایک کہتا ہے اپنے دوست سے - یار زمانہ ہمیشہ آثار سلف کی خوبصورتیون کے مٹانے مین مصروف رہتا ہے - دیکھو - اس ملک حیدرآباد دکن کو جو عروس البلاد کہلایا جاتا تھا - جسکے حسن دلفریب کے اہل وطن ہی نہین بلکہ غریب الوطن بھی والہ و شیفتہ اور دلدادہ رہتے تھے - آجکل روز ایسے آباد و پُر بہار شہر کی اکثر آبادیان رود موسیٰ کی طغیانی کی بدولت ویران ہوگئین - وسیع کُھلے میدان مین کھڑے ہوکر جسطرف نظر دوڑاؤ نگاہ کا منظر جسقدر وسیع ہوتا جاتا ہے سوا کھنڈرون کے اور کوئی چیز نظر نہین آتی - اگر کوئی چیز نظر بھی آتی ہے تو صرف کہین ریت کا ٹیلا زبانِ حال سے اپنی بیکسی کی داد چاہتا ہے - یا کوئی پُر نشیب کھائی اپنے گریبانِ فکر مین غوطہ لگائے ہوئے ہے - شکستہ دیوارین غم والم کی آئینہ بنکر حیرت مین ڈوبی ہوئی ہین - حسرت نصیب یادگارون مین فی صدی ایک بھی نہ بچی - سب دریا بُرد ہوگئین - پُرانے قبرستان جن مین نامی اور متمول لوگون نے دنیا

سے بیزار ہو کر آرام لیا تھا۔ آج کے روز اُن کے وہ آخری مکان بھی طوفان کے دستِ تطلم سے اُکھڑ کر اس قدر پریشان پڑے ہوئے ہین کہ معلوم ہوتا ہے کسی نے دلون کو ٹکڑے کر کے بکھیر دیے ہین حشر کا ایک دن تو یقینی ہے۔ لیکن آج کے روز وہ بھی ان جانثارون کے مکانون کی بربادی اور تاراجی کو دیکھ کر اُن کی بیکسی اور بےلبسی پر عبرت حاصل کر کے روتا ہو گا۔

کہان ہین وہ بہادر جنھون نے ایک گز زمین کے واسطے اپنا خون بہایا۔ لیکن اپنے قبضے سے جانے نہین دی۔ اور جن کی دلاوری اور بلند ہمتی سلطنت کی مستحکم بنیاد کی پتھر سمجھی جاتی تھی۔ کہان ہین وہ فیاض زمان۔ جو دشمن اور دوست کو سخاوت کے دریا کے گھاٹ پر یکجا سیراب کرتے تھے۔ فلک کی گردشون نے اُنھین بھی گھس گھس کے مٹا دیا۔

کہان کہان کے مسافران غریب الوطن اپنے خویش و بیگانہ اور وطن سے جُدا ہو کر۔ حیدرآباد فرخندہ بنیاد کو اپنا امن و ملجا قرار دیکر اسکی سرزمین پر آ کر زندگی بسر کرتے تھے آج کے روز اُنکے نشان

بھی بےنشان ہو گئے ہیں۔ دنیا کے بھی عجیب عبرت انگیز واقعات ہیں جو کسی نظر فریب کی خیالی تصویر کی طرح رات اور دن ہماری آنکھوں کے نظارے میں ہیں کر سٹتے جاتے ہیں۔

تقریباً ۱۹ ہزار گھر نذر آب ہو گئے اور تخمیناً چار ہزار جانیں جو ز ور طوفان میں پھنس کر نہنگ اجل کا لقمہ ہو گئیں۔ شوہر بیبیوں۔ اور بیبیاں شوہروں۔ باپ بیٹوں۔ اور بیٹے باپوں۔ اور مائیں بچوں اور بچے ماؤں کو ڈوبتے دیکھا کیے۔

ہنچر کے تعلقات جو ایک زمانے کے لیے مستحکم اور استوار تھے ایک چشم زدن میں ٹوٹ گئے۔ بعض بعض ایسے بھی بدنصیب قسمت کے مارے فلاک کے ستائے ہیں گے کہ جن کے کنبے کے بیس بیس پچیس پچیس آدمی چشم زدن میں نذر اجل ہو گئے۔ لیکن بہنجت جان کے قربان جائیے کہ بے خانمان ہو کر بھی بحال تباہ زندہ درگور ہیں۔ مرنا چاہتے ہیں مگر موت آتی نہیں۔ ارادہ ہوتا ہے کہ کسی حیلے سے اپنے آپ کو اس دکھ کے غم خانے سے نجات دیں۔ اور اپنی روح کو اس صدمے کے قید خانے سے آزادی

کا پروانہ ولادین - مگر کوئی شے اس ارادے کی ایسی حائل ہوتی ہے جیسے سدِ سکندری -

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

یار غمخوار - بھائی تیری جادو بھری تقریر نے تو میرے دل کو چھلنی کر دیا - ہر ایک لفظ تیر اکڑی کمان کا تیر - اور ہر بات تیری اکسیر کی گولی ہے - جسنے دل اور کلیجے کو چھید ڈالا - سچ تو یہ ہے کہ دنیا جائے عبرت ہے - مشیت کے آگے کسی کی چل نہیں سکتی - دم مارنے کی مجال نہیں - اَلنَّصِیْبُ یُصِیْبُ کہہ کر راضی بہ رضا - اللہ رہنے کے سوا چارہ نہیں - مگر یار سچ پوچھو تو اس وقت شاہ آصف کی دریا دلی اور شفقت اور مراحم نے ہمارے اور دوسری رعایا کے دلوں کے ساتھ وہ کام کیا جو والدین کی محبت اولاد کے ساتھ - پیغمبر کی شفقت اُمت کے ساتھ کرتی ہے - قدم جمنا دشوار ہو گیا تھا - امیدوں کے دریا سے کنارے ہو چلے تھے - بارے رُت بدلتی ہوئی معلوم ہوتی ہے - مصیبت کی بدلی سے راحت کا چاند نکلتا ہوا نظر آتا ہے - دوست - اللہ رکھے - اسی بادشاہ کے دم کے سارے جلوسے ہیں

دولہا کے دم کے ساتھ یہ ساری برات ہے۔

ورنہ بھیّا اب رہا کون۔ اور ایسی ہمدردی کون کریگا۔ جا بجا لنگرخانے کھولدیے لکھوکھا روپے کے مصارف کا خزانے پر بار ڈالا۔ اُسکی ناخدائی نے اس دکن کی کشتی اور اُسکے بیٹھنے والوں کو منجدھار سے کنارے پر لگایا۔ خدا اس بادشاہ کی عمر مین برکت دے۔ فرمانروائی کی شان دکھائی۔ جو کہا وہ کر گزرے۔ کلفت راحت سے بدلتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

یار۔ ہماری بات یاد رکھنا کہ یہی ویران بستیان جسکا مرثیہ تمنے اس وقت پڑھا۔ انشاء اللہ المستعان آباد ہو جائینگی۔ اور اُسوقت مبارک باد کی ترانہ سنجی سے ہم اہل دکن کو خوش کر دین گے۔

دوست۔ خدا ایسا کرے اور انشاء اللہ امید قوی ہے۔ مگر بھئی عقدہ دارون نے بھی بڑی جان فرسائی کی۔ رات کو رات نہ سمجھے دن کو دن نہ سمجھے۔ ہمہ تن رعایا کی خبرگیری اور اُن کو مدد دینے مین کمربستہ اور مصروف ہی رہے۔

یار۔ سچ تو یہی ہے۔ بیشک تم نے اس وقت داد دی۔ اُکھڑی ہوئی طبیعتون کو جمانا واللہ انھین مستقل مدبرون کا کام تھا۔

دوست ۔ کیا لنگرخانے اب تک جاری ہین؟

یار ۔ واہ لنگر خانون کی اچھی کہی ۔ اجی ایک مدت ہوئی برخاست ہو گئے تا بکے روز چالیس پچاس ہزار غربا کو کھانا تقسیم ہوتا رہا ۔ ننگون کو کپڑے سلے ۔ مالی مدد اب تک ملتی جاتی ہے ۔ مدار المہام کشن پرشاد اب تک دورہ کرتے ہوئے نظر آتے ہین ۔

دوست ۔ یار سچ تو یہ ہے کہ جیسی مستعدی اور سرگرمی سے ہمدردی کا اظہار حضور اور اُنکے دیوان اور عہدہ دارون نے کیا ہے ۔ وہ دکن کے صفحہ تاریخ مین یادگار رہ جاے گی ۔

یار ۔ ہان بھئی اب باتین ہی ہونگی یا اپنے کام دھندے کی بھی کچھ فکر کرینگے ۔

دوست ۔ خدا حافظ مین ذرا حسین ساگر جاتا ہون ۔ خدا حافظ ۔ خدا حافظ ۔

جگت بابا اور اُنکی بڑھیا کی چہ میگوئیان

پیرمرد ۔ کیون بیگم ۔ کہو تو مزاج کیسا ہے ۔

بڑھیا۔ خدا خیر کرے۔ کیا ہوا میرے مزاج کو۔ تم اپنا حال کہو۔
پیرمرد۔ الحمدللہ۔ اچھا ہوں۔ اس وقت چنیا بیگم (افیون) کا نشہ
عشق سر پر سوار ہے اور بمصداق۔

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

اپنا رنگ دکھا رہی ہے۔
بڑھیا۔ اے ہاں۔ تو۔ میں تو بھول گئی تھی جب ہی تو تم نے
بڑانا شروع کر دیا۔
پیرمرد۔ کیا میں گھوڑے بیچ کے سو رہا ہوں۔
بڑھیا۔ کیا اس میں شک ہے۔
پیرمرد۔ خیر یہ تو کہو میں ایک بات تم سے پوچھنا چاہتا ہوں بشرطیکہ
تم غصے میں نہ آ جاؤ۔
بڑھیا۔ خدا خیر کرے۔ ایسی کونسی بات ہے۔
پیرمرد۔ بات تو کوئی ایسی نہیں۔ لیکن تم غصیلی بہت ہو۔
بڑھیا۔ آپ سے کم۔
پیرمرد۔ (آنکھیں کھول کر) ہاں کیوں نہیں۔ آخر ہم مرد ہیں۔ تم سے

تو بڑھ کر ہی رہنا چاہیے -

بڑھیا - مبارک - لیکن ایسا بھی کیا غصہ کہ جیسے کسی کو جنون ہو گیا

آؤ سوچھے نہ تاؤ لکڑی ہے تو دے ماری - گلاس ہے تو اُسکے

سو ٹکڑے کر دیئے - ایک روز تو کانچ کی شہنائی اسے ہے کس قدر

خوبصورت تھی - چکنا چور ہو گئی - خدا کی قسم اب تک مین یاد کرتی

ہون - تو میرے آنسو نکل پڑتے ہین -

پیر مرد - اجی ہم شیر نیستان ہین - جو چیز سامنے آئی اُسکا کارا کیا -

بڑھیا - خدا کی قسم کاش تم شیر ہی ہوتے اور بستیون کے عوض

جنگل مین بسیرا کرتے -

پیر مرد - اور تم شیرنی ہوتین تو اور زیادہ لطف ہوتا -

بڑھیا - اوی - خدا نہ کرے دشمن دور پار سات سمندر بیچ - میرے

دشمن کو یہ بات نصیب نہ ہو -

پیر مرد - کیا اب تم اتنا کہنے سے شیرنی ہو ہی گئین -

بڑھیا - نہ سہی - مگر زبان سے فال تو نیک نکالو -

مزن فالِ بد کا ورد حالِ بد

پیرمرد۔ (چپٹ سے بوسہ لیکر) واللہ اسوقت کیا برجستہ مصرع پڑھا۔
بڑھیا۔ (مسکراتے ہوئے لیکن جھڑک کر) خبردار پھر ایسی حرکت نہ کرنا
خدا کی قسم تمھین سوجھتی کیا ہے۔ یہ بیٹھے بیٹھے خدا جانے کیا شیطان
سوار ہو جاتا ہے کہ آپے سے باہر ہوئے جاتے ہو۔
پیرمرد۔ اجی تو گناہ کیا ہے۔ حلال کا بوسہ ہے نہ حرام کا۔
بڑھیا۔ تمھین شرم بھی نہین آتی۔ یہ کوئی سن ہے۔
پیرمرد۔ ہم تو ہمیشہ کے جوان ہین۔
بڑھیا۔ خیر تم سہی۔ لیکن مین تو نہین ہون۔
پیرمرد۔ واللہ میری نظرون سے کوئی دیکھے۔ لیلیٰ را بچشم مجنون باید دید
واللہ تم وہی نئی نویلی دلھن معلوم ہوتی ہو۔ اگر جھوٹ کہون تو
گویا اباجان کی ہڈیان چبائین۔
بڑھیا۔ اب زیادہ بناؤ نہین بھلا وہ تو کہو کہ پوچھنا کیا چاہتے
تھے۔
پیرمرد۔ خوب یاد دلایا لیکن دیکھو پھر وہی کہونگا کہ تم غصے مین نہ
آجانا۔

بڑھیا۔ میرا بھی وہی جواب ہے کہ تمھیں کچھ جنون ہو گیا ہے۔ ابھی بات زبان سے نکلی نہیں۔ پانی آنے سے پہلے باندھ باندھنا اسی کو کہتے ہیں۔

پیر مرد۔ اچھا تو سنو۔ اب کہتا ہوں۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ جس طرح ہماری للچائی ہوئی نظر حسین اور نوجوان عورتوں پر پڑتی ہے تم لوگوں کی بھی مردوں پر ضرور پڑتی ہوگی۔

راوی ۔ اے سبحان اللہ۔ کیا عمدہ سوال کیا۔ یہ بات کی خدا کی قسم لاجواب کی۔

بڑھیا ۔ (غصہ سے) تف ہے تمہارے منہ پر۔ شرم نہ آئی۔ ایسی باتیں پھر نہ کرنا۔

پیر مرد۔ کیوں میں نے کہا نہیں تھا کہ تم خفا ضرور ہوگی۔

بڑھیا۔ تمہاری باتیں ہی ایسی بے سر و پا ہیں کہ خواہ مخواہ غصہ آجائے۔ بھلا یہ تو کہو کہ اس وقت کیا محل تھا اس گفتگو کا۔

پیر مرد۔ یوں ہی جی چاہا۔

بڑھیا۔ کیا تمھیں اس عمر میں ایسی باتیں کرتے شرم نہیں آتی۔

پیرمرد۔ شرم کی کونسی بات ہے۔ مرد تو ساٹھا پاٹھا مشہور ہے۔

بڑھیا۔ لو اب پھر تمہاری جوانی پلٹ کر آگئی۔

پیرمرد۔ (ایک اور بوسہ لیکر) الحمد للہ۔

بڑھیا۔ (بہت غصے کی صورت بنا کر) دیکھو میان مین برے طور سے پیش آؤن گی۔ اور پھر کچھ آپ ہی آپ مسکرائین۔

پیرمرد۔ تم چاہے مارو۔ لیکن مین تو تم پر فدا ہون۔ واللہ مین تم کو جو سمجھتا ہون اسکی تم کو قدر نہین۔

بڑھیا۔ قربان جاؤن ایسی ظاہری محبت کے اسی لیے تو طغیانی کے روز بازاریون نے جو گپ اڑائی کہ پانی آگیا تو۔ بس مجھے تنہا چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوے۔

پیرمرد۔ بھاگ کہان گیا تھا۔ ان گیدی نامرادون کی خبر لینے گیا تھا۔ اور پاؤن جو رپٹا دھم سے گر پڑا۔

بڑھیا۔ اے ہے۔ خدا کی قسم میرا جی چھوٹ گیا تھا۔ ایسے بری طور سے گرے تھے کہ بس میری جان مین جان نہ تھی۔

پیرمرد۔ خوش تو ہوئی ہوگی کہ اچھا ہوا بلا ٹلی۔

بڑھیا۔ (روتی صورت بناکر) واللہ دیکھو مین اُپنے آپ کو مار لونگی۔ ایسی بات پھر نہ کہنا۔ تمہارے لیے ایسا سمجھتی تو پھر کسے دیکھکر زندہ رہتی۔

پیرمرد۔ اسلام مین نکاح ثانی تو جائز ہے۔

بڑھیا۔ سلام ہے ایسے اسلام کو۔ ہمارے شہر مین ایسی بات زبان سے نکالنا حرام ہے۔ بس اب رہنے دو خدا کی قسم میرے سر کی قسم یہ گفتگو چھوڑ دو۔ اس قصے کو تو پورا کرو۔

پیرمرد۔ قسم دلاؤ۔ لو اب سنو۔ ہان سچ کہو کہ جوانون کو دیکھ کر جی ضرور للچاتا ہوگا۔

بڑھیا۔ حسین شے ضرور اچھی معلوم ہوتی ہے۔

آنکھ اچھی چیز پہ للچاتی ہے

لیکن اسکے ساتھ نیت کو بھی دیکھنا چاہیے۔ کہ کس نیت سے نظر پڑی۔

پیرمرد۔ یہ کون کسی کے دل مین گھسکر دیکھ سکتا ہے۔

بڑھیا۔ کیا نیت نہین معلوم ہو سکتی۔ انسان کے چہرے سے

صاف باطن کا حال معلوم ہو جاتا ہے - چہرہ باطن کا آئینہ ہے - مگر یہ تو کہو کہ ہم پردے مین رہنے والیون کو نامحرمون کے نظارے کا موقع ہی کب ملتا ہے -

پیر مرد - کیا تم آنکھین سی کر بیٹھتی ہو - تماشے میلے مین بھی کیا تم کو دیکھنے کا اتفاق نہین ہوتا -

بڑھیا - بس بس - ایسی باتین کام کی نہین - یہ تو مثل ہے - اپنی ہائی اور پرگھوائی - بلی کو خواب مین چھیچھڑے نظر آتے ہین - ہم شریف زادیان ہین - ہم سے کبھی ایسا ہوا ہے اور نہ ہوگا -

اتنے مین کسی نے ماما کو آواز دی - بوا شریفاً - او بوا شریفاً -

بڑھیا - شریفاً - کوئی پکارتا ہے - پوچھو تو کیا ہے - بوا شریفاً گئین اور واپس آکر کہا کہ نواب کے یہان کا آدمی ہے - نواب بیگم میان کو بلوایا ہے - اور قسم دی ہے کہ جلد آئین -

پیر مرد - کیون یہ اسوقت کیون یاد ہوئی پوچھو تو سب خیریت سی ہین - شریفاً - پھر جاکر واپس آئین - اور کہا کہ آدمی کہتا ہے سب خیریت ہے - شب کے دو بجے نواب کے گھر لڑکا پیدا ہوا - آج

منجھلے صاحبزادے کی سالگرہ بھی ہے۔ محفل عیش تیار ہے۔ سب مہمان آگئے ہین صرف آپکی کسر ہے سب آپکے منتظر ہین۔

پیر مرد - (اُچھل کر) کیا نواب کے گھر اور بیٹا ہوا واللہ۔ اب تو پانچون گھی مین ہین۔

بڑھیا - (اپنے خاوند کی طرف متوجہ ہوکر)- ہماری طرف سے بھی نواب سے دعا اور سلام کے بعد مبارکباد کہدینا۔

پیر مرد - زنانے سے تمہاری بھی دعوت ضرور آئے گی۔

بڑھیا - کیون نہین۔ بڑی بیگم نواب کی پھوپھی ہم کو بہت چاہتی ہین ضرور بلائین گی۔ بہت قابل اور آشنا پرست بی بی ہین۔

پیر مرد - (شرفا سے) آدمی سے جاکر کہو کہ مین ابھی پوشاک بدلکر آتا ہون۔

نواب کے گھر خوشی کا جلسہ

این چہ بزم است کہ لب بر لب جام است اینجا
بادہ خورشید و قدح ماہِ تمام است اینجا

محفل عیش آراستہ ہے۔ مکان عمدہ عمدہ فرنیچر سے سجایا گیا ہے برقی روشنی اپنا حسن جدا دکھا رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ صبح طباشیر بکھیر رہی ہے۔ نواب مع رفیق۔ اور حکیم۔ اور قلندر۔ اور جگت نانا۔ اور دوسرے مہمانان ذی شان کے ڈنر سے فارغ ہو کر ڈرائینگ روم میں آ کر کرسیوں پر بیٹھے ہیں۔ لولیان شوخ آہنگ **یمن** کی دھن میں یہ غزل گا رہی ہیں۔

محو جمال آئینہ رخسار گشتہ ایم
در تار موئے یار گرفتار گشتہ ایم

حاضرین نے اس مطلع کی داد دی۔ اور حسن بندش اور الفاظ کی چستی پر عش عش کرنے لگے۔ خصوصاً نواب قلندر کی طرف متوجہ ہو کر کیوں استاد کیا بے مثل مطلع ہے۔ خدا جانے کس کا ہے۔

قلندر۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت **شاد** کی غزل کا مطلع ہے۔

نواب۔ واللہ بے مثل ہے۔ لاجواب ہے۔ سبحان اللہ کیا کہنا۔

قلندر۔ تصوف کا رنگ انکا حصہ ہے۔ جو اس رنگ میں یہ کہہ جائیں گے۔ وہاں دوسرے کا رنگ پھیکا رہے گا۔

اتنے مین غزل تمام ہوئی - اور مقطع رنڈی نے گایا -

ایمان بکفر زلف تو دیم زین سبب

اے شاد بت پرست پرستار گشتہ ایم

قلندر - کیون مین نہ کہتا تھا کہ حضرت **شاد** ہین - (رنڈی کی طرف مخاطب ہوکر) پھر کہو -

رنڈی نے پھر گایا -

قلندر صاحب کو جو وجد آیا **الّا اللہ** کہکر کرسی پر سے زمین پر آرہے -

حاضرین مجلس - سنبھالنا - سنبھالنا - کہین چوٹ نہ آجائے

رنڈیون نے جو یہ گت دیکھی تال سُر سب بھول گئین - اور ایک دوسرے پر گرتی ہوئی بھاگنے لگین - سارا ٹھاٹھ درہم برہم ہوگیا - ادھر جگت نانا کو بھی جو حال آیا تو بس **الّا اللہ** کی صدا لگائی اور قلندر صاحب پر جا گرے - الٰہی خیر یک شد دو شد - راگ کھڑاگ ہوگیا -

رفیق - نانا کو سنبھالو - اُستاد پر ہی گر گئے - چوٹ بڑی آئی ہوگی

نواب۔ ضرور چوٹ آئی ہوگی۔ مگر بیچارے مین دم ہی کیا ہے
ہڈیون کا صرف ڈھانچہ رہگیا ہے۔ رگین گویا بین کے تار کی طرح
نظر آتی ہین۔ حضرت کا جسم خاصہ راگ مالا ہے۔
الغرض دو چار سنٹ کے بعد دونون ہوش مین آئے اور اپنی
اپنی جگہ سنبہل کر بیٹھے مگر مستی باقی ہے۔
نواب۔ (پیرمرد سے) اجی قبلہ کہین چوٹ تو نہین آئی۔
پیرمرد۔ چوٹ کیا معنی۔ اپنی خبر بھی تو ہو۔
نواب۔ کیا اتنے بیخود تھے۔
پیرمرد۔ تم تو نیچری ہو۔ تمہین اس کا کیا مذاق۔
قلندر۔ (پیرمرد کی طرف دیکھکر) ارے میان چپ بھی رہو نیچری
تم کیون کہتے ہو۔ مین انہین خوب جانتا ہون۔ بڑے نرم دل ہین
ایک وقت شاہ خاموش صاحب کی درگاہ مین انھین بھی کیفیت
ہوئی تھی۔ اُس روز ان کی حالت دیکھنے کے قابل تھی۔
نواب نے خانسامان سے کہا کہ رنڈیون کو کہدو کہ اب آجائین
رنڈیون نے کبھی ایسی حالت دیکھی نہ تھی۔ اب آنے مین ڈرتی تھین۔

لیکن بگوبٹنو کشان کشان سب کو خانشامان نے حاضر کیا۔

نواب۔ کیون۔ کیا ڈر گئین۔

ایک خدا کی قسم میرے تو ہوش اُڑ گئے۔ پہلے تو مین سمجھی کہ خدا نہ کرے مرگی کا مرض ہوا ہے۔

پیر مرد۔ تُف تُف۔ کیا کہتی ہے ذرا چونچ سنبھال کر بات کر۔

رنڈی۔ اے تو پھر اور کیا سمجھتی۔ اچھے بھلے بیٹھے تھے دھم سے زمین پر آرہے اور لوٹنا شروع کر دیا۔

پیر مرد۔ اسے حال کہتے ہین۔

دوسری۔ اجی نانا تمھین کیون حال آیا تھا۔

تیسری۔ حال نہین۔ نرسوا اس بڈھے کے سر پر سوار ہو گیا تھا۔

پیر مرد۔ (سب کی طرف جھپٹ کر) خبردار۔ ایک ایک کی خبر لونگا۔ آنتین نکال دونگا۔ نانا کسے پکارتی ہے۔

ایک اور بولی۔ نانا تمکو پکارتے ہین۔

پیر مرد۔ میان کہتے شرم آتی ہے

دوسری۔ ضرور شرم آتی ہے۔

قلندر (صوبہ دار کی طرف متوجہ ہوکر) - کیون میان صوبہ دار تم بھی بڈھے ہو - آخر تمھین بھی یہ سب نانا کہین گی -

صوبہ دار - مین بوڑھا کیسے! کیا پچاس برس کی عمر مین مرد بوڑھا ہوجاتا ہے اگر مجھے کہے تو مین کھٹ سے سر اُڑا دون -

رفیق - واللہ صوبہ دار صاحب یہ بہادری تو آپ ہی کے لیے سزاوار ہے - کیون نہین بڑے جیالے ہو - واللہ کیا کام کیا - کہ رنڈی کا سر اُڑا دیا -

حکیم صاحب - جی ایسی ہی بہادری پر تو یہ صوبہ دار ہوے - اور فوج مین عزت پائی -

صوبہ دار - پھر کیا - سپاہی سے کوئی بےادبی کرے تو سپاہی سے چپ رہا جاتا ہے -

نواب - بس بھئی باتین ہو چکین - ذرا جی بھر کر گانا تو سن لو حاضرین گانے کی طرف متوجہ ہوے - اور پھر گانا شروع ہوا - نواب نے خانساماں سے کہا کہ پگ لاؤ - ساقی مع جام و صراحی حاضر ہوا - نواب نے سب کی تواضع کی -

قلندر شاہ اور حکیم صاحب - ان دونون نے معافی چاہی باقی سب نے نوش جان کی -

پیر مرد - دو چار پیگ مین غین ہو گئے -

ٹھیک ۱۲ بجے شب کے جلسہ برخاست ہوا -

شاہراہ پر ایک فلک کے ستارے کی زبانی کہانی

یک دل و خیلِ آرزو دل بکہ مدعا ستم
تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

اللہ اللہ - انسان بھی عجیب طلسمات کا پتلا ہے - بدو شعور کے بعد اسکی عمر اخیر دم تک لاکھون آرزوون کی کشمکش مین گذرتی ہے - اور اسکی وجہ یہی ہے کہ انسان جب اپنی کسی امید کی پیروی مین ہر طرف تگ و دو کر کے تھک جاتا ہے اور مایوسی کا ابر اسکے دل پہ چھا جاتا ہے تو ناوکِ فکر سے زخمی ہو کر بیچین ہو جاتا ہے اور ہزارون آرزوئین

اور تمنائیں اُمنڈ اُمنڈ کر ہر طرف سے دھاوا کرتی ہیں۔ ایسی حالت میں انسان دریاے حیرت میں غرق ہو جاتا ہے۔ اور اُس کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ کس آرزو کو ترجیح دے۔ اور کون سی امید کے ساتھ وابستہ ہو جائے۔ کسکی پیاری صورت سے نظر کو پھیر لے اور کس لبھانے والی چلبلی تصویر کو مرکزِ نظارہ بنائے۔ کسکی محشر بپا کرنے والی رفتار پر دل وجان کو صدقے کرے۔ جستجو کرے تو کسکی اور کونسا انمول ہیرا ڈھونڈ کر نکالے۔ بہر حال ایک آئینۂ حیرت آنکھوں کا پردہ بنجاتا ہے اور عقل و حواس بھی دامنِ نظارہ سے وابستہ ہو کر ایک روح۔ ایک قالب بن جاتے ہیں۔ اس کی لذت اُسی کے دل سے پوچھیے جو اس منظر کا دلدادہ ہو۔ یا اِس کا نشانہ بنا ہو۔ لیکن یہ ساری آفتیں جو ہمارے سر پڑ جاتی ہیں اُس کی وجہ صرف ہماری نافہمی اور بے دست و پائی ہے۔ اس لیے کہ ہماری زندگی زمانے کی نیرنگیوں کے ساتھ اس طرح اُلجھی ہوئی ہے جیسے دامن خار کے ساتھ۔ یا نظر آئینہ کے ساتھ۔ دنیا کی ہزار دلچسپیوں اور بے شمار دلبستگیوں سے ہر وقت مقابلہ ہوتا ہے۔ اور ہر ایک

نیرنگی ہمکو محوِ حیرت بنا دیتی ہے کہ تمیز باقی نہین رہتی۔ جہان کوئی اچھی
صورت نظر آئی۔ اور آنکھ لڑی۔ ابھی اُس جادو بھرے حُسنِ دلفروز
سے جسکے باعث دید بازی کا لپکا پیدا ہوا ہماری نظر ہٹی نہین تھی کہ
دوسری چیز پر فریفتہ ہوگئی۔ اور یہ فریفتگی کچھ ایسی گلے کا ہار نبگئی
کہ اس سے دامن چھڑانا مشکل ہے۔ ایسی ہی ہزارون بلکہ بے شمار
نیرنگیان جہان اور لذاتِ دنیوی کی ہین کہ وہ انسان کے لیے باعث
مسرت ہی نہین بلکہ سوہان روح ہین۔ اور یہ لگاتار سلسلہ ہماری زندگی
تک ہے۔ امیر فقیر شاہ و گدا۔ عورت اور مرد سب اسی مرض مین مبتلا
ہین۔ کوئی اس سے بچا نہین۔ اور نہ اس سے بچیگا۔ دُور کیون جائیے
آپ ہی اپنی جوانی کے موسم کو یاد کیجیے۔ کسی وقت ضرور کسی مہوش
سے عشق بازی کا اتفاق ہوا ہوگا۔ اُسوقت آپ پر کیا گزری۔ پہلے
تو نظرِ شوق نے آپکو کسی کے حُسنِ دلفریب کا جلوہ دکھایا۔ لیکن
ہاے رے بیقراری اور نگاہ کی تلون مزاجی کہ ابھی پوری نظر نہین
پڑی تھی کہ کسی چیز نے ستا دیا۔ اور نظر عروسِ نوکی گردن کی طرح نیچی
ہوگئی اور آپکو خبر بھی نہین کہ دیکھنے پر آمادہ کیا تو کس نے اور وہ

کونسی چیز تھی کہ جس نے شرما دیا ابھی کیا ہے اس مخمصے سے نجات نہین ملی تھی کہ شوق کے اقتضا نے پھر اُبھارا۔ اب وہ اُچٹتی نظر لبِ جان بخش تک پہونچی۔ اور بمصداق۔

کہ خضر از آبِ حیوان تشنہ می آرد سکندر را

دیکھتے ہی دیکھتے وہ نگاہ پھری۔ اور رخسارِ یار کے آئینہ خانہ مین پہونچی حیرت کی کشمکش نے ایک ایسی ٹکر دی کہ وہان سے پھسلکر کسی کے اُٹھتے جوبن سے ٹکرائی۔ ان سرکشون کی دُور باش اور ادب کی صدا نے ہمت کو کسی قدر پست کر دیا تھا لبھانے والی صورت اور سحر آفرین ترچھی نظر نے تو بس بسمل ہی کر دیا۔ اُس کی ہر ایک ادا آپکی لیے تیغ ستم تھی۔ اُس کی جفائین آپ کے واسطے راحتِ جان ہوئین اُس کے دشنام آپ کے حق مین دعائین بنگئے۔ اُس کی جھڑکیان آپ کے پریشان دل کے لیے باعثِ تسکین ہوئین۔ اُس کا انکار اقرار کا مزہ دینے لگا اُسکی ہوشربا نظر آپ کے لیے مستانہ ٹھہری۔ آنکھون کی پتلیون کا پھرنا آپ کی محفل کے واسطے گردشِ پیمانہ بنا۔ اُسکی رفتار پر آپ سر سے قربان ہونے لگے۔ اور وہ نازک خرامی

قیامت فزائی کے ساتھ منسوب ہونے لگی۔ اُس کی ٹھوکر مسیحا بن گئی ایک آپ ہی جی نہین اُٹھے لاکھون مردے اُس کی ٹھوکر سے جی گئے۔ عیسیٰ کو بھی رشک ہونے لگا کہ یہ مسیحائی اُنھین بھی نصیب نہ ہوئی۔ اُسکا تبسم آپ کے حق مین کیمیا بن گیا۔ اُس کا غصہ آپ کے واسطے مرگِ مفاجات۔ اُس کا نامہ آپ کے واسطے الہام بلکہ مقدر کا جواب ہوا۔ اس کے وصل نے آپ کے دل کو معراج کا رتبہ بخشا جاے غور ہے کہ صرف یہ ایک آرزو تھی کہ جس کے ساتھ ہزارون آرزوون نے ہجوم کرکے اُلجھن پیدا کردی۔ مگر آپ کی عقل کو کچھ ایسی دیمک چاٹ گئی کہ آپ اس خیلِ آرزو مین سے کسی ایک کو بھی اپنا نہ بنا سکے۔ اور نہ آپ مین اس قدر حواس باقی تھے کہ اچھے اور بُرے کا امتیاز کرسکتے۔ بلکہ اُلٹے لینے کے دینے پڑے۔ آپ ان ممنات سحر آمیز یون کے دام مین ایسے پھنسے کہ مخبوط الحواس ہوگئے جس کا خمیازہ یہ اُٹھانا پڑا کہ کبھی تو آپ آپے سے باہر ہو کر دیوانی کی طرح در و دیوار کو گھور رہے ہین۔ اور اپنی خیالی تصویر سے باتین کرنے مین مصروف ہین کبھی آپ کا جی چاہتا ہے کہ زور زور سے قہقہے

لگائین۔ اور باغ کے گل وبلبل کو نیچا دکھائین اور کبھی آپ نے زار قطار رو کر ابر کو بھی شرما دیا۔ کبھی تو آپ کا جی چاہتا ہے کہ کوے یار مین دھونی رما کر بیٹھین۔ اور کبھی خیال آتا ہے کہ نہین دشت نوردی سے تلوون کو چھالون کا زیور پہنائین۔ کبھی جیب ودامان کی دھجیان اڑائی جاتی ہین۔ اور کبھی خاکِ کوے یار سر پر ڈالنے کی فکر ہوتی ہے کبھی ننگ وناموس کا خیال آتا ہے اور کبھی مستانہ وار جھوم جھوم کے یہ کہتے ہین۔

گرچہ بدنامی ست نزدِ عاقلان
مانمی خواہیم ننگ و نام را

اس ابتداے جوانی کے ستم سے بچکر اگر تقدیر سے نکل گئے تو اور بھی جاہ کے لالے پڑے۔ پہلی لبسم اللہ شادی ہوئی۔ اور خانہ داری کا طوق گلے مین پڑا۔ عیال واطفال کی پرورش کی فکر کسی پہلو چین نہین لینے دیتی۔ فکرِ معاش کا سودا جدا سر پر سوار۔ حکومت کا کمر بند الگ کس دیا گیا۔ فکرِ معاش۔ خوفِ معاد۔ دوست دشمن کے ساتھ برتاؤ۔ اخلاق کی ذمہ داری۔ ادب کا لحاظ۔ علم کا شوق۔ ترقی مدارج

کی ہوس۔ ان سب پر طرہ اجل کا کھٹکا۔ بتائیے تو انسان بھی کیا طلسمات کا پتلا ہے کہ اتنے جھمیلوں کے قید خانوں مین پھنسا جاتا ہے۔ اور اُن کی آفتون کو جھیلتا ہے مگر آرزو ایک نہ ایک باقی۔ کیا ان آفات سے پیچھا چھُڑا کر نجات حاصل کرنے کی کچھ بھی اسکو پروا ہوتی ہے۔ بخدا کچھ بھی نہین۔ ان راستون کو طے کرنے کے لیے کیا عقل کو اپنا رہبر بناتا ہے ہرگز نہین۔ بہرحال دنیا کا کھٹکا لگا مرتے دم تک جدا نہین ہوتا۔ باوجود ان مصائب اور آفتون کے جب کبھی کوئی دل لبھانے والی اور فریفتہ کرنے والی صورت نظر آجاتی ہے بے اختیار جی چاہتا ہے کہ اسکو آغوشِ محبت مین لیکر کلیجے کا ٹکڑا بنا لین۔ اور بہت حفاظت سے رکھین ایسا نہو کہ کوئی اسکو اُڑا لیجائے۔ جسقدر انسان کے لیے دنیا کی فکر اور ہوس زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ اُسکی زندگی اُسی قدر اُسکو اجیرن ہوتی ہے مگر اے دنیا کے تعلقات کو دل سے دور کرنے والو۔ اور اے خدائے وحدہ لاشریک کی محبت کا دم بھرنے والو۔ تم اچھے ہو جس حال مین ہو۔ نہ تمھین فکرِ روزگار۔ اور نہ خوفِ آخرت۔ نہ بادشاہ کی

عنایتوں کی اُمید نہ اُسکے غضب کا خوف نہ حکومت کی خواہش۔ نہ دولت کی تمنا۔ نہ خانہ داری کی قید۔ نہ مذہب کی زنجیر کے بندی۔ نہ شہوت تمہیں ستاتی ہے۔ اور نہ تعصب تمہیں سنگدل بناتا ہے بس ایک آرزو ہے۔ اور وہ اُسی کی جستجو۔ اُسکی وید۔ اُسی کے کلام کی شنید سے وابستہ۔ اور یہ مبارک آرزو رفتہ رفتہ دنیا و مافیہا کو بھلا کر اس منزل پر پہونچا دیتی ہے کہ

نہ تو تو رہا نہ تو ہین رہا جو رہی سو بیخبری رہی

خدا اس نعمت سے ہمکو بھی سرفراز کرے۔ ہم بھی اُسکی بارگاہ مین اُمیدوار فضل و کرم ہین۔

نواب کے گھر قلندر اور اُنکے شاگرد کی گفتگو

نذیر۔ اُستاد یہ تو فرمایئے کہ آپ ہر وقت یہ تاکید فرماتے ہین کہ تعصب نہ رکھو۔ اسکو دل سے اسطرح دُور کرد۔ جیسے غبار آئینے سے۔ لیکن سمجھ مین نہین آتا کہ اگر تعصب نہ رہے تو انسان اپنے مذہب پر کس طرح قائم رہ سکتا ہے۔ اور اُسکی قدر و منزلت کیون کر کرسکتا ہے۔

قلندر۔ مرحبا۔ کیا بات کہی کہ تعصب سے مذہب کی قدر و منزلت ہوتی ہے اور اسی کی بدولت انسان مذہب کی بنیاد پر قائم رہ سکتا ہے۔ لاحول ولا قوۃ یہ کس مردک نے کہا۔ ارے میاں تعصب ہی کی بدولت تو مذہبوں میں فتنے پڑے۔ اور سر برآوردہ اقوام کے سر جھکے۔ متعصب کبھی دنیا میں نہ عزیز رہا۔ اور نہ وہ آخرت میں سرخرو ہو سکتا ہے۔ خاک پڑے اس تعصب پر۔ ہمارے پیر و مرشد مولانا غوث علیشاہ قادری کا قول تھا کہ میاں تعصب کے جو گرویدہ ہیں وہ کبھی معرفت کی منزل کو پہونچ نہیں سکتے۔ اور نہ کبھی دیدارِ الٰہی کی نعمتِ عظمیٰ سے مستفیض ہو سکتے ہیں۔ بلکہ وہ لوگ [ل] مَن کانَ فِی ھٰذِہٖ اَعمٰی فَھُوَ فِی الآخِرَۃِ اَعمٰی کے مصداق بن جاتے ہیں۔

تذیر۔ اُستاد۔ لوگ معرفت معرفت کہتے ہیں۔ اب اس سے بڑھکر کیا معرفت ہوگی۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہدیا اور دل سے اس کا اقرار بھی کر لیا۔

قلندر۔ کیا فقط لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے سے معرفت حاصل ہو گئی۔ اللہ اللہ کرو۔ اگر ایسا ہی ہے تو دنیا میں حقیر

[ل] جو شخص اس دنیا میں اندھا ہے تو وہ آخرت میں بھی اندھا ہے ۱۲

سے ہر چیز بھی اور معرفت سے خالی نہین - یہان تک کہ ذرہ بیمقدار بھی اپنے خالق کے ذکر سے غافل نہین رہتا - اگر معرفت ایسی ہی سستی چیز ہوتی تو پھر کیا تھا سب عارف نہ ہوجاتے -

نذیر - بھلا کچھ فرمایئے بھی تو کہ معرفت کیا چیز ہے -

قلندر :- معرفت دو قسم کی ہے - ایک علمی - اور ایک عملی - علمی کا بتانا تو ایک حد تک ممکن ہے - رہی عملی - اسکو حاصل کرنا تمہاری محنت پر موقوف ہے - کان دھر کر سنو -

معرفت الٰہی کی دو قسمین ہین اوّل معرفت و ادراک کنہ بیچون مرتبۂ تنزیہ مین - یعنی بلا اعتبار اسما و صفات و مظاہر اُسکی ذات کا ظہور مراتب صور اکوان پہ ممتنع اور محال ہے -

عنقا شکار کس نشود دام باز چین

کرم اور رافت ربوبیت او تعالیٰ شانہ اس جگہ تحذیر کی مقتضی ہوئی - اور یہ تعلیم فرمائی کہ وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَؤُفٌ الرَّحِیْمُ غواصانِ بحرِ معانی کے لآلیِ انفاس جب باطن سے ظہور مین آگئے ہین تو اُن کے لیے یہ مفرحِ اعظم کا نسخہ ہے - اور جب ظاہر ہو

سے باطن کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ممد حیات ہے چنانچہ اسی کو سعدی نے گلستان کے دیباچہ میں لکھا ہے "ہر نفسے کہ فرو میرود ممد حیاتست و چون برمی آید مفرح ذات" لیکن اس کا نتیجہ بجز یاس حسرت افسوس کے اور کچھ بھی نہیں۔ اس آیۂ کریمہ میں ایک نکتۂ باریک اور سِرّ دقیق ہے جسنے سمجھا اُسنے پایا۔

نذیر۔ یہ مجمل کس کام کا۔ پھر کہدو نا کہ وہ ہے کیا۔

قلندر۔ کیا بازار کا سودا ہو گیا اور عام محفل میں کپڑے اُتار کر برہنہ ہو جا... ان شاء اللہ جب تم اس میدان میں آؤ گے اُس وقت کہیں گے۔

نواب۔ کیا اُستاد۔ ہم سے بھی پوشیدہ۔

قلندر۔ کیسے باشد ہاں میاں یہ یاد رہے کہ ہزاروں غوطہ زن حصول گوہر مقصود کے لیے غواصی کرتے ہیں۔ مگر سب کو انمول موتی نہیں ملتا جو کوئی ایسا ہی خوش نصیب ہوتا ہے اُسکو مل جاتا ہے۔

نذیر۔ اچھا فرمائیے۔ دوسری قسم کیا ہے۔

قلندر۔ دوسری قسم معرفت حق تعالیٰ شانہ کی۔ باعتبار اسما و صفات و تنزل و تلبس ذات بمظاہر کائنات۔ یہ معرفت فی الواقع ممکن ہے۔

اگر یہ حاصل نہو تو پھر اسی کا مصداق ہوگا من کان فی ھذہٖ اعمی فھو
فی الاخرۃ اعمی ۔ چنانچہ شیخ اکبرؒ فصوص مین فرماتے ہین ۔ فلا تنظر
الی الحق وتعریہٖ عن الخلق ۔ یعنی ذات الہی کو لباس خلق سے برہنہ
یعنی جدا نہ دیکھ ۔

ولا تنظر الی الخلق وتکسوہ سوی الحق اور ہرگز خلق کو ذات
سے جدا نہ دیکھ تا وقتیکہ تو حق کا لباس خلق کو نہ پہنا لے ۔

اس سے اشارہ ہے کہ خلق سے حق کو کسی طرح غیر نہ سمجھ ۔

رفیق ۔ اُستاد سبحان اللہ شیخ نے کیا خوب لکھا ہے ۔ قلم توڑ دیے ۔
واللہ قلم توڑ دیے ۔

قلندر ۔ میان کیا پوچھتے ہو اس سمندر معرفت کا پیراک شیخ سے
بڑھ کر متاخرین مین اور کوئی نہین گذرا ۔ مختصر یہ ہے کہ وحدت کو کثرت
مین اور کثرت کو وحدت مین دیکھنا چاہیے ۔ لیکن کس طرح دیکھنا
چاہیے ۔ یہ راز ہے ۔ فافہم

خلق بظاہر صورت ہے اُس ذات کبریائی کی ۔ اور حق باطن ہے
خلق کا جسطرح کہ تخم لباس ہے درخت کا ۔ اور درخت صورت ہے تخم

کی "سبحان اللہ بحمدہ - لوٹنے کا مقام ہے - اور اسی کے لیے
ستئت شئ بصورۃ کہا گیا ہے - یعنی کوئی ظاہر بغیر باطن کے اور
کوئی باطن بغیر صورت کے - اور معنی بغیر لفظ کے اور کوئی لفظ بغیر
معنی کے نہین ہے اور نہ ہوگا -

اب اس کے لیے بھی سمجھ دو قسم کی چاہیے -

نذیر - اللہ اکبر - ابھی تصفیہ ہی نہین ہوا -

قلندر - کیا کوئی قضیہ ہے کہ تصفیہ ہو جائے - غور سے سنو ایک
بسیط - دوسرا مرکب -

بسیط کسی چیز کو جاننا اور اُسکے ساتھ ہی یہ بھی جاننا کہ وہ اسکو
جانتا ہے -

صفت اول - حیوانات وغیرہ کے لیے ہے کہ جزئیات کو جانتے
ہین مگر یہ نہین جانتے کہ وہ انہین جانتے ہین - اور کیا جانتے ہین
سبحان اللہ کیا خوب کسی نے کہا ہے -

چندین ہزار ذرہ سراسیمہ میدوند

در آفتاب وغافل ازین کافتاب چیست

اس موقع پر ایک ظریف قطعہ بھی قلمبند کرتے ہین۔ جو دلچسپی سے
خالی نہین

ہر کس کہ بداند و بداند کہ نداند
اسپِ طلب از گنبدِ گردون بجہاند

نذیر۔ کیا اس قسم کے لوگ اب بھی ہین۔

قلندر شاہ۔

و آنکس کہ بداند و بداند کہ بداند
او نیز خرِ خویش بمنزل برساند

راوی۔ اسکے مصداق حضرتِ **شاد** ہین خدا سے امید ہے کہ بمنزل
برسد۔ انشاءاللہ۔

و آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند
در جہلِ مرکب ابدالدہر بماند

اس پھیر مین تو ساری خدائی ہے۔ لیکن دعویٰ ہے کہ ہم بھی کچھ
ہین۔ اللہ۔ اللہ۔

شیخ اکبرؒ پھر یہ فرماتے ہین کہ نَزِّھْهُ وَشَبِّھْهُ وَقُمْ فِي مَقْعَدِ الصِّدْقِ[لہ]

لہ تشبیہ تنزیہ [illegible] اسکو اور تشبیہ بیان اسکو اور تنزیہ بضبط و مقام صداقت بیٹھ

یعنی ذاتِ باری سبحانہ تعالیٰ شانہ کو مکان و زمان قیام صورت او
عکس سب سے منزہ یقین کر۔ کیونکہ وہ غنی ہے۔ اور مرتبہ احدیت
مین اُسکے لیے تجرد ہے۔ البتہ تشبیہ اُسکی ذاتِ پاک مرتبہ اسما
وصفات مین ہے کہ مرتبہ واحدیت ہے۔ اور اس جگہ اس کا ظہور
مظاہر کونیہ مین۔ لیکن اسی پر اکتفا نہ کر بلکہ قائم اور مستقل ہو جا۔ مقام
جمع پہ یعنی تنزیہ اور تشبیہ کو یکجا جمع کر اور یہی مقام صدق ہے۔
صرف تنزیہ۔ محض تکذیب ہے مقام تشبیہ کے لیے۔ اور تشبیہ
محض غلط ہے مقام تنزیہ کے لیے۔ مقام صدق جاے امن ہے
اور یہی ایمان ہے۔ صوفیون کا۔ جو اس مقام پہ پہنچ جاتا ہے۔
پھر اُس کے لیے کہان کا تعصب۔ اور کہان کی جنگ ہفتاد و دو ملت
چنانچہ شیخ فرماتے ہین
وَکُن فِی الجَمعِ اِن شِئتَ وَاِن شِئتَ الفَرق۔ یعنی جبکہ تو قادر ہوا
شہود کثرت در وحدت اور وحدت در کثرت پر تو پھر تجھے اختیار ہے
کہ مقام جمع مین تنزیہ کو دیکھے یا تشبیہ کو۔ اور مَا رَاَیتُ شَیئًا
اِلَّا وَرَاَیتُ اللّٰہ کا نعرہ مار۔ اسی شراب کی مستی سے نے منصور کے سم

ترجمہ۔ اور ہو تو جمع کے مرتبے مین اگر چاہے تو اور ہو تو تفرق کے مرتبے مین اگر چاہے ۱۲

نہین دیکھی مین نے کوئی شے سوا اللہ کے۔

سے نکالا۔ ۱؎ وَلٰکِنَّا ھُوَ اللہُ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا اَسْتَغْفِرُ اللہَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد
گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

نواب ۔ اور نذیر اور **رفیق** واللہ اُستاد آخر کنجی رکھ لی۔ بھوت گیا مگر پھر ایک تازیانہ لگا کر ڈرا دیا۔ کہ

گر حفظِ مراتب نکنی زندیقی

قلندر۔ بابا۔ بہت مشکل راستہ ہے۔ خدا توفیق دے۔ اور اپنا فضل کرے تو بیڑا پار ہے۔ باقی پھر کسی وقت

من مرادِ خویش اندر نامرادی یافتم

مایوسی کا عالم بھی عجب بھیانک ہوتا ہے جب انسان تدبیر سے عاجز آجاتا ہے اور دیکھتا ہے کہ اب کچھ کرتے دھرتے بن نہین پڑتی اور اُسکی سمجھ پر پریشانی کا پردہ پڑ جاتا ہے اور بحالتِ اضطراب اپنی عقل کو راہبر بنا کر اُس سے مفید مشورہ لے نہین سکتا تو اس وقت

۱؎ لیکن مین وہی اللہ ہون جو میرا رب ہے۔ نہین ہے کوئی معبود لیکن مین۔ خدا سے مغفرت چاہتا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہون ۔۱۲

سر بگریبان ہوکر دریاے فکر مین غواصی کرتا ہے - مگر نامرادی کا
خدا بھلا کرے کہ اس غواصی مین بھی اُس کو بجز حسرت و یاس کے
کوئی گوہرِ امید ہاتھ نہین آتا - اس پریشان حالی مین جیسی گزرتی
ہے اُس کا حال وہی جانے جس نے اس ناامیدی کی منحوس
صورت دیکھی ہو یا جسکو اس سے سابقہ پڑا ہو - جو شخص اس ناامیدی
کے دام مین آجاتا ہے وہ از خود رفتہ ہوکر پست ہمت ہو جاتا ہے
اُسکی عالی حوصلگی دانشمندی اور دور اندیشی پر اس کا کچھ ایسا جادو
چل جاتا ہے کہ ہر وقت فکر اور حرمان کا جن اُسکے سر پر سوار رہتا ہے
لیکن وہ لوگ جو اِس میدان کو سر کر چکے اور اس راستے کی ٹھوکرین کھاکر
سنبھل گئے ہین اور جو اسی مدرسے کے امتحان مین پاس ہو چکے
وہ کبھی ہمت نہین ہارتے - براین ہمہ اُن کے افسردہ اور پژمردہ
دلون کو جو مایوسی کی ہوا سے غنچون کی طرح مرجھا گئے ہین - کلیجے پر
کوئی ہاتھ رکھدینے والا ملگیا تو سمجھو کہ جان مین جان آ ئی اور اُنکے
حق مین مسیحائی ہوگئی - مرتے مرتے جی اُٹھے یا یہ کہو کہ خوابِ غفلت
سے بیدار ہو گئے دل بیتاب کی گتھیان اسی وقت سلجھ جاتی ہین

جوان اُلجھنوں کے قید خانے سے دامن بچا کر نکل آیا۔ کوئی نہ کوئی تدبیر اُسکے بخت کی یاوری سے نکل آتی ہے۔ اگرچہ مایوسی کی رگ زنی ایسی ہے کہ اُس سے جان بر ہونا ہونیوالی بات نہیں۔ کوئی ایسا جراح مل ہی جاتا ہے کہ اُسکے کاری زخم پر مرہم لگا کر اندمال کی فکر مین ہمہ تن مصروف ہو جائے۔ اور یہ تدبیر بارہا تیر بہدف ثابت ہوئی ہے ورنہ ہر شخص اپنے حسرت وارمان کو دل کا توشہ بنا کر اپنے ساتھ لے جاتا ہے اور اُسکے باعث ہزارون آرزوؤن کا خون ہوتا ہے۔ لیکن
یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید[۱] اس لیے انسان کو مایوسی کی نامبارک وقت کو بلند ہمتی کے ساتھ گزارنا چاہیے۔ غرض ہمارا مقصود اس طول طویل تمہید سے یہی ہے کہ ہمارے ہیرو نواب کا فرزند (میان نصیر) راج دُلارا نازون کا پالا۔ جو اللہ اللہ کرکے ابھی ابھی اُٹھتی جوانی اور گلشن اُمید کی نئی کونپل یعنی شباب کی مسند پر جلوہ فگن ہوا ہے۔ نادیدہ کسی کے حسن دلفریب کے ناوک کا نشانہ ہوا چاہتا ہے۔ اسکو ہم دوستانہ طور سے مشورہ دیتے ہین کہ بمصداق

---

[۱] ترجمہ کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے اور حکم دیتا ہے جس کا ارادہ کرتا ہے۔

همت بلند دار که نزدِ خدا و خلق

نا امید نہ ہونا چاہیے۔ تدبیرون کے خریطون سے کوئی خزانۂ دل و دماغ خالی نہین۔ اگر انسان حتی الامکان اسکو اپنے جان اور آبرو کی زکوٰۃ سمجھکر تصرف مین لائے اور خدا پر بھروسہ کرے تو انشاءاللہ بیڑا پار ہو جاتا ہے۔

اس ہونہار نوجوان کے پاے استقلال کو مرکز سے لغزش نہین ہوئی۔ اور نہ اُس نے اپنے آپ کو بےبسی کے ہاتھ فروخت کیا۔ بلکہ اُسنے نہایت دانشمندی اور دُور اندیشی سے اپنے حالِ مشکل مین سہولت کی راہ نکالی۔ یعنی یہ تدبیر سوچی کہ جگت نانا۔ جوان کے والد اور ہمارے ناول کے ہیرو کے دوست اور ادا شناس گرگ باران دیدہ ہین اور باتون کے طوطے مینا بنا کر اُڑاتا اُنکے نزدیک ایک ادنیٰ سی بات ہے اُن کو اپنے حلِ مشکل کا ذریعہ بنا کر اپنے والد نواب ذیشان کے پاس عرضِ حال کی غرض سے بھیجین۔ جگت نانا اس پرفضا باغ مین بہ ہزار خرابی ہانپتے کانپتے دن سے پہونچ ہی گئے۔

میان نصیر۔ چاشت سے فارغ ہوکر۔ قلیان کا دم لگا رہے تھے۔ کہ خانساماں نے حاضر ہوکر عرض کیا "جگت نانا حاضر ہین"

نصیر۔ (خانساماں سے) سیدھے اُن کو بالاخانے پر لے جاؤ مین بھی آتا ہون۔ خانساماں نے بڑھے نانا کو بالاخانے پر لیجا کر بٹھلایا۔

میان نصیر۔ تھوڑے عرصہ مین حقے کے دم لگا کر۔ بالاخانے کے مطلع پر آفتاب نصف النہار کی طرح جلوہ افروز ہوئے۔

پیرمرد۔ (یعنی جگت نانا۔ میان نصیر کی طرف مخاطب ہوکر) خداتعالے تمہاری عمر دراز کرے شاد و بامراد رہو یہ تو فرمایئے کہ آج غیر معمولی طور پر کیون اسوقت یاد فرمایا۔

میان نصیر نے بلحاظ اس کے کہ یہ پیرمرد سن مین بوڑھا اور ان کے باپ کا آشنا ہونے کے باعث قابل تعظیم تھا۔ خندہ پیشانی سے کہا کہ "نانا سلام ہے"۔

پیرمرد عمرت دراز باد۔ میان خدا تمھین دیر گاہ باحشمت و اقبال قائم رکھے اور سعادتمند کرے۔

ما از تو برخوریم و تو از عمر برخوری

نصیر - کیون کہیئے - مزاج شریف -

نانا - مزاج کی کیا پوچھتے ہو - ہیوقت جو تم نے یاد کیا - اور تمہارا خدمتی خدا اُس کا بھلا کرے - ایسا شیر دل ہوگیا - جیسے کسی خونی یا چور کے لیے سزا دل ہوتا ہے - واللہ میرے تو ہوش اُڑ گئے دھک سے کلیجہ رہگیا - ہزار اس کمبخت گیدی سے پوچھتا ہون کہ خیریت تو ہے کیون یاد ہوئی - ظالم نہ ایک کہتا ہے نہ دو -

نصیر - افسوس ہے کہ اُس نے آپ کو ناحق پریشان کیا -

نانا - پریشانی کی ایک ہی کہی - مارے گھبراہٹ کے مین نے افیون بھی نہین کھائی (رجاہی لیکر) لاحول ولاقوۃ یاد کے ساتھ ہی یہ جھنیابیگم سوار ہوجاتی ہے -

نصیر - آپ فارغ ہوکر کیون نہین آئے -

نانا - اس مردک نے اتنی مہلت کب دی کہ مین افیون کھا کر اور ناشتہ کر کے سہولت سے آتا - اتنا رہ گیا کہ ٹانگ پکڑ کر باندہ کر گھسیٹتا ہوا نہ لایا -

نصیر - بھلا اس کی مجال ہے -

نانا۔ اللہ تمہیں سلامت رکھے تم قدرداں ہو مگر ان بیہودوں کو اتنا خیال کہاں۔

فکرِ ہر کس بقدرِ ہمتِ اوست

لیکن فرمائیے کہ ایسی کونسی بات ضروری تھی جو اس عجلت کے ساتھ یاد فرمائی ہوئی۔

نصیر۔ عرض کرتا ہوں آپ فارغ تو ہو جائیے۔

پیر مرد۔ ایک علحدہ حجرے میں گئے اور جیب سے افیون کی ڈبیا نکال کر افیون کھائی اور دو چار تر نوالے اڑا کر حقے کے کش لیے۔ اور خانساماں سے کہا کہ میاں نصیر سے کہدو کہ ما بدولت و اقبال اب مستعد ہو گئے ہیں۔ جہاں چاہیے وہاں روانہ کیجیے۔ اگر کوئی مہم پیش ہے تو بسم اللہ۔ ابھی جاؤں اور اپنی دلاوری کے جوہر دکھاؤں۔ مونچھوں پر تاؤ دیکر انشاءاللہ۔

میاں نصیر سے خانساماں نے عرض کیا کہ نانا ناشتے سے فارغ ہو چکے ہیں۔

میاں نصیر۔ بلاؤ۔ پھر دیر کیا ہے۔

خانساماں نانا کو بلا لایا۔

پیرمرد۔ (میان نصیر سے) میان اللہ تمہارا بھلا کرے۔ چٹ منگنی اور پٹ بیاہ ہوجائے۔ نورِنظر کو جلد گوودن کھلاؤ۔ اور مین اسی طرح تر نوالے اُڑاؤن۔ اور منہ مانگی مراد پاؤن اور جوڑے لون۔ جلسے دیکھون مبلغ علیہ السلام کے خریطے مگر کو بڑھیا کے پاس روانہ کرون۔

میان نصیر (ایک آہ سرد بھر کر) دیکھیے تقدیر کیا رنگ دکھاتی ہے۔

پیرمرد۔ یہ آہ سرد کیسی۔ اور تقدیر کی بات ہی کیا ہے۔ بنی بنائی بات ہے۔ منگنی کی رسم تو ذیقعدہ مین ہونیوالی ہے۔ اور ذی حجہ مین شادی

نصیر۔ یہ سب کچھ۔ مگر کس سے۔

پیرمرد۔ کس سے کیا۔ کیا تمھین خبر نہین۔ وہی نا تمہارے دُور کے رشتے کی چچیری بہن۔

نصیر۔ خدا نہ کرے۔

پیرمرد۔ (تعجب کی نظر سے دیکھکر) آئین یہ کیا ہے۔ میان کیا کوئی گُل اور ہی کھلا چاہتا ہے۔

نصیر۔ (آب دیدہ ہوکر) اگر میری قسمت مین وہی ہے تو بہتر ہو کہ خدا

مجھے ۔۔۔۔۔۔۔

پیرمرد ۔ (جلدی سے درمیان مین ٹوک کر) خبردار بُری بات زبان سے نہ نکالنا ۔ مجھ سے کہدو کہ آخرارادہ تمہارا ہے کیا ۔

نصیر ۔ مین تو جب کہون کہ آپ پوری طرح سے کمر ہمت چُست باندہ کر اس بات کا بیڑا اُٹھائین کہ مجھے میرے ارادے مین کامیاب ہونیکا ضرور موقع دلائین گے ۔

پیرمرد ۔ واللہ جان پر کھیل جاؤن ۔ آخر میرا وجود ہے کس کام کا بخدا میرا خیال تو اس کا مصداق ہے ۔

خدا نکند ۔ گوسفند بکار قربانی آید یا بکار بریانی ۔

میان نصیر نے ۔ پیرمرد کے اس لطیفہ پر کہ (خدا نکند) کچھ تبسم کیا ۔ اور کہا کہ دیکھو نانا تمھین میرے سر کی قسم یہ وقت امداد کا ہے ۔ اگر کوئی بات میرے خلاف مرضی ہوجائے گی تو یقین مانو کہ مجھے زندہ نہ پاؤ گے اور اگر زندہ رہون تو یہان نہ رہونگا ۔

پیرمرد ۔ پھر وہی بُری بات زبان سے نکالتے ہو ۔ مین عہد کرتا ہون کہ جو تم کہو گے انشاءاللہ کر دکھاؤنگا ۔ اور نہ کرون تو ۔ (سوچھو نیر تاؤ دیکر)

ہاشمی بچہ نہ کہتا۔

نصیر۔ مین تو اس نسبت سے جو والد نے قرار دی ہے ہرگز راضی نہین البتہ ظفر بیگ منصب دار کی لڑکی سے نسبت ہو تو جی جاون

پیر مرد (خندہ پیشانی سے) واہ رے میرے شیر۔ کیا انتخاب کیا۔ واہ اس انتخاب پر چشم بد دور صاد۔ خدا کی قسم جی پھڑک گیا اس لڑکی کو مین نے گود دن کھلایا ہے۔ بیشک میان۔ وہ تمہارے ہی جوڑ کی ہے۔ خدا ہی نے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ لائق بھی ویسی ہی۔

میان نصیر نے جو یہ تعریف اس پیر مرد سے سُنی اور بھی اُن کا خیالی عشق لعل در آتش ہو گیا۔ کہا کہ ہان نانا دیکھو تم ہی انصاف کرو کہ ایسی تعلیم یافتہ مہذب لڑکی کے ساتھ میرا بیاہ نہ ہو۔ اور ایک نالائق پُرانے فیشن کی لڑکی کے ساتھ عقد کر دیا جاوے۔ یہ تو بخدا ایسا ہے کہ زاغے را با طوطی در قفس کردند۔

پیر مرد۔ بجا کہتے ہو۔ بجا۔ میرے جی مین کئی بار آیا کہ تمہارے والد سے کہون۔ اور اگر اُن سے مین کہتا تو وہ ضرور قبول کرتے مگر خدا جانے کس بے ایمان نے کیا سمجھا دیا۔ اِس طرف ان کی توجہ ہی نہین ہوتی۔ لیکن

یہ یاد رکھو کہ اگر اس کام کو تمہارے حسب دلخواہ انجام کو نہ پہونچاؤن تو ہاشمی نہین۔

میان نصیر (خوشی سے) قربانت شوم۔

پیرمرد۔ من قربانت شوم۔ گھبراؤ نہین۔ اگر تمہارے ابا نہ مانین گے تو واللہ تمہارے دادا حضرت کے سر کی قسم مناؤن اور بیچ کھیت مناؤن ۔ میان نصیر۔ اس فقرے پر تو ہنس دیے۔ کہ "تمہارے دادا حضرت کے سر کی قسم"

نصیر۔ ہاے۔ افسوس۔ دادا حضرت ہوتے تو مجھے یہ دن دیکھنا کیون نصیب ہوتا۔

پیرمرد۔ نہین نہین بے فکر رہو۔ تمہارا باپ ایسا کوئی جاہل آدمی نہین ہے۔ گو کسی قدر ضدی ضرور ہے مگر اسکو راہ پر لانا میرا کام ہے۔ وہ اگر نہ مانے تو تمہاری والدہ کو مناؤنگا۔ وہ تو میری گود دن کی کھلائی ہوئی بچی ہے۔ خدا اُسکو سلامت رکھے بڑی نیکبخت بی بی ہے۔

نصیر۔ والدہ نیم راضی ہین مگر والد سے ڈرتی ہین۔

پیرمرد۔ کیا تمہارا باپ شیر ہے کہ کھا جائیگا۔ دیکھو جاتا ہون (بسم اللہ کہہ کر اٹھنا چاہا)

نصیر - میرا ایک خط بھی لیتے جاؤ -

پیر مرد - اور اچھا ہے - مگر لکھا کیا ہے ذرا سناؤ تو - کہین غصے مین انا پ شنا پ قلم فرسائی نہ کی ہو -

نصیر - نہین ابھی اس قدر از خود رفتہ نہین ہون - ہوش و حواس قائم ہین مگر نو دس مسوّدون کے بعد یہ ایک خط مین نے لکھا ہے - یہ کہکر اُٹھا - اور میز پر جو خط لفافہ مین رکھا تھا نکال کر سُنایا -

قبلہ و کعبہ مدظلہٗ

قدمبوسی عرض ہے - تمام دنیا کا دستور ہے کہ والدین اپنی اولاد کے لیے وہ کام کرتے ہین جو مفید اور بے ضرر ہو - میرے لیے آپ جو کچھ کرین گے اُس مین انشاء اللہ سوا میری بہتری کے ذرہ برابر بھی ضرر کا شائبہ نہوگا - اگرچہ اپنے ذاتی معاملے مین اور وہ بھی ایسا کہ شادی اور بیاہ سے متعلق ہو - بلحاظ ہمارے ملک کے رسم ورواج کے والد کی خدمت مین عرض کرنا سوء ادبی مین داخل ہے - مگر آج کل کی نئی روشنی اور یورپ کے آزاد طریقے کے دیکھتے جسکی گود مین مین نے پرورش پائی - اور آپ ہی نے گویا مجھے آزادی

سے کے آغوش مین دے کر اُسکا فرزندِ آغوشی بنا دیا ہے۔ مین اپنی دلی تمنا کو خواہ وہ کیسی ہی ہو۔ اظہار کرنے مین دریغ کرنا۔ اپنے حق مین دشمنی کرنا سمجھتا ہون۔ اسلیے باکمالِ ادب اپنی خطا کی معافی چاہ کر عرض پرداز ہون کہ بندے کی نسبت آپ نے جہان کی ہے اُس مین صرف رشتہ دار ہونے کا زیادہ لحاظ کیا گیا ہے۔ اس موقع پر اگر تعلیم یافتہ ہونے کا بھی خیال فرمایا جاتا تو نا مناسب نہ تھا۔ چونکہ زمانے کی رفتار کی کشش اپنے دلربا حسن اور نیرنگیون کی طرف جذب مقناطیس کی طرح کھینچ رہی ہے اور اپنا ہمرنگ بناتی جاتی ہے اس موقع پر اگر آپ جیسا مدبر اور سرپرست زمانے کی رفتار کے خلاف کسی کام کو جائز رکھی تو سجزا بجز قسمت کے گلے کے اور کچھ نہین۔ لہذا امیدوار ہون کہ دوبارہ اس مسئلے پر غور فرمایا جائے۔ باقی حکمت نانا بالمشافہ عرض کرین گے۔ اس جرائتِ التماس کی معافی چاہتا ہون۔

آپکا فرمان بردار فرزند

نصیر

چودھری۔ واللہ میان کس خوبی کے ساتھ اپنے مدعا کو تم نے قلمبند

کیا ہے۔ جی چاہتا ہے تمہارے صدقے ہو جاؤں۔ مگر یہاں ایک فقرہ اچھا نہیں کہ (آزادی کا فرزند آغوشی) لاحول ولا قوۃ ہم کیوں کسی کے فرزند آغوشی ہونے لگے تھے۔

نصیر۔ نہیں نانا۔ یہ کوئی گالی نہیں صرف عبارت آرائی اور مذاق کا اقتضا تھا اکثر ایسے جملے یا فقرے مذاقیہ ایسے موقع پر بطور استعارے کے لکھ دیا کرتے ہیں۔

پیر مرد۔ اگر ایسا ہے تو رہنے دو۔ بسم اللہ خط جلد حوالی کرو۔

در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست

نصیر نے فوراً خط لفافے میں رکھ کر بند کیا اور مہر کر کے پیر مرد کے حوالے کیا اور یہ شعر پڑھا۔

لے چلا ہے خط تو میرا نامہ بر
یہ دعا ہے نیک ہو انجام کار

پیر مرد۔ انشاء اللہ المستعان اب کچھ دیر نہیں تمہاری بہار اقبال نوروز منا رہی ہے۔

حضرت عشق نے شادی کی اور محبت کے قاضی نے نکاح پڑھایا۔

بھلا اب کس کی مجال ہے کہ اس رشتہ کو توڑ دے۔

نصیر سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

پیر مرد۔ خدا حافظ کہہ کر اُٹھے اور پھر بیٹھ گئے اور کچھ سوچ کر کہنے لگے "میاں خالی جانا شگون اچھا نہیں۔ کچھ پیامبر کے ساتھ شگون نیک ہونا چاہیے"۔

نصیر نے بسم اللہ کہہ کر جیب سے پانچ اشرفیاں محبوبہ کے کی نکال کر دیں۔

پیر مرد (ہنسکر) بس یہی شگون چاہتا تھا۔ خدا پانچ فرزند اس نخل مراد سے عطا کرے جیسے تم لٹو بنے ہوئے ہو (خدا حافظ کہہ کر روانہ ہوئی)

خیال کا دربار

خیال یار در آغوشم آنچنان بفشرد
کہ شرم مستیم از شکوہاے دوش آمد

خیال بھی ایسا طیر ہے کہ ابھی یہاں تھا۔ اور ابھی ہزاروں کوس کا

چکر لگا آیا۔ نہ ہمارا جسم متحرک ہے۔ اور نہ ہمارے کسی عضو کو بظاہر کوئی حرکت محسوس ہوتی ہے۔ مگر خیال وجود مجسم بن کر جہان گرد بن جاتا ہے۔ خیال کا منظر اس قدر وسیع ہے کہ بیشمار خطرات اور ولولے۔ اور خواہشیں۔ اور تمنائیں۔ امیدیں اور آرزوئیں اسکے دامن کے ساتھ وابستہ ہیں۔ ناممکن ہے کہ خیال صرف کسی ایک خطرے۔ یا آرزو یا امید کے قید خانے کا قیدی بنجائے۔ اس دربارِ عام کے بیٹھنے والے بیشمار ہیں۔

مگر اس کی ناز آفرینیاں وہی دیکھتا ہے جو اس کے جادو فریب حسن کا محوِ نظارہ ہو جاتا ہے۔ اس کی ادائیں دلفریب بھی ہیں اور تسلی دہ بھی۔ کبھی تو اس کے ناز اور کرشمے دل اور دماغ پر رنج اور فکر اور غم کے منتر پھونک کر مبہوت بنا دیتے ہیں اور کبھی اس کی دل لبھانے والی ادائیں اور عشوہ و انداز پیاری صورت موہنی مورت بن بن کر دلِ افسردہ اور خاطرِ پژمردہ کو بہلانے لگتے ہیں ہمت کو پست کر دینا اس کے نزدیک بڑی بات نہیں۔ حوصلوں کو اُبھارنا اسکے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ دلِ شادمان کو مغموم

بنا دینا اسکی چینِ ابرو کے لیے ایک ذرا سا لٹکا ہے۔ مغموم حرمان
نصیب کو دل شاد کر دینا اس کے سحر آمیز تبسم کا ایک چٹکلا ہے۔
تسکین پائے ہوے دل کو بیقرار کر دینے کے لیے اس کی زلف
پُر پیچ کی تھوڑی سی ہوا کافی ہے۔ بیقرار دل کو راحت بخشنے کے
لیے اسکے طرّے کی خوشبو بس ہے۔ نا امیدیون سے پامال کرنا
اسکے سمندِ ناز کا ایک کرشمہ ہے۔ امیدون کی ٹہارس دیکر حوصلے
بڑہانا اس کی جادو بھری تقریر کا ایک معجزہ ہے۔ بہرحال نا امیدیون
کے ساتھ امیدین ضرور لگی ہوئی ہین۔ اور ہر کسی کو کچھ نہ کچھ دلچسپیون کا
خوشنما راحت فزا سامان اسکے خزانے سے مل ہی جاتا ہے۔
کوئی امید ایسی نہین کہ اس باغ خیال کے نخل آرزو کا گل نہو۔ کوئی
نا امیدی ایسی نہین کہ اس کے خار کے ساتھ اُسکا دامن نہ الجھا ہو
دونون مصروف سیر ہین۔

اگر کسی آتشین رخسار دلربا دلدار کا خیال اپنی بیوفائی کے
اظہار پر آمادہ ہے تو ہوا کرے۔ مگر خیال یار بیوفائی کی تیغ ستم
سے قتل نہین کریگا۔ تقدیر چاہے ناکامی کی کمندین ہماری آرزوون

کو پھنسا کر قید کرے مگر خیال کی آزادانہ وفاداری ہم کو ضرور حیف سکر
کر دے گی۔ کیا خوب کہا ہے۔

کتنا باوضع ہے خیال اُس کا
بیکسی مین بھی آ سے جاتا ہے

یہی خیال ہمارا اگر یکسو اور مستقل ہو جاوے تو عرفان کے درجے کو پہونچا
دیتا ہے۔ اس دُوربین سے آنکھ کو کا اندھا بھی تمام عالم اور ساتون آسمانو
کی سیر کر سکتا ہے شاخِ سدرہ تک اس کبوتر کی رسائی ہو جاتی ہے۔
جہان فرشتون کے بھی پر جلتے ہین۔

مگر ہان زیادہ تر لطف اُسی طبیعت والے کو ملیگا جو آزادی پسند
ہو۔ اُس کی حوصلہ افزائی جو اسکے ذریعہ سے ہو گی کسی اور سے ہو نہین
سکتی۔ یہ وہ مبارک اور سازوار ذریعہ ہے کہ جس کی وساطت سے آرزوئین
کامیابی سے ہم آغوش ہوتی ہین۔ اس لیلی کے محمل مین پہونچکر وہ صورت
معنوی کی ایسی پیاری اور دلفریب تصویر کو دیکھتا ہے۔ جسے کبھی چشم
شوق نے نہ دیکھا ہو اور جسکے دیکھنے سے صرف آنکھون کو تسکین
ہی نہین ہوتی۔ بلکہ وہ اُسکی پیاری رسیلی نشیلی مستانہ آنکھون سے

پیمانے جو محبت کی شراب سے بھرے ہوے ہین۔ ساقی کے دستِ کرم سے لیکر مزے لیتا ہوا غٹ غٹ نوش جان کر جاتا ہے۔

بدہ ساقی مے باقی کہ در جنت نخواہی یافت
کنارِ آبِ رکنا باد گلگشتِ مصلےٰ را

(خواجہ حافظ)

اس معشوقہ مستانہ کی آنکھوں کے سُرخ سُرخ ڈورے گویا جامِ شراب مین شعاعِ حسن کی کرنین ہین۔ اور اُسکی نظر فریبی رندِ مے آشام کے لیے باعث سرور۔ خیال کی مستی بھی واللہ عجب کرشمہ گاہِ دماغ ہے۔ دستِ ساقی کے قربان ہوکر اِدھر جام نوش کیا۔ اُدھر وصلِ یار کی سوجھی۔ دربارِ تک رسائی پیدا کی۔ مگر خوف کے دربان نے وہین ٹوک بھی دیا۔ اور آپ ہی آپ اُس خیالِ یار کے ساتھ شکایت کرنے پر کمر بھی باندھی۔ طنز وطعن اور جھڑکیان بھی سُنین۔ اور ساتھ ہی پھر شیر وشکر ہوگئے۔ سوالِ بوسہ کے لیے جرأت کی اور منہ کی کھائی۔ اداؤن کی تیوریان چڑھ گئین۔ ادب کے چوبدار نے فوراً ادب سے کہہ کر ٹوک دیا۔ مگر مقصد وری کی مشاطہ نے جرأت دلائی کہ معشوق فریبی اسی کو کہتے ہین۔ اس چشمۂ حیات سے

سیر ہونا ہے توسکندر رہتا۔ جان پر کھیل ایسا آب شیرین بغیر جان دیے
نہ مل سکے گا۔ پھر کیا تھا فوراً ہمت بلند ہوئی۔ دربار عشق مین بار تو
پا ہی چکے ہین۔ فوراً جرائت کر کے بوسہ لے لیا مایوسی نے اپنا رنگ
جما دیا تھا۔ لیکن عالم خیال کی مشاطہ نے پیٹھ ٹھوک کر کامیاب کرایا۔

عالم خیال کی کرشمہ گاہ کے نظارے کی سیر کرنے والے امیر
فقیر۔ شاہ وگدا۔ زن و مرد۔ طفل وجوان۔ کس وناکس سب ہی ہین۔
مگر اسکا انصاف اس قدر بے لوث ہے کہ علیٰ قدر مراتب ہر ایک کو
سیراب کرتا ہے۔ بعض وقت افراط و تفریط کے الجھاوے مین
کوئی آ بھی جاتے تو آپ ہی خضر راہ بن کر اسکو دانش کے تازیانے
سے خبردار کر دیتا ہے۔ بارگاہ جل و علیٰ مین کسی کی رسائی بھلا ہو تو
کیونکر ہو۔ اور حاجتمند اپنی حاجت کو پیش کر کے حصول مدعا کیلیے
عرض کرے تو کس کی وساطت سے۔ یہی ایک خیال ہے کہ جو سمجھاتا
ہے۔ یہی دعائین بنکر اس کی بارگاہ تک رسائی پاتا ہے۔ بادشاہ
کے دربار مین پہونچنے کے لیے ہزارون عوارض سد راہ ہین
لیکن اسی خیال کی بدولت تدبیر کے دامن کے ساتھ وہان تک

بھی رسائی ہو جاتی ہے۔

یہ ایک ایسا رفیق شفیق ہے کہ سب دوست آشنا۔ وطن دولت حکومت ریاست چاہے چھوٹ جائے مگر اس رفیق کے قربان جایئے کہ ہر وقت ساتھ رہنے کو موجود ہے اور پھر ایسا ساتھی کہ ہم سے دو چار قدم ہمیشہ آگے ہی رہتا ہے۔ اور پھر بھی ہمارے دم کے ساتھ ہے

بہرحال اس خیال کی دلفریبیوں اور دلبستگیوں کی تعریف جس قدر کیجاسے کم ہے۔ لیجیے دُور کیوں جایئے۔ یہیں ہم آپکو دکھائے دیتے ہیں کہ جگت نانا کے جانے کے ساتھ ہی میاں نصیر نے تنہا بالاخانے پر خیال کے سمندر میں غوطہ لگایا۔ اور یار کی خیالی تصویر اُسکے روبرو نازو ادا کے لہجے میں یہ کہتی ہوئی موجود ہوگئی کہ نصیرا! نصیرا! میری جان تجھپر قربان۔ تیری دل لبھانے والی صورت کو جب سے میں نے دیکھا ہے ہزار جان سے فدا ہوں۔ میرے پیارے نصیرا! جب سے مجھکو یہ خبر رفتہ رفتہ پہونچی کہ تو مجھے اپنی لونڈی بنانے والا ہے اُسوقت سے مجھے اپنی خوش قسمتی پر ناز ہے۔ میرے دل کی جو حالت ہے کچھ نہیں کہہ سکتی۔

دفعتاً نصیر کو اس فقرے نے چونکا دیا۔ کہ لونڈی بنانے والا ہے چونک کر پھر اور ایک غوطہ لگایا۔ اور اپنے خیالی معشوق کی تصویر کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ سپہر آرا! یہ کیا کہتی ہے کہ نصیر تجھکو لونڈی بنانے والا ہے۔ نہین نہین قسم ہے خدا کی۔

اس وقت نصیر کی آنکھون سے آنسو ٹپک رہے ہین۔ مگر اسکو خبر بھی نہین۔ آہ بھر کر کہتا ہے کہ اُف کلیجا منہ کو آتا ہے سپہر آرا۔ او سپہر آرا!! مین تجھے اپنے تاج کا طُرّہ اپنے دل کا بادشاہ بنانا چاہتا ہون۔ توبہ توبہ غلط۔ چاہتا ہون کیا معنی بنا چکا۔

غرض اس سمندر کے جزر و مد کی سیر مین ہمارا نصیر اس قدر محو ہو کر غواصی کر رہا ہے اور اُس کے خیال کا پیک تیز رفتار اسکے ارادے کے قبل وہان تک رسائی کر رہا ہے۔ جہان جانیکا ابھی اسکو وہم وگمان بھی نہین ہے۔

الغرض اس نعکدہ خیال فرقت یار کے تصور مین بیٹھے بیٹھے دفعتاً چونک اُٹھا۔ اب کے بار جو چونکا تو یہ چونکنا غیر معمولی تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی کے پاؤن کی آہٹ نے اسکو چونکا دیا۔

دیکھتا کیا ہے کہ خانساماں حاضر ہے۔

نصیر۔ کیوں خانساماں۔

خانساماں (نزدیک آکر آہستہ سے کان میں) ظفر بیگ منصبدار کے محل سے کوئی ماما آئی ہے۔ عریضہ لائی ہے۔ سرکار ہی کے ہاتھ میں دینا چاہتی ہے۔

نصیر۔ (فرط مسرت سے بیخود ہونے کو تھا۔ لیکن بہت استقلال سے اس مسرت کے جوش کو روکا اور سنبھلکر آہستہ استغنا کے ساتھ کہا) اچھا کیا مضایقہ ہے آنے دو۔

نامہ بر سے نصیر کی ملاقات

میاں نصیر کا خانساماں ایک برقع پوش عورت کو جو ظفر بیگ منصبدار کے زنانے سے آئی تھی اپنے ساتھ لایا اور بالاخانے پر پہونچا کر چلا گیا۔

نصیر (برقع پوش کی طرف متوجہ ہو کر) تم کہاں سے آئی ہو۔

برقع پوش۔ جی باندی منصب دار صاحب کے محل سے آئی ہے

نصیر۔ تمہارا نام کیا ہے۔

برقع پوش - لونڈی کا نام شریفہ بی ہے مغلانی ہوں -
نصیر - اخاہ تم مغلانی ہو ہمنے تمہاری بڑی تعریف سنی ہے -
مغلانی - یہ سب کچھ سرکاروں کی پرورش ہے ورنہ باندی کسی تعریف کی مستحق نہیں -
نصیر - بیٹھ جاؤ تم کو اجازت ہے -
مغلانی - آداب بجا لاکر بیٹھ گئی -
نصیر - کیوں کہو کیا کہنا ہے -
مغلانی - (کچھ شرما کر) کیا عرض کروں سرکار پر سب روشن ہے -
نصیر - ہمیں تو کچھ بھی خبر نہیں -
مغلانی - (ادا کے ساتھ) سرکار ایسا فرمائیں تو باندی کیا عرض کر سکتی ہے
نصیر - بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ مجھے کچھ بھی خبر نہیں -
مغلانی - (چار طرف دیکھ کر) منصب دار صاحب کی صاحبزادی سپہر آرا بیگم کی مرسلہ ہوں -
نصیر - (فرط مسرت سے آنسو ڈبڈبانے لگتے لیکن ضبط کو کام میں لاکر) اُنھوں نے کیوں بھیجا -

مغلانی۔ کیا عرض کرون اُنہین نے بہیجا ہے جب سے اُنہون نے سُنا ہے۔ کہ سرکار کا خیال اُن سے شادی کا ہے۔ لیکن سرکار کے والد ماجد ناراض ہین۔ نا امیدی سی ہوگئی ہے۔ آب و خور حرام ہے رفتہ رفتہ اُنکی والدہ یعنی ہماری بیگم صاحبہ کو بھی یہ حال معلوم ہوگیا۔ (ٹھنڈی آہ بھرکر) وہ بھی اپنی جوان بیٹی کی ایسی حالت دیکھ کر زار قطار روتی ہین آن بیاہی لڑکی کا معاملہ۔ اور پھر ماشااللہ سے جوان ہوگئی ہین۔ نہ تو زیادہ کچھ بول سکتی ہین۔ اور نہ اُن کی رات دن کی ہچکیتی دیکھ کر خاموش ہی رہ سکتی ہین۔ عجیب مخمصے مین پھنسی ہین۔

نصیر۔ (ان باتون کے سُننے سے متاثر ہوکر) دیکھو نا امید نہ ہونا چاہیے اس قدر پریشانی اور رنج کی ضرورت نہین۔ تدبیر شرط ہے۔ مین حتی الامکان سعی کرونگا۔ بلکہ کر رہا ہون۔ خدا سے امید ہی کہ ضرور کامیابی ہوگی۔

مغلانی۔ (دونون ہاتھ اُٹھاکر) اللہ آمین۔ (بہت ہی مغموم صورت بناکر) کیا عرض کرے باندی اگر خدانخواستہ اس مین ناکامی ہوئی

تو زندگی دونون کی مشکل ہے۔ ابھی ہمارے میان منصب دار
صاحب کو اطلاع نہین کہ صاحبزادی نے کھانا پینا ترک کر دیا ہے
اسے ہے وہ اگر سن لین تو بڑی آفت ہو جاے۔ پرانی وضع کی
آدمی ہین۔

نصیر۔ کیا اُنھین معلوم نہین۔

مغلانی۔ اللہ نہ کرے اگر اُن کو معلوم ہو جائے کہ اُن بیاہی
لڑکی نے ایسی سنی سنائی خبر پر اس قدر اپنا حال برا کر لیا ہے تو
خدا جانے کیا کر بیٹھین۔

نصیر۔ یہ تو کہو کہ تم کو بھیجا کس نے۔ اور پھر تم کیونکر آئین۔

مغلانی۔ کیا عرض کرون۔ سر ہتھیلی پر رکھ کر آئی ہون۔ صاحبزادی
نے مجھے بھیجا ہے۔ اُن کی والدہ کو بھی خبر نہین۔ ایک دن کی
رخصت لیکر آئی ہون۔

نصیر۔ گویا تمہارا آنا بالکل رازین ہے۔

مغلانی۔ جی ہان سرکار۔ ابھی مجھے ڈر ہے کہ کہین ایسا نہ ہو سرکاری
لوگون مین سے کوئی میرے یہان آنے کی خبر دیدے۔ پھر تو مین

کہین کی نہ رہون گی۔

نصیر۔ بے فکر رہو۔ میرے یہان کے لوگ بہت ہی رازدار ہین

مغلانی۔ (ہاتھ جوڑ کر) ہان صاحب مین صدقے گئی باندی کی عزت
اب آپکے ہاتھ ہے۔

نصیر۔ گھبراؤ نہین۔ ہان تو تمہاری بیگم صاحبہ نے کیا کہلا بھیجا ہے
مغلانی کچھ کہنے کو تھین کہ نصیر نے پوچھا بی مغلانی سچ سچ بتاؤ
کہ تمہاری بیوی راضی ہین۔

مغلانی۔ (سر جھکا کر) قربان جاؤن۔ راضی کیا معنی وہ تو کہتی
ہین کہ اگر یہ پیوند نہ ہوا تو تمام عمر شادی نہ کرون گی۔ بلکہ (آسمان کی
طرف دیکھ کر) خدا نہ کرے اپنی جان کو کچھ کر لینے مین بھی وہ کمی نہ کرینگی

نصیر۔ خدا نہ کرے۔ انشاءاللہ کامیابی ضرور ہو گی مین بھی ہاتھ دھو کر
پیچھے پڑا ہون۔ ہان بی مغلانی جب تمہاری بیوی بقول تمہارے
دل سے راضی ہین اور تمہارے روبرو اقرار بھی کیا ہے تو بس
پھر کیا ہے ایجاب وقبول تو ہو گیا۔

مغلانی۔ (شرما کر) خدا اس جوڑے کو قائم اور برقرار رکھے۔

نصیر- طرفہ یہ کہ تمہاری شہادت بھی ہے۔

مغلانی- جی مین ایک گواہ ہین۔ خود اُن کی والدہ بیگم صاحبہ بھی گواہ ہین۔

نصیر- بس تو پھر اب کیا باقی رہا۔ خدا وہ دن بھی لائے گا کہ ظاہری رسم ایجاب و قبول بھی ادا ہو جائے گی۔

مغلانی- جم جم خدا ایسا کرے۔

نصیر- تمہاری بیوی شرع شریف کے موافق عقد ہونا پسند کرتی ہین یا رسوم کے ساتھ۔

مغلانی- نہین سرکار وہ بڑی شرع کی پابند ہین۔ بیگم صاحبہ اُن کی والدہ بعض بعض رسوم کو جو جاری رکھتی ہین۔ یہ ہمیشہ ٹوکتی رہین کہ وہ رسوم ادا نہون۔ بیگم صاحبہ کہتی ہین کہ بیٹی جب تم اپنے شوہر کے گھر جاؤگی تو اُس وقت حکومت کرنا۔ ابتو ہمارے بس ہین ہو۔

نصیر- شکر خدا کا کہ شرع کی پابند ہین۔ کیا انگریزی بھی جانتی ہین۔

مغلانی- ماشاء اللہ انگریزی وہ روانی فر فر بولتی ہین کہ ہم دھک

سے رہ جاتے ہین۔ اُن کی والدہ اور والد کب خوش تھے کہ اُن کو انگریزی سکھائین۔ مگر دُر دانہ بیگم جو ہمارے منصب دار صاحب کی پھوپھی ہین وہ شایستہ بیگم ہین۔ اور اُنہین کے اصرار پر ہماری صاحبزادی کو تعلیم اچھی طرح سے بمجبوری دلوائی گئی۔

نصیر۔ کیا دُردانہ بیگم صاحبہ عظمت اللہ صاحب کی بیوی لکھی پڑھی ہین۔

مغلانی ۔ صاحب کیا عرض کرون اس خاندان مین ایسی لایق بیگم تو کوئی بھی نہین ہے ۔

نصیر۔ خدا کی قدرت۔

مغلانی ۔ صاحب ۔ پھر اس معاملہ مین کیا پیام پہونچاؤن۔

نصیر۔ بس اتنا کہدو کہ جب تم نے مجھے اپنا کر لیا تو مین بھی تمہارا ہو چکا اب بیفکر رہو ۔ غم نہ کھاؤ۔ کڑہو نہین۔ خدا سے امید رکھو۔ تم دعا کرو مین کوشش کرتا ہون۔ (السَّعْيُ مِنِّی وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰہِ) انشاءاللہ انجام بخیر ہی ہوگا۔

مغلانی ۔ اب باندی اجازت چاہتی ہے ۔

میان نصیر (جیب سے دو اشرفیان نکال کر) یہ لو تمہارا انعام ہے۔

مغلانی۔ سب آپ ہی کا صدقہ کھاتی ہون۔ اسکی کیا ضرورت ہے انشاء اللہ جوڑے کے ساتھ لُون گی۔

نصیر۔ انشاء اللہ اُس وقت جوڑے کے ساتھ بھی دُونگا۔ مگر یہ ضرور لو۔ انکار نہ کرو۔

مغلانی۔ نے آداب بجالاکر اشرفیان لین۔ اور دعائین دیکر روانہ ہوئین۔

چہ میگوئیان

ہمارے ناول کے معزز ہیرو نواب ذیشان کے یہان رات دن مجمع احباب رہا کرتا ہے۔ حسب دستور سب احباب جمع ہین۔ اور آپس مین یہ چہ میگوئیان ہو رہی ہین۔

نواب (قلندر سے) کیون اُستاد نجوم تو برحق ہے نا۔

قلندر۔ بیشک نجوم اور رمل جفر یہ سب ہمارے پیرون کے ایجاد

سے کیسے ہوسے ہین۔ ان سکے برحق ہوسنے مین کیا تامل ہے لیکن
ان کے احکام پر بھروسہ نہ کرنا چاہیے سوا خدا کی ذات کے۔ وَمَن
یَتَوَکَّل عَلَی اللہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ کو ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیے۔
نواب۔ کیا اُستاد۔ آپکو اس مین کچھ دخل ہے۔
قلندر۔ ہان بچپن مین مین سنے کچھ سیکھا تھا اب تو اشکال کے
نام بھی پورے طور سے یاد نہین۔
رفیق۔ سُنا جاتا ہے کہ حضور مین کوئی رمال ہے جس کا نام محمد بخش
ہے اور وہ بہت اچھا حکم لگاتا ہے۔
قلندر۔ ہان بیشک اچھا ہے۔
پنڈت۔ اجی کیا کہیگا محمد بکس یہین وہ حکم لگاؤن کہ تیر بہدف
آجمایش (آزمایش) کر لیجیے۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔
رفیق۔ (نواب کی طرف متوجہ ہوکر) دیر کیا ہے کوئی سوال کیجیے
نواب۔ لطف تو جب ہوتا کہ رمالی بھی موجود ہوتا اور ایک ہی سوال
کا جواب دونون دیتے۔
رفیق۔ بجا۔ بالکل صحیح۔

ان اللہ بالغ امرہ قد جعل اللہ لکل شیٔ قدرا

قلندر۔ میرا ایک شاگرد ہے محمود۔ وہ رمل مین اچھی دستگاہ رکھتا ہے۔ اُسنے اس فن مین کمال کا درجہ حاصل کیا ہے۔ اُس کا اُٹھایا ہوا حکم گویا ہمیشہ برج شرف مین رہتا ہے۔ حکم کیا لگاتا ہے نشانہ لگاتا ہے سو مین نوسے صحیح

نواب۔ (قلندر سے) اُستاد کسی روز ضرور ساتھ لیتے آیئے اگر ہو سکے تو آج شب کی محفل مین لایئے۔

قلندر۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ آتے آتے ضرور ساتھ لاؤنگا (کچھ تامل کرکے) مگر وہ نوکر ہے کسی انگریز کے پاس اُسکی میم کو پڑھاتا ہے اور وہ اس قدر اُسکو چاہتی ہے کہ بس ہر وقت منشی منشی پکارتی رہتی ہے

نواب۔ وہ کون انگریز ہے۔

قلندر۔ (کچھ سوچکر) لاحول ولا قوۃ۔ حافظہ کچھ ایسا خراب ہوگیا ہے کہ اُس کا نام یاد نہین آتا۔ میری تو یہ حالت ہے کہ کبھی تو ساٹھہ ستر برس کی بات یاد رہتی ہے۔ اور کبھی شب مین کیا کھایا تھا صبح کو بھی یاد نہین رہتا۔

نواب۔ بالکل آپ اسکے مصداق ہین۔

گہے بر طارمِ اعلےٰ نشینم
گہے بر پشتِ پائے خود نہ بینم

رفیق۔ خیر تلاش کیجیے گا۔ اگر ملے تو ضرور ساتھ لائیے۔

قلندر۔ انشاء اللہ ضرور لاؤنگا۔ پرسون مجھے اُسی سے کچھ کام تھا مکان پر گیا۔ معلوم ہوا کہ صاحب کے پاس ہے وہان سے صاحب کے مکان کا پتہ پوچھتا ہوا پہونچا۔ رزیڈنسی کے قریب اُنکا مکان ہے جب مین وہان پہونچا تو درس کا وقت تھا۔ غرض مین نے اپنے آنے کی اطلاع کی۔ میم کی اجازت حاصل کرکے مجھے اندر بلالیا۔ بیچاری نیک بخت میم نے بہت عزت سے ملاقات کی اور مجھ سے پوچھا کہ آپ ہمارا منشی کا اُسٹاڈ (اُستاد) ہے مین نے کہا جی ہان جیسے وہ آپ کا اُسٹاڈ ہے۔

میم نے کہا ہم بھی آپکو اُسٹاڈ پکارے گا کچھ مضایقہ تو نہین مین نے کہا جو آپ کے جی مین آئے کہیے۔

رفیق۔ یہ اُسٹاڈ کی ایک ہی کہی۔

قلندر۔ جی ہان ان کی زبان مین (د) کی دال گلتی ہی نہین۔

نواب۔ کیا خوب۔ دال گلنا۔ برجستہ کہا۔
قلندر۔ (نواب سے) بہر حال کچھ دیر گفتگو ہوئی۔ اگرچہ تلفظ غلط ہے لیکن پڑھتی خوب ہے اور لکھتی بھی ہے۔ اسی اثنا میں اُن کا کوئی دوست آیا۔ اُس سے بہت تپاک سے ملین۔ ان کے عجیب و غریب قواعد ہین۔ عورت کی اتنی عزت کسی قوم مین نہین ہوتی۔
نواب۔ اُستاد۔ سچ پوچھو تو عورتین بیشک زیادہ عزت اور رعایت کی مستحق ہین۔ ہماری قوم سے یہ طریقہ جو اُٹھ گیا تو اچھا نہین ہوا۔
رفیق ابھی حضرت بہت باریکیان ہین ان کی طرز معاشرت مین۔ (نواب کی طرف دیکھکر) آپنے وعدہ فرمایا تھا کہ طرز معاشرت کے نکات بندے کو بتائین گے۔
نواب۔ پھر آپنے مجھ سے اسکا تذکرہ ہی نہین کیا۔ مین تو ہر وقت تیار ہون۔
رفیق کیا اس وقت مین کچھ پوچھ سکتا ہون۔
نواب۔ بسم اللہ دیر کیا ہے۔ سوا بات چیت کے اور اس وقت

کچھ کام نہیں - اور آج تعطیل بھی ہے -

رفیق - بھلا تعارف پیدا کرنے کے طریقے میں کیا آپ نے کوئی بات چھوڑ دی تھی -

نواب - (کچھ سوچکر) ہان مین نے یہان تک آپسے کہا تھا کہ کسی کے یہان لوگ جمع ہون تو اُس مہربان کی عزت مہمانون مین تعارف کرانے کے لیے کافی ہے -

رفیق - جی ہان - یہین تک آپنے فرمایا تھا

نواب - اور یون تو بہت کچھ ہے مگر دو چار باتین جو ہر وقت کام دیتی ہین وہ بتائے دیتا ہون -

رفیق - مہربانی -

نواب - ہمیشہ یہ بھی خیال رکھیے کہ کسی محب کے گھر اگر دعوت ہو - اور وہان کسی اجنبی لیڈی سے ملنا منظور ہے تو صاحب خانہ سے استدعا کیجائے کہ وہ تعارف کرادے یا خود صاحب خانہ کو اس کا خیال ہے کہ اگر کسی معزز افسر کی لیڈی مدعو ہو تو اُس کا اپنے دوست سے خود تعارف کرائے - ایوننگ پارٹیون مین تعارف کرانے کا طریقہ

کم ہوتا جاتا ہے۔ ایسے مواقع پر وہان ایک حد تک مساوی حالت سمجھی جاتی ہے۔ گفتگو کرنے کا طریقہ بھی نازک ہے۔ جب کبھی گفتگو ہو تو پہلے یہ خیال رکھیے کہ سنجیدگی سے گفتگو کیجائے۔ اور تذکرہ ایسا ہو جو مرغوب اور موافق مزاج ہو۔ کل لیڈیون سے ایک ہی قسم کی گفتگو نہ کرنا چاہیے۔ بلکہ وہ جس قسم کی گفتگو شروع کرین زیادہ تر اُسی سلسلے کے دامن کو وسعت دینا چاہیے۔ بعض ہمارے ملک کے لوگ غلطی کرتے ہین کہ لیڈیون سے ایسے بڑے بڑے معاملات مین گفتگو کرتے ہین جن مین ایک بڑے ایڈمنسٹریٹر سے گفتگو کرنا چاہیے۔ یہ البتہ اُن کے لیے ناگوار ہوگا۔ بہرحال وہ گفتگو کی جائے جس مین ان کو واقفیت یا خاص مذاق ہے۔

پہلے جب ملاقات ہو تو مزاج پرسی کے بعد موسم کی عمدگی یا جس باغ مین یا جس مکان مین ملاقات ہو اُسکی آرایش درستی اور عمارت کی خوشنوضعی پر۔ دو چار باتین کرنا چاہیے جن مین خوشامد یا مبالغے کی بو نہ آتی ہو۔ صاحب اولاد بیبیون سے اُن کی اولاد کا تذکرہ کرنا چاہیے۔ اگر اُن کے بچے وہان موجود ہون تو بہت

محبت اور پیار کی نظر سے اُنکو دیکھنا - اور اُن بچون سے وہی باتین کرنا چاہیے جو اُن کو مرغوب ہون - نہ یہ کہ ہمارے ملک کی سی حالت کہ جب کبھی کسی نے اپنے دوست کے روبرو اپنے بچے کو پیش کیا تو بعوض اسکے کہ بچے سے دلچسپ باتین کرین میان صاحب نے فوراً پوچھا کیون میان یا - بابا تم کیا پڑھتے ہو - تمہارا سبق کیا ہے - لاحول ولا قوۃ - یہ اُسکے دل کو آزردہ کرنے والی گفتگو ہے اوّل تو بچپن کا زمانہ کھیل کود کا - پڑھنے کی طرف رغبت ہی کب ہوتی ہے - پھر اُسپر کسی کا ایسے کھیل کود کے وقت یہ سوال کرنا کہ تم کیا پڑھتے ہو - اُس کے کھلے ہوئے غنچہ دل کے لیے مرجھانے والی بادِ سموم کا جھونکا ہے - ایسے ہی کسی جنٹلمین سے ملاقات ہو تو بھی اُسکی لیاقت اور واقفیت اور اُس کی مذاق کے لحاظ سے خطاب کرنا چاہیے بے موقع ظرافت کی گفتگو - یا ضرب المثل - یا کہاوتین - یا ذو معنی الفاظ کے استعمال سے بالکل احتراز کرنا چاہیے - برموقع اگر کسی ظریف طبع سے ملاقات ہو تو ایک آدہ بات ظرافت کی کہدینا مضایقہ نہین - علی ہذا عقلیہ

مضامین یا عاشقانہ اشعار کا پڑہنا ہرگز نہ چاہیے۔ اپنی قابلیت کا اظہار اپنے منہ سے کبھی زیبا نہین ہے۔

رفیق - یہ باتین تو ہمارے ملک کے جلسون کے لیے بھی مفید ہین

نواب - کیون نہین مذہبی معاملات کا تذکرہ بھی نہ آنے دینا چاہیے اور اگر بر تقدیر چھڑ جائے تو اس قدر احتیاط کرے کہ کوئی بات جو مخاطب کے دل کو آزردہ کرنے والی ہو ہرگز ہرگز زبان پر نہ آنے پائے۔

مین نے اپنے ایک دوست کو دیکھا جو قاری بھی تھے ان کی ایک انگریز دوست سے ملاقات ہوئی تو اُس انگریز نے فرمایش کی کہ کوئی سورہ پڑہیے مگر خوش الحانی سے باقاعدہ۔ بجائے اسکے کہ پڑہ دیتے یا کوئی عذر مناسب کر کو ٹال دیتے۔ صاف کہدیا کہ کافرون کے سامنے قرآن کس طرح پڑہا جائے یہ کہہ کر بہت ہی زور سے آپ نے قہقہہ بھی لگایا۔ یعنی فخر سے سمجھتے ہین کہ اس وقت کیا خبر لی ہے۔ لاحول ولا قوۃ۔ میرے تو رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ چونکہ وہ انگریز لائق اور خلیق اور ہندوستان

مین ایک زمانہ سے رہا ہوا اور یہان کے گرم وسرد زمانہ سے واقف تھا اُسنے ہنسی مین ٹال دیا۔ اسکی بیبی نے اُس سے پوچھا کہ اس شخص نے جواب مین کیا کہا جو خود بھی ہنسا اور تمھین بھی ہنسایا۔ اسکے خاوند نے دوسرے پیرایہ مین اسکو سمجھا کر اُس بات کو بالکل ٹال دیا اور اپنی بیوی کو معلوم بھی نہ ہونے دیا کہ ایک بیوقوف دوست نے ایسی توہین کی بات کی۔

قلندر۔ ہاے ہاے کمبخت مسلمانون مین جو جاہل ہین تعصب نے کچھ ایسا سکہ انکے دلون پر جما دیا ہے۔ بمصداق۔

ختم اللّٰہ علیٰ قلوبہم الخ کہ بس کچھ کہا نہین جاتا۔

نواب۔ نہین اُستاد۔ جہلا پر ہی کیا موقوف ہے۔ ان مولوی اور مشایخون کو دیکھو کہ جب کبھی وعظ کہین گے تو ضرور وہ ذکر چھیڑینگے جو کافرون سے متعلق ہو۔ اور جہان قرأت مین لفظ کافرون یا کافرین۔ آیا اسکو بہت فخر اور خوشی سے زور کے ساتھ ادا کرتے ہین۔ اور جب اُسکے معانی بیان کرتے ہین تو سُننے والون کے دلون کو اس قدر بُرا معلوم ہوتا ہے کہ توبہ ہی بھلی۔ بخدا مجھے تو معلوم

ہوتا ہے کہ گویا ظالم نے میرے کلیجے پر برچھی ماری یا اکسپریس کی گولی لگائی۔

قلندر۔(نواب کی طرف دیکھ کر) خانساماں نے خبر دی ہے کہ بشیر حاضر ہے۔

نواب۔ بلوا لیجیے نا۔

قلندر۔ (خانساماں کو آواز دیکر) بشیر کو بلا لیجیے۔

بشیر نے حاضر ہوکر بسکو ادب سے سلام کیا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

قلندر۔ کیوں میاں بشیر کہاں سے آئے ہو۔

بشیر۔ استاد آپ ہی کے درِ دولت سے حاضر ہوتا ہوں۔

قلندر۔ کیوں آج اس قدر سویرے ہمارے مکان پر گئے تھے

بشیر۔ حضرت ہاں۔ شب میں نے ایک غزل کہی تھی اصلاح بھی لینی تھی۔ اور ایک معرکہ بھی کل کا سنانا تھا۔

قلندر۔ وہ کیا معرکہ۔ کسی سے گتھم گتھا تو نہیں ہوئی۔

رفیق۔ گتھم گتھا کیوں ہونے لگی۔

قلندر۔ (بشیر کی طرف اشارہ کرکے) یہ حضرت مغلوب الغضب

بہت ہین۔ جھٹ سے لڑنے مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے ہین۔

بشیر۔ آخر سپاہی بچہ ہون۔ رگِ ہاشمی زور کر جاتی ہے۔

قلندر۔ خیر کہو تو ہوا کیا۔

بشیر۔ چند روز کے قبل آپ نے معرفت کے متعلق جو کچھ بیان کیا تھا مین نے مولوی محمد عبدالقدیر سے اس بارے مین گفتگو کی۔ اُنھون نے مجھ سے بگڑ کر کہا کہ۔ تمہارا اُستاد دیوانہ ہو گیا ہے جو ایسی واہی تباہی باتین بکتا ہے۔

قلندر۔ لاحول ولا قوۃ۔ تم بھی عجیب آدمی ہو۔ بھلا اُن سے کیون تم نے اس مین گفتگو کی۔ لوگ تو کہتے ہین کہ وہ وہابی ہین۔

بشیر۔ اسی لیے تو مین نے چھیڑا۔

قلندر۔ برا کیا جو کوئی کسی بات کو نہ مانے۔ یا کسی کے عقیدے کے خلاف ہو۔ خواہ مخواہ اُس سے چھیڑ خوانی کرنی کیا ضرور ہے کونسی بھل منساہت کی بات ہے۔ آیندہ سے ایسی بیجا حرکت نہ کرنا

نواب۔ اُستاد! مین اس کا قائل نہین مباحثہ عمدہ چیز ہے۔ اس سے کچھ نہ کچھ نتیجہ ضرور نکل آتا ہے۔

قلندر۔ مباحثہ بُری چیز ہے۔ مین صلح کل کا قائل ہون۔ مباحثہ مین نے نہ کبھی کیا۔ اور نہ میرے مرشد اسکو پسند کرتے تھے۔ حالانکہ وہ ایک بڑے شیخ اور متبحر تھے علم و فضل مین۔

نواب۔ اپنی اپنی راے ہے۔ لیکن اُستاد معرفت کے باقی کچھ اور نکات تو فرمایئے۔

قلندر۔ کیا اتنی فرصت ہے کہ کچھ سُنو۔

نواب۔ فرصت کی خوب کہی۔ کیون نہین بہت خوشی سے اس سے بڑھ کر اور کونسی بات ہے۔

قلندر۔ بہت اچھا سُنیے (کچھ سوچکر) مین نے کہان تک کہا تھا۔

نواب۔ جہان تک میرا حافظہ یاری دیتا ہے اُس روز کا بیان اسپر ختم ہوا تھا۔ لٰکِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْهِ۔

لہ لیکن میں وہی اللہ ہوں جو میرا رب ہے سوا اسکے نہیں ہے کوئی معبود لیکن میں خدا سے مغفرت چاہتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں ۱۲

قلندر۔ زندہ باش۔ خوب یاد رہا بسم اللہ ساعت فرمایئے۔

رفیق۔ مجھے خیال ہوتا ہے کہ اس کوڑے پر آپ نے ختم کیا تھا۔

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد

گر حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی

نواب - خوب خوب واللہ اسی پر ختم ہوا تھا -

قلندر - درست اچھی یاد ہے - بسم اللہ سُنیے - عارفانِ ذی شان نے حفظِ مراتب کا ضرور خیال رکھا ہے اور چاہیے بھی یہی -

ذاتِ الٰہی ہر مرتبے مین ایک نام کے ساتھ موسوم ہے اور ہر پایہ کے ساتھ متعین ہے - اگر معنی کو کوئی لفظ کہے تو زیبا نہین - حالانکہ معنی بے لفظ کے نہین ہوتے - اور کوئی لفظ کو معنی کہے تو سزاوار نہین - حالانکہ لفظ بغیر معنی کے نہین ہوتا بہرحال اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ ہے لفظ ہے مگر لفظ کو لفظ ہی کہنا چاہیے اور معنی کو معنی -

دوسری مثال قریب الفہم یہ ہے کہ سونا ایک معدنی چیز ہے اس سے لکھوکھا اشیا تیار ہوتے ہین - لیکن جس صورت مین وہ ڈھل گیا وہی اُسکا نام ہوگیا - انگشتری گو سونے کی ہو - لیکن صورت کے لحاظ سے اُسکو انگشتری ہی کہین گے - سونا لاؤ کوئی نہین کہیگا - گو انگشتری طلا کا مظہر ہے مگر اپنی ہی شکل مین نمودار ہوئی ہے

اور پھر اپنے نام کے ساتھ قائم ہے پس ذاتِ واجب الوجود ہر تعین کے ساتھ متعین اور ہر قید کے ساتھ مقید اور معمی ہے۔ اگر مطلق کو مقید اور مقید کو مطلق کہیں تو جہالت اور بے ادبی ہے ہر چند مقید بغیر مطلق کے اور مطلق بغیر مقید کے نہیں ہو سکتا۔ یعنی ہر مقید مطلق ہے کہ بطون سے ظہور میں آیا ہے اور غیب سے شہود میں اور یہی سیر حضرت وجود ہے مراتب میں بدون خلو مرتبہ سابق اور وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ[1] اسی کی خبر ہے اور نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ[2] کے معنی یہی ہیں۔ بلکہ زیادہ غور و تفحص سے ظاہر ہوتا ہے کہ لفظ **اقرب** جو افعل التفضیل کا صیغہ ہے اس سے ظاہر ہے کہ سوا عینیت کے اور سب کچھ وہی ہے۔

اگر کچھ نقصان مراتب معنی اور احساس لفظ میں واقع ہو تو یہ اپنی استعداد اور فہم۔ اور دانش کا قصور ہے۔ جو نہ سمجھے اس سے خدا سمجھے۔

---

[1] ترجمہ۔ اور وہ ہے ساتھ تمہارے جہاں تم ہو۔ ۱۲

[2] ترجمہ۔ اور ہم قریب تر ہیں اس کی طرف رگِ گردن سے۔ ۱۲

بعض کہتے ہین کہ سوا مسلم اور مومن کے سب دوزخی ہین
الله الله۔ اول تو یہ دیکھنا چاہیے کہ دوزخ کسکا مظہر ہے۔ جلال کا
اور بہشت مظہر ہے کسکا۔ جمال کا۔ اور یہ دونون ایک ہی کے مظہر
ہین۔ ان مین غیریت نہین۔ پس جبکہ غیریت نہین ہے تو پھر عذاب
کے مستحق ایک اور ثواب کے دوسرے کیون کر ہو سکتے ہین۔
اسکے معنی پر کوئی غور نہین کرتا۔ رحمتی[1] وسعت کل شیءٍ یہان
تفاوت کہان ہے۔

از فیض تہی نیست چہ نیکو وچہ زشت

صرف الفاظ کے لیے دو اعتبار ہین۔ اول۔ الفاظ مرآت صورِ معانی
دوسرے معانی آئینہ تمثالِ الفاظ۔ پس باعتبار اوّل غیر از معانی
کچھ بھی نہین ہے۔ یہ کم فہمی ہے کہ فقط معنی پر نظر رہے اور خوبی
اور نزاکتِ الفاظ سے بےبہرہ ہو۔ باعتبار دوم۔ غیر الفاظ کچھ ہویدا
نہین معانی پوشیدہ ہین۔ جسطرح گُل مین بُو۔ آفتاب مین ضو۔ صرف
اُسی پر نظر رکھنا اور معانی سے بےخبر رہنا غلط فہمی کی دلیل ہے۔

[1] ترجمہ۔ رحمت تیری وسیع ہے کل چیزون سے ۱۲

لیکن دقیقہ سنجانِ تحقیق ہمیشہ دونون کے شہود سے تازہ کام اور مقصدور ہین۔ اُن کی نظر مین ہر ایک دوسرے کا آئینہ ہے یعنی معنی آئینۂ لفظ اور لفظ مراتب معنی۔ بلکہ عین یکدیگر۔

ابھی یہ گفتگو ختم نہین ہوئی تھی کہ کوئی یہ کہتا ہوا آرہا ہے کمبخت گیدیون مین اب تک ادب نہ آیا نہ آیا۔ اور اب کیا آئیگا۔ ارے کمبخت گاؤخر مین بھی تمہین تمیز نہین۔

سب کے سب اُسطرف مخاطب ہوتے ہین۔ دیکھتے ہین کہ پیرمرد (جگت نانا) بہت غصّے مین چلے آرہے ہین۔

قلندر۔ کیون میان پیرمرد اس قدر غصّہ۔

پیرمرد۔ کیا کہون یارناک ہی اُڑا دیتا۔ مگر (نواب کی طرف دیکھکر) ان کی خاطر سے چھوڑدیا۔

نواب۔ کیا کسی نے بے ادبی کی۔

پیرمرد۔ اب تھوڑے دنون مین دھکّے دلواؤگے۔

نواب۔ آہین۔ مجال ہے کسی کی۔ کیا کسی نے کچھ گستاخی کی۔

پیرمرد۔ گستاخی کیا معنی۔ کہتا ہون ناکہ دھکّے دینا باقی تھا۔

خانساماں نے عرض کیا کہ نہین خداوند مجال کیا ہے کسی کی وہ پہرے والا نیا تھا۔ اُسنے کبھی آپکو آتے جاتے نہین دیکھا تھا۔ اِسلیے ٹوک دیا۔

نواب۔ خبردار پھر ایسی حرکت نہ کرے۔ جتادو۔ اور ایسے پہرے والی کو رکھّو جو باتمیز اور واقف کار ہو۔

پیرمرد۔ خیر کیا مضائقہ۔ مگر آپ سے کچھہ ضروری کہنا ہے۔

نواب۔ کیا مجھہ سے۔

پیرمرد۔ جی ہان۔ پھر کس سے

نواب۔ کیون خیریت؟

پیرمرد۔ سب خیریت ہے۔ الحمدللہ

نواب۔ بسم اللہ کہہ کر۔ پیرمرد کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیے ہوئی پرایویٹ روم مین چلے گئے۔ ساری محفل ساکت۔ ایک سنّاٹے کا عالم۔

نواب نے پیرمرد کو ایک کرسی پر بٹھایا۔ اور آپ بھی کرسی لیکر نزدیک بیٹھہ گئے۔ پوچھا کہ فرمائیے کیا ارشاد ہوتا ہے۔

پیرمرد۔ پہلے ہمارے سر کی قسم کھاؤ کہ ہم جو کہین اُس سے انکار نہ

کروگے۔ اگر انکار کروگے تو پھر تمہاری ہماری دوستی قطعی آج سے آئی گئی ہوئی۔

نواب۔ یہ تمہید ہی نئی ہے۔ پہلے مین سن بھی تو لون کہ کیا واقعہ۔ پھر اسے قایم کرونگا۔

پیر مرد۔ اے واے نذارد۔ سن لو میری بات۔ زیادہ باتین بنانا مجکو آتا نہین۔ مگر خیر خواہ ہون تمہارا اور تمہارے خاندان کا۔ اور یہ بھی تم جانتے ہو کہ تمہارے والد خدا مغفرت کرے میری کیسی عزت کرتے تھے۔ اور تمکو بھی خدا رکھے اُسی عزت سے نباہا۔ تمہارے والد کا سب سے اول درجہ کا مین ہی مشیر تھا۔

نواب۔ آخر اس تمہید سے مطلب کیا ہے۔

پیر مرد۔ تم اپنی اولاد کے خیر خواہ ہو کہ نہین؟

نواب۔ کیون نہین دل سے۔

پیر مرد۔ کھاؤ قسم میرے سر کی۔

نواب۔ اسکی ضرورت کیا ہے۔ کیا میرے قول کا اعتبار نہین

پیر مرد۔ بس تو سنو۔ یہ خط لو اور پڑھو۔ اور جواب باصواب دو

ورنہ جوان لڑکے کو اپنے ہاتھ سے کھو دوگے۔

نواب نے گھبرا کر خط لیا۔ اور چاک کرکے بغور پڑھا۔ اور خموش چہرے پر تغیر شروع ہوا جس سے معلوم ہوتا ہے کچھ غصہ ضرور ہے مگر افسوس کے ساتھ۔

پیرمرد۔ کیوں پڑھ لیا تم نے۔

نواب خاموش۔

پیرمرد۔ کیا شاہ خاموش کے مرید ہو۔

نواب۔ (دھیمی آواز سے) ہاں پڑھ تو لیا۔ مجھے یقین تھا کہ ضرور کوئی گل کھلے گا یہ ساری بدمعاشی اور تعلیم احمد خان کی ہے

پیرمرد۔ ناحق اسکو بدمعاش کہتے ہو۔ اسنے کیا برا کیا کسی کی بہو کو بھگا کر نہیں لایا۔ شراب پینا نہیں سکھایا۔ نہ رنڈی بازی کی تعلیم دی شادی کے معاملے میں صاحبزادے نے پوچھا ہوگا کہ تمھاری نظر میں کوئی ایسی لڑکی تعلیم یافتہ اور حسین ہے جو ہمارے لایق ہو اسنے محبت اور دوستی کے لحاظ سے دریافت کرکے کہدیا ہوگا کہ فلاں لڑکی ہے۔ اس میں برائی کی کونسی بات ہے۔

نواب - مجھ سے تو کمبخت استمزاج کر لیتا -

پیر مرد - شادی کرے تمہارا فرزند - اور استمزاج تم سے ہو اور لطف یہ کہ اُسکو ولایت بھیجا - تعلیم دلائی - منٹل جان (جنٹلمین) بنایا آزاد کیا - اور جورو آپ تلاش کرنے کے لیے نکلے - واہ کیا کہنا - آپکی بھی بعض باتیں چشم بد دور دنیا سے نرالی ہیں - بھلا ایسا لایق اور فہمیدہ اور سنجیدہ لڑکا ایک ایسی لڑکی سے شادی کریگا جو ناخواندہ اور نا لایق ہو -

نواب - ناخواندہ ہو تو کیا - شریف زادی اور ایک خاندان کی تو ہے -

پیر مرد - کیا منصبدار صاحب رذیل ہیں لے سبحان اللہ اُنکے دادا آصفجاہ اول کے ساتھ رات دن رہنے والے - نوبت روشن چوکی - نقارہ - خطاب ملکی تھا - زمانے کی گردش نے اگر یہ سب اعزاز عطیۂ شاہی اُن سے لے لیا تو کیا نسل اور خاندان کی شرافت بھی مٹ جائیگی -

نواب - (کچھ سوچکر) یہ ہیں کب کہتا ہوں کہ وہ رذیل ہیں - مگر قرابت

کی لڑکی کیون بُری ہے۔

پیر مرد۔ مانا مین نے کہ قرابت کی ہے۔ مگر جو شادی کرنے والا ہے اُسی کو اُس سے انکار ہے۔ تو آپ پھر کسکے گلے ڈالین گے۔

نواب۔ یہ ضد میان نصیر کی۔ نین تو ہرگز نہ مانونگا۔ مین نے تو زبان دیدی ہے۔

پیر مرد۔ دیکھو۔ جلد بازی کام کی نہین۔ سوچو معاملہ نازک ہے۔ جانون پر بن جائیگی۔

نواب۔ (کچھ سوچکر) اچھا باہم مشورہ کرین گے۔ ذرا اُستاد اور رفیق صاحب کو بھی بُلائے لیتا ہون۔ (یہ کہہ کر خانسامان کو آواز دی۔ خانساماں حاضر ہوا)۔

نواب۔ ذرا اُستاد اور رفیق صاحب کو بُلا لو۔

خانساماں دونو نکو بُلا لایا۔

قلندر۔ کچھ محفل کا رنگ پھیکا معلوم ہوتا ہے (پیر مرد کے بازو پر آہستہ سے ہاتھ مار کر) اس کمبخت نے رنگ پھیکا کر دیا۔

پیر مرد۔ خدا نخواستہ رنگ پھیکا کیون ہو کھا ہے۔ ذرا بیٹھ تو جاؤ۔

(قلندر اور رفیق بیٹھ گئے) دیکھتے کیا ہیں کہ نواب ذی شان فکر کے دریا میں غرق ہیں۔

قلندر - (نواب کی طرف اشارہ کر کے) فرمایئے قبلہ کیا حکم ہے۔

کس سوچ میں ہو نسیم بولو
آنکھیں تو ملاؤ دل کہاں ہے۔

نواب - (چونک کر) جی میں ہوں۔

قلندر - خدا خیر کرے ہے کیا فرمایئے تو۔

نواب نے اپنے فرزند نصیر کا خط قلندر کو دے کر کہا کہ آپ بھی پڑھیے اور رفیق صاحب کو بھی دکھایئے اور اپنی رائے رزین سے ممنون فرمایئے۔

قلندر - نے خط لیکر کسی قدر آواز سے پڑھا کہ رفیق صاحب بھی سنیں اور رکھدیا۔

رفیق خموش۔

نواب - کیوں مہربان خموش کیوں ہو۔

رفیق - معاملہ نازک ہے۔ باپ بیٹوں میں آن پڑی ہے کیا

کہین۔

نواب ۔جو حق ہو۔

قلندر۔ مین کچھ کہون۔ خفا تو نہ ہو گے۔

نواب۔ نہین نہین۔ خفگی کی کیا بات ہے اگر ایسا ہوتا تو مشورے کے لیے کیون بلاتا۔

قلندر۔ مجھے سب حال معلوم ہے۔ گو آپ نے مجھ سے صاف طور پر نہین کہا کہ کیا ہو رہا ہے۔ لیکن سب مجھے معلوم ہے خفا ہو یا خوش۔ ایمان کی بات تو یہی ہے کہ لڑکا جوان خوانده ولایت کا تعلیم یافتہ۔ اُس کا کہنا عین بجا ہے کہ تعلیم یافتہ لڑکی سے اُس کا پیوند ہو۔ اس موقع پر قرابت اور رشتے کو دیکھنا اور اُسکی مرضی کے خلاف کرنا دانشمندی نہین۔ وہ سعادتمند لڑکا ہے۔ کہ پھر آپ سے مشورہ لیتا ہے۔ ورنہ اگر وہ خود مختاری سے کر لے تو آپ کیا کر سکین گے۔

پیر مرد۔ بھئی مین نے بھی یہی کہا۔

رفیق۔ ہے تو بات ٹھیک۔

نواب۔ سب اُدھر ہی کی گانے لگے۔ میری ہی کوئی نہیں کہتا۔
رفیق۔ نے بالاتفاق کہا کہ اس میں اُستاد اور نانا کی راے درست ہے
اور صائب ہے۔ جوان فرزند کے ساتھ اُسکے منشا کے خلاف زیادہ
سختی سے برتاؤ نہ کرنا چاہیے۔ حکما کا قول ہے۔ اور ہندوؤں کے شاستر
کا کہ جب لڑکا جوان ہو جائے تو اُسکے ساتھ برتاؤ ایسا کرنا چاہیے
جیسے کسی دوست کے ساتھ۔

نواب۔ کچھ خموش ہو کر۔ اُٹھے۔ اور کہا کہ اچھا میں اپنی بیگم سے بھی مشورہ
کر کے آتا ہوں۔ یہ کہہ کر زنانے میں گئے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد
واپس آکر۔ خط کو میز پر دے مارا اور چپ۔

پیر مرد۔ اور اُستاد۔ آپ اس میں بُرا نہ مانیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ بیگم
صاحب نے بھی اختلاف کیا۔ مگر اُن کی عقلمندی ہے۔ قصور معاف
اسوقت آپکو صرف اپنی بزرگی کا خیال ہے۔ مگر انصاف کا اقتضا تو یہ ہے
کہ سوچکر جواب دیجیے۔

نواب۔ سب کے سب نے گھر میں اور باہر اتفاق کر کے اور
ایک ہو کر اس معاملے کو چھیڑا ہے۔ مجھے اختلاف نہیں لیکن میں نے

اپنے رشتے مین جن سے نسبت ٹھہرائی ہے وہ کیا کہین گے۔

استاد۔ اگر یہی خیال ہے تو ہمارا ذمہ ہم اُنکو سمجھا دینگے۔

نواب۔ سمجھا دینگے۔ مگر اُنکے اور میرے جو تعلقات قدیم سے ہین اُن مین ضرور فرق آئے گا۔

پیرمرد۔ اُٹھو جو ایسا کرے گا وہ دو روٹیان زیادہ کھائیگا۔ اپنے گھر خوش۔

نواب۔ افسوس کہکر۔ کچھ دیر تک پھر سوچتے رہے۔

پیرمرد۔ اور قلندر دونون نے کہا کہ اب جواب نہ دیجیے۔ شام کو دیجیے جلدی کیا ہے سوچ لیجیے مگر غور و تامل کے ساتھ۔

نواب۔ انشاء اللہ شب مین جواب دونگا۔

اَلْعَالَمُ مُتَغَیِّرٌ

عربی مدرسہ مین کوئی طالب علم ایسا نہوگا جس نے اس جملے کو نہ پڑھا ہو اور جسنے اُس کے گہرے معنی سے اپنے نازک دل کو متاثر نہ کیا ہو۔ درحقیقت جو تبدیلیان قدرتی طور سے آنا فانا ہوتی جاتی ہین

وہ قدرت کی نیرنگیوں اور بوقلمونی کا ایک حیرت انگیز آئینہ ہین دُور
کیون جایئے ہمارے وجود ہی کی مثال لیجیے۔ غور کیجیے تو معلوم ہوگا
کہ کیا کچھ تبدیلیاں نہین ہوئین مگر ہم ایسے بے خبر ہین کہ کچھ بھی خبر
نہین بچپن کا زمانہ کچھ دُور نہین گیا۔ پہلے اُسی کا خاکا کھینچیے جب ہم
پیدا ہوئے ہم کو دنیا و مافیہا سے کچھ غرض نہ تھی اور بالکل واقف نہ تھے
کہ ہم کون ہین۔ اور کس باغ کی کلی ہین اور آیندہ چلکر گل کی صورت
مین کھلین گے۔ اور اپنی خوشبو سے ایک عالم کو معطر کرین گے۔
جس وقت ہم پیدا ہوئے دُودھ پینے کے سوا اور کچھ کام نہ تھا
جب بھوک زیادہ ستاتی تھی تو ہاتھ پاؤن مار کر بسور کر اور پھر بیقراری
سے روکر اپنی درد بھری آواز سے اپنی مان کے دل کو بےچین کرکے
اُس کی یاد کو تازہ کرتے تھے کہ اس وقت ہمکو تمہاری مدد کی ضرورت
ہے۔ اگر تم نے اس وقت خبر نہ لی تو معلوم نہین ہم پر کیا گزر جائیگی۔
اور پھر ہم نہ کسی کے سنبھالے سنبھلین گے اور نہ کسی کے منائے
منین گے اور اگر تم بھی ہاتھ لگاؤ گی تو قابو مین نہ آئین گی۔ اور اگر تم
ہماری دلی خواہش کو پورا کیے بغیر ہمکو جھولے مین ڈال کر اور لوریان

دیکر اور تھپک کر چاہو گی کہ ہم سو جائیں تو ہم ایسے نہیں ہیں کہ تمہاری
باتوں میں آجائیں بلکہ ہم پر اس کا یہ اثر ہو گا کہ ہم اور بھی زیادہ مچلیں گے
اور روئیں گے اور چلائیں گے۔ جس سے تمہارا پُرمحبت دل اور بھی
بے چین ہو جائے گا۔ پس اگر اپنی اور ہماری خیر چاہتی ہو تو جو ہمارا
منشا ہے اسکو پورا کرو۔ اور سُنیے اگر کبھی فتور ہضم کے باعث پیٹ
میں درد ہوا تو رات بھر ماں کی گود میں بسورتے روتے چلاتے
پڑے رہے۔ ماں کی مامتا بُری ہوتی ہے وہ اپنے پیارے جگر
کے ٹکڑے کی جب ایسی حالت دیکھتی ہے تو آپے سے باہر ہو جاتی
ہے۔ دوا درمن کی سوجھتی ہے۔ وید۔ حکیم۔ ڈاکٹر سے رجوع
کرتی ہے اگر ہاتھ میں پیسا نہیں ہوتا اپنا زیور۔ یا جو کچھ اثاثہ ہوتا ہے
اُسکو فروخت کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہے اُسکو یہ بھی پروا نہیں
ہوتی کہ آج تو گزر جائے گی کل کیا ہو گا۔ نہیں نہیں وہ اپنے ہونہار
لخت جگر نورِ نظر کی سلامتی کے مقابل اپنی دولت یا ثروت یا زندگی
کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتی۔ کیا اس سے بھی اُسکو تسکین ہوتی ہے
نہیں نہیں۔ دیکھتی ہے کہ دوا نے بھی اثر نہیں کیا اور اُس کے

ننھے پیارے نورِ نظر کی بیتابی اور بیچینی بدستور ہے۔ فال کھلوانے کی سوجھتی ہے۔ نجومی سے ستارون کے اثرات دریافت کرتی ہے اگر کوئی منحوست ستارے کی بتائے تو اُس کا دفعیہ پوچھتی ہے۔ نظر بد کے خیال سے مسجدون مین نماز کے وقت لیجا کر دم کراتی ہے ٹونے جادو شیطان کے وہم کا بھوت جو سر پر سوار ہوتا ہے تو ملا عامل کی تلاش مین دربدر پھرتی ہے۔ بہرحال جب تک ہمارا رونا موقوف نہ ہو اور نہ اُسکی آغوشِ محبت مین میٹھی نیندون آرام نہ لین اُس کی آنکھونکو نیند حرام اور اُسکی زندگی بیکار ہو جاتی ہے۔

یہ زمانہ ہمارا خدا خدا کر کے اسیطرح ہزارون آفتون اور مصیبتون کی گتھیون مین اُلجھتا ہوا گزر جاتا ہے۔ مگر صرف ہم ایک ہین کہ بیخبر ہین۔ اگر یہ ساری سرگزشت ہم اپنے ہوش مین آکر نہ سُن لیا کرین تو ہمکو خبر بھی نہ ہو کہ کیا گزری۔

اسکے بعد ہم چلنے پھرنے لگتے ہین۔ اور کچھ باتین کرنا بھی شروع کرتے ہین۔ اُفتان وخیزان اُس زمانے کو بھی گزار دیتے ہین اور وہ بھی ایسا تیز پر ہو کر اُڑ جاتا ہے کہ نہ دیکھنے والون کو خبر ہوتی ہے

اور نہ ہم کو۔

اب عالم شباب کا دور ہے یہ وہ دور ہے کہ مستی اسکی غاشیہ بردار۔ غرور اسکے تاج کا درِ شاہوار۔ بے پروائی اسکی ادا خود پرستی اسکے حسن کا غازہ۔ غصہ اسکے در کا دربان اس موسم مین ہر چیز بہار ہے اور ہر بات بادِ نسیم کا جھونکا۔ اسکی محفل مین سوا بادہ و صراحی و نقل و گزک کے کوئی دوسرا بار نہین پاتا۔ حسن پرستی اس کا شعار۔ بی تکلفی اسکی عادت۔ شرارت اسکی خو۔ عاشقی اسکا ایمان۔ ایک شباب اور صدہا برائیاں گھات مین اور ہزارون خرابیان قابو جو کہ گرواہ رہے انسان تیری ہمت کا کیا کہنا تو بھی عجب طلسم کا پتلا ہے کہ تو تنِ تنہا ان ہزارون حیرت ناک چمپون اور زہریلے دشمنون کا مردِ میدان بنکر مقابل ہوتا اور بالآخر اس سخت مہم کو بھی سر کرتا ہے مگر عجب لطف ہے کہ کرنے کو سب کچھہ کرتا ہے مگر اسکی اصلا خبر نہین ہوتی کہ کیا ہوا اور کس طرح یہ میدان تیرے ہاتھہ رہا۔ اسی طرح مہد سے لیکر لحد تک بے انتہا بھلائیون اور برائیون کا سامنا ہوتا ہے۔ اور ہر ایک بھلائی اپنی دلفریب صورت کی جھلک دکھلا کر اسکو آئینۂ حیرت

بنا دیتی ہے۔ اور سامنے سے گذرتی جاتی ہے۔ اور ہر ایک برائی اپنی مہیب شکل دکھا دکھا کر ڈراتی ہے اور بالآخر رسٹ جاتی ہے۔ مگر ہم ہین کہ سوداگر کی طرح گھوڑے بیچکر سوئے ہین۔ بظاہر آنکھین کھلی ہوئی ہین۔ مگر حقیقت مین خواب غفلت کی دریا مین غوطہ لگا رہے ہین۔ ہان اس عقدے کو وہی حل کر سکتا ہے جسنے اس مشکل راہ کو طے کیا ہو وہی اس پہیلی کو بوجھ سکیگا جو اسکی اصل سے واقف ہو وہ کون؟ جسے نامرادیون سے سابقہ پڑا ہو۔ جب تک نامرادیون سے سابقہ نہ پڑے۔ اور اُس کے زخم نہ کھائے جائین کسی وقت کسی طرح زمانے کی تبدیلیون کی قدر نہین ہو سکتی اور العالم متغیر کے معنی سمجھ مین نہین آسکتے۔ ہجر کی رات کس طرح گذری اُسکی آنکھون سے پوچھیے جسنے تارے گن گن کر۔ کروٹین بدل بدلکے صبح کی ہو۔ وطن کی راحتین اور تسکین بخش زندگی کا مزہ اُس سے پوچھیے جس نے سفر کیا ہو۔ اور غریب الوطنی کے چرکے کھائے ہون۔ منزل دور۔ راستہ ناہموار۔ ہر ہر قدم پر ٹھوکرین تلوے خارون کے طلسم سے زخمی۔ آفتاب کی تمازت سر پہ سایہ کیے ہوئے

پیاس کی شدت سے قیامت کا دن یاد آتا ہے۔ بیکسی پر رونا آتا ہے۔ بے بسی دل بٹھائے رہتی ہے۔ دولتمندی کی قدر و منزلت وہ لوگ کرسکتے ہیں۔ جنھوں نے مفلسی کا مزہ چکھا ہو۔ اور تنگدستی کے باعث زندگی سے تنگ آگئے ہوں۔ گدائی کا لطف اُسیکو آتا ہے جس نے بادشاہی کی راحتوں دلفریب صورتوں کو اپنا خوشنما منظر بنایا ہو۔

بہرحال جس تن لاگے سو تن جانے کہ اس عالم میں تغیرات کسطرح ہوتے ہیں اور ہم اپنی زندگی کس طرح بسر کرتے ہیں۔

کل یوم ھو فی شان کے معنوی اسرار کو جاننے والوں کے نزدیک اس عالم کا انقلاب ایک حیرت فزا سین ہے۔ ہر وقت اور ہر آن ہمارے وجود عنصری اور عقل اور خیال میں تبدیلیاں واقع ہوتی رہتی ہیں۔ ایک تجلی زائل۔ اور دوسری اُسکے مقابل نازل ہوئی۔ لیکن رائی تجلیۂ زائلہ کو تجلیۂ نازلہ سے تمیز نہیں کرسکتا بہت ہی غور اور سمجھ کی بات ہے کہ جب انسان اپنے عنصری پتلے کے تغیرات بدیہیہ اور انقلابات علانیہ کو غور اور خوض سے دریافت نہیں

ہر روز وہ ایک نئی شان میں ہے ۱۲

کر سکتا۔ اُن سے واقف نہین ہو سکتا تو عالم کے تغیرات کو کیونکر پہچان سکتا ہے۔ ہر شخص ناحق و ناروا بخت کا گلہ اور زمانے کی بیوفائی۔ اور زوالِ دنیا کی شکایت کرنے پر کمربستہ مستعد رہتا ہے۔ لیکن روشن دماغ اور صاحبِ فہم و ذکا اس فکر مین رہتے ہین کہ جو انقلابات ہوتے جاتے ہین اور جن کا ہونا لازمی ہے اُنسے مقابلہ کرین تو کس تدبیر سے اور اُن کو رفع دفع کرین تو کیونکر جان جوکھون مین ہے اور کشتی منجدھار مین پھنسی ہوئی ہے۔ بادِ مخالف کے جھونکے ہر طرف سے زور زور سے تھپیڑے مار رہے ہین اور موجین اُٹھ اُٹھ کر بھائین بھائین کر رہی ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دم کے مہمان ہین مگر کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کیا کرین اور کس طرح اس سفینے کو کنارے لگائین۔

پس اسی طرح سے ہمارا نوجوان نصیر خیالات کے انقلاب اور وہم و گمان کی صورت کی تبدیلیون مین غور کرتے کرتے اُکتا گیا تھا۔ اب کہین اُسکی عقلِ سلیم نے اُسکو خبردار کیا کہ بیفائدہ اپنے وقت کو ضایع نہ کر۔ جو تدبیر اپنے حصولِ مقصد کے لیے کی

ہے اُسکے نتیجے کا انتظار کر۔ اگر خدانخواستہ اس میں کسی طرح کی ناکامی پیش آئے تو پھر تدبیر کی کمند کو مضبوط پکڑ کر کوشش کے بالاخانے پر چڑھ جانا۔ اتنے میں خانساماں نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ پانچ بجتے ہیں۔ شام کی ہواخوری کے واسطے گاڑیاں حاضر ہیں کیا حکم ہوتا ہے۔

نصیر نے حکم دیا کہ برخاست کی جائیں۔ اور آپ بالاخانے سے اُتر کر۔ بعد وضو کے عصر کی نماز ادا کی اور تبدیل لباس کے بعد اپنے دوستوں سے باتیں کرتا ہوا پائیں باغ میں ٹہلنے لگا۔

نواب کیا کر رہے ہیں

ہمارے نواب ذیشان نے جب سے اپنے فرزند کا خط پڑھا ہے ملول ہیں کبھی تو وہ مغلوب الغضب ہو کر رفع فکر کی تدبیر کرنے سے عاجز آجاتے ہیں اور کبھی وہ اپنی عقل سلیم کے مشورے سے اس بات کو مان لیتے ہیں کہ میاں نصیر نے اپنے بیاہ کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ صحیح ہے۔ بیشک اُن کو ایسی ہی

لائق اور فہمیدہ اور سنجیدہ بیوی ملنی چاہیے۔ جسکے ساتھ وہ اپنی عمر کے طولانی زمانے کو مسرت اور شادمانی اور راحت و آرام سے گزار سکین۔ غرض اسی حیص بیص مین شام تک اپنے پرویٹ روم مین تنہا بیٹھے رہے۔ اور کئی بار زنانے مین گئے۔ اور اپنی بیوی سے مختلف پیرایون مین رائے دریافت کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بیوی نے قطعی طور پر اپنے فرزند دلبند کے ارادے کی تائید کی۔ اور پوری طرح سے اُسکی ہم خیال ہوگئی اب تو چار و ناچار ہمارے نواب ذیشان کو یہ کہہ کر

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

اپنی رائے بدلنی پڑی۔ باہر دربار عام مین برآمد ہوئے اس وقت شب کے آٹھہ بجے ہین۔

دیوان خانے مین سوا پیرمرد (جگت نانا) اور قلندر شاہ کے کوئی حاضر نہین ہے۔ ان دونون نے نواب کی خدمت مین کورنش کا گلدستہ پیش کیا۔

نواب بہت آؤ بھگت سے ان کے ساتھ پیش آئے۔ پوچھا

کہ نانا ابھی آپ مکان نہین گئے۔

پھیر ھرو۔ قبلہ دراصل میرا مکان یہی ہے۔ وہ تو کرائی کا مکان ہے اگر آج سے یہ کرائی کا مکان سمجھا گیا ہے تو بندہ اُس مکان کو مول لے لیگا۔

نواب۔ (مسکرا کر) بیشک یہی آپکا مکان ہے۔ اور آپ صاحب خانہ۔

پھیر ھرو۔ اللہ تمہین دیرگاہ سلامت رکھے۔

قلندر۔ (نواب سے) کیون قبلہ حاجات مزاج شریف ناحق آپنے اپنی طبیعت پر بار ڈالا آج تمام دن ہلوگون پر گران گزرا

نواب۔ ہان بیشک مجھے بھی گران گزرا۔ مگر الحمد للہ مین نے اُس مقدمے کا فیصلہ کرلیا۔ (جگت نانا کی طرف دیکھ کر) جائیے اپنے ننھی جان (جنٹلمین) نصیر کو مژدہ پہونچا دیجیے کہ ہم نے اُنکی درخواست بطیب خاطر منظور کی۔

پھیر ھرو۔ (اُچھلکر) قربان احسانت شوم۔ واللہ اس وقت دل سے دعا نکلتی ہے کہ خدا تعالی تم کو از آنچہ شاید محظوظ واز آنچہ نشاید

محفوظ - ہمیشہ بامراد رکھے - اور تم سوا سو برس اپنی آل اولاد کے سر پر
با فتح و نصرت قائم رہو -

قلندر - مین بھی آپ کا ہم زبان ہون - آمین (نواب کی طرف متوجہ
ہوکر) بڑی دانشمندی کی - ورنہ بہت سی اُلجھنین پڑتین -

نواب - ہان مین نے بھی یہی خیال کیا کہ کیون ایک خفیف
معاملے مین اور وہ بھی ایسا جو اُسی کی ذات سے متعلق ہے اور
جس مین اُسی کو نباہنا ہوگا مین دخل دیکر نشانۂ ملامت بنون -

یہ کہہ کر تینون تناولِ طعام کے لیے روانہ ہوے اور دسترخوان
پر بیٹھے -

پیرمرد - آج دسترخوان کا نصیبا جاگا ورنہ اکثر یہی پر آپ براجا
کرتے تھے -

نواب - نہین کبھی یہ اور کبھی وہ -

قلندر - چاہیے بھی یہی -

پیرمرد نے جیب سے ڈبیا نکال کر افیون کھائی - اور تر نوالے
اُڑانا شروع کیے -

نواب۔ (قلندر سے) اُستاد! صبح کو مین آپ سے پوچھنا چاہتا تھا۔ کہ ازل اور ابد کے معنی اصطلاحِ صوفیہ مین کیا ہین۔ لیکن ہمارے حضرت (پیر مرد کی طرف اشارہ کر کے) یہ کیا تشریف لائے سارا مزہ کرکرا ہو گیا۔

پیر مرد۔ واہ یہ نہین کہتے کہ بادولت واقبال کے باعث اس وقت آپ خوش خوش چکنے چپڑے نوالے اُڑا رہے ہین یہ تو فرمایئے کہ آپ کو اور رفیق صاحب کو آجکل تصوف کا شوق کیون چرایا ہے

نواب۔ بھئی واللہ مین تصوف کا قائل نہ تھا مگر جیسے جیسے مین اسکے نکات سے واقف ہوتا جاتا ہون میری دلچسپی بڑہتی جاتی ہے

قلندر۔ جسنے پیدا ہو کر اس علم سے فائدہ نہ اُٹھایا اور عملاً اس کا کچھ نتیجہ حاصل نہ کیا اُسکی زندگی بیکار ہے۔

نواب۔ مجھے بالکل اتفاق ہے۔

قلندر۔ (نواب سے) ہان فرمایئے کہ کیا سوال تھا آپ کا۔

نواب۔ ازل اور ابد کے معنی اصطلاحی عُرفا اور صوفیہ کے نزدیک کیا ہین۔

قلندر - ازل مرتبۂ ذات ہے اور ابد مرتبۂ صفات - وجود اور عدم کے اصطلاحی معنوں میں بہت فرق ہے -

نواب - وہ کیا

قلندر - وجود ظہورِ ذات با اسما و صفات کو کہتے ہیں - اور عدم کتمانِ اسما و صفات در ذات کو - اور یہی وجود جو ظہورِ ذات ہے ہستِ محض ہے - اور ظہور ظہورِ اسما - غور کا مقام ہے کہ جب وجود و ظہور کی یہ معنی ہیں تو پھر ہم کہاں رہے - مگر اللہ اللہ سید علی ہمدانی کا ایک شعر یاد آگیا کیا خوب کہا ہے -

لہ ظہورِ تو بمن است و وجودِ من از تو
فلست تظہر لولای لم اکن لولاک

سبحان اللہ - میاں کے بھی کیا رنگ ہیں - واللہ بہروپیے کا ٹھاٹھ ہے - ہر وقت ایک نیا سوانگ ہے - اسپر بھی - لہ واللہ بکلِ شیءٍ محیط کا حکم ہے -

نواب - اُستاد پھر یہ کیا جھگڑا ہے - کافر و موسن کا - اسلام کو تیرہ سو برس ہو چکے - مگر اسکا فیصلہ نہوا کہ در اصل کافر کون ہے اور موسن

لہ ترجمہ - ظاہر ہونا تو اگر تم ہوتا یعنی میں ہوتا ہوں اگر ہوتا تو ۱۲

لہ اور اللہ کل ہر چیز کو احاطہ کیے ہے ۱۲

کون - اسلام مین بھی تہتر فرقے ہین - اور ہر ایک اپنے کو ناجی
کہتا ہے - اور ایک دوسرے کو اپنے مقابلے مین مردود اور کافر
سمجھتا ہے تو پھر دوسرے مذاہب کا کیا شمار

پیر مرد - آئین وہ کون مسلمان ہوگا جو مسلمان کو کافر کہتا ہوگا -

نواب - شیعون سے پوچھیے کہ دل سے وہ سُنّت جماعت کو
کو کیا سمجھتے ہین - اور آپ اپنے دل سے پوچھیے کہ شیعون کی نسبت
کیا خیال ہے -

قلندر - خیر جسکا جو جی چاہے سو کہے - مگر حقیقت مین یہ ہے کہ فَمِنْکُم[۵۱]
کَافِرٌ وَمِنْکُم مؤمن -

مذاہب کی تعداد جسقدر بڑھے گی - اُسی قدر ایسے جھگڑے ہوتے
جائینگے مگر قدرت مین دخل کسکو ہے - اُسکو خود منظور ہے کہ لوگ
جھونک رہے ہین - بمصداق اَلطُّرُقُ[۵۲] اِلَی اللّٰہِ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ -

پیر مرد (قلندر سے) باتین بہت بگھار رہے ہو - مگر ہمارے سوال کا

---

۵۱ ترجمہ اور تمھین مین سے کافر اور تمہین مین سے مومن ہین ۱۲-

۵۲ ترجمہ - اللہ کی طرف کے راستے اتنے ہی ہین جتنے خلائق کے نفوس ہین ۱۲-

جواب دو جب جانین ہر ایک چیز کے لیے کے وجود ہین۔

قلندر۔ اللہ اللہ۔ مینڈکی راز کام پیدا شد۔ سبحان اللہ سوال بھی کیا بھاری کیا۔ واللہ صدقے جائیے آپ کی عقل کے۔

پیرمرو۔ کیون کیا بیوقوف ہین ہم۔ جب جواب نہ سوجھا تو اناپ شناپ بکنا شروع کر دیا۔

قلندر۔ درست بجا ارشاد ہے۔

نواب۔ (قلندر سے) اُستاد سوال کا جواب دے دیجیے نا

قلندر۔ بہت خوب (پیرمرد کی طرف متوجہ ہوکر) سنو میان اول تو یہ شعر جو آپ ہی کے لیے کسی شاعر نے موزون کیا ہے سُن لیجیے۔

سَلِ المَصَانِعَ رُکْبًا تَهِیْمُ فِی الفَلَوَاتِ

تو قدر آب چہ دانی کہ بر کنارِ فراتی

اب سنیے۔ ہر شے کے لیے چار وجود ہین۔

(۱) وجودِ ذہنی (۲) وجودِ علمی

۱؎ سوال کر تو حوضون کا الیسی سوارون سے جو پیاسے سرگردان ہین جنگلون مین۔ ۱۲

(۳) وجود لفظی (۴) وجود کتبی

پیرمرد - واللہ بات تو ٹھیک بتلائی۔ مین نے خیال کیا تھا
کہ قلندر کا ہاڑ فقط دیکھنے کا ہے۔ مگر نہین ظالم ہے کام کا۔

قلندر - آداب عرض پیر و مرشد۔ سرفراز ہوا۔

پیرمرد - ارے میان قلندر۔ یہ تو بتلاؤ کہ جہان ہم تھے وہان تو
ہم نے تمہاری صورت بھی نہین دیکھی تھی۔ پھر یہان کیون کر آموجود
ہوئے۔

قلندر - ہنسکر بندہ تو وہان تھا۔

من آن وقت بودم کہ اسما نبود
نشان از وجودِ مسمّٰی نبود

پیرمرد - خوب۔ اب تو اور بھی بڑھ گئے ذرا چونچ سنبھال کر
سُنا نہین کہ منصور کا کیا حال ہوا۔

قلندر - کیا ہوا۔ معراج نصیب ہوئی۔

نواب (قلندر سے) یہ تو فرمائیے اُستاد کہ ہمارے قرآن
مین چار کتابون کا ذکر ہے اور چار ہی پیمبر صاحب کتاب مانے

جاتے ہین۔ باقی جو اور پیمبر دوسرے اقوام مین ہوے ہونگے اور اُن قومون کو بھی دعویٰ ہے کہ ہوے ہین تو پھر اُن کی نسبت صوفیہ نے کیا فیصلہ کیا ہے۔

قلندر۔ صوفیہ مانتے ہین اور کیون نہ مانین قرآن خود شاہد ہے اس کا[له] كُلٌّ آمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۔ یہان تو حکم ہے کہ جسقدر رُسل ہوے ہین۔ اُن مین فرق نہ کرو۔ علاوہ اسکے سمجھ مین بھی آنیکی بات ہے کہ[٥] لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی تو فرمایا ہے کہ[٥] جَعَلْنَا لِكُلٍّ مِّنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا

پیرمرد۔ سچ ہے بھئی ہم بھی مانتے ہین اور کیون نہ مانین کہ ہمارے شیخ حضرت **غوث علیشاہ** مرحوم فرماتے تھے کہ کل اقوام مین جو ایک ہادی ہوتا آیا ہے اُسکو پیغمبر کہنا بیجا نہین۔ اس لیے کہ پیغمبر اُسی کو کہین گے جو خدا کی توحید کی اشاعت کے لیے مقرر کیا

له ترجمہ۔ سب نے مانا اللہ کو اور اُس کے فرشتون کو اور کتابون کو اور رسولون کو۔ ہم جدا نہین کرتے کسی کو اُسکے رسولون مین۔ ٥ ترجمہ۔ ہر قوم کے لیے ہے راہ بتانیوالا۔ ٥ بنائی ہم نے تم مین سے ہر ایک کے لیے ایک شریع اور ایک راستہ ۔ ۱۲

گیا ہو۔ باقی تو جھگڑے ہین۔ موت کے بعد فیصلہ ہو گا کہ کیا معاملہ ہے
قلندر۔ ہے تو یوہین۔ کہ موت کے بعد معلوم ہو گا۔ مگر موت ہمارے
نزدیک ہے ہی کیا۔ مرتفع ہونا تعینات سے یا دوسری معنی یہ سمجھو
کہ تجرد اور غنا امورِ حسیہ اور اشغالِ دنیوی سے۔

پیر مرد۔ ارے بھئی یہ بعض بعض فرقے کچھ ایسے دہریے ہین کہ
ان باتون کو مانتے نہین۔ جی چاہتا ہے کہ اُن کی خبر لون۔ اور کچھ
نہ بن پڑے تو خوب بے نقط سُنا کر جی ٹھنڈا کرون۔

قلندر۔ خبردار ایسی بے وقوفی نہ کرنا۔ تمھین اس سے کیا۔ کوئی
مانے یا نہ مانے۔ پیمبر تو سب کو اپنا ہم خیال نہ کر سکے تم کس کھیت
کی مولی ہو۔ اب رہا کسی کو بُرا کہنے کو جی چاہتا ہے تو اس مین
خوبی کیا ہوئی۔ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِهَا اِنَّ رَبِّیْ
عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ[1] اُسکے قبضہ قدرت مین ہے ہدایت وضلالت
براین ہم نہ سمجھکر کسی نے کسی کو بُرا کہا تو گویا اپنے آپکو کہا۔

[1] ترجمہ۔ کوئی نہین پاؤن دھرنیوالا مگر اس کے ہاتھہ مین ہے چوٹی اُسکی
بیشک میرا رب ہے سیدھی راہ پر۔

وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِہٖ[1] ۔ اسکے معنی ایک وقت پیر و مرشد قبلہ فرماتے تھے کہ کوئی چیز اپنے خدا کی تسبیح خوانی اور حمد سے خالی نہین ۔ چونکہ ذات حقیقت ہے دوجہان کی ۔ اس لیے اگر کسیکو بُرا کہا تو گویا اپنی ہی بُرائی کی ۔ اور تعریف کی تو اپنی ۔

مولانا فرماتے ہین ۔

ظلِ اعیان اند ارواحِ ہمہ　　ظلِ ارواح اند اشباحِ ہمہ

بازا سماظلِ ذاتِ مطلق اند　　بازاعیان ظلِ اسما حق اند

فارغی گر مردی وگر ویستی　　گر بدانستی کہ ظلِ کیستی

نواب ۔ ماشاء اللہ ۔ آپکی معلومات تصوف مین بہت بڑھی ہوئی ہے الحمد للہ جو وقت گزرا بہت اچھا گزرا ۔ اور ہم مستفید ہوے ۔

قلندر ۔ اللہ خوش رکھے ۔ آپکی مزاج مین تلاش ہے انشاء اللہ جو یندہ یابندہ ۔ اب خاصے سے سب صاحبون نے برخاست کی اور قلیان کشی کے بعد نواب محل مین سدھارے ۔ شب بخیر ۔

---

[1] اور نہین ہے کوئی شے لیکن تسبیح کرتی ہے اُسکی حمد کی ۱۲

نواب کے گھر لکچر

اس وقت ٹھیک ساڑھے چار بجے ہین - آفتاب جہان تاب اپنے آسمان کے تین حصے کا دورہ ختم کرچکا ہے - اب اسکی شعاعون مین کسی کے نیر اقبال کی طرح گرمی بڑھتی جاتی ہے مگر بخت عدو کی مانند اس کا رنگ پھیکا پڑ رہا ہے - اور کسی عاشق دلگیر کی مانند رنگت مین زردی مگر سنہراپن لیے ہوے زیادہ ہو رہی ہے ایسے وقت مین ہمارے ہیرو نواب ذیشان کے گھر مین احباب کا جمگھٹا ہے حسب معمول سب اپنی اپنی کرسیون پر بیٹھے ہوے ہین - ہمارے ہیرو نواب اس جلسہ کے صدر نشین ہین - اور حسب ذیل تقریر کر رہے ہین -

حاضرین -

"آج کے روز جس غرض سے آپ صاحبون کو تکلیف دی گئی ہے غالبًا وہ آپ سے پوشیدہ نہین ہے - آپکو خوب معلوم ہو گا کہ غرۂ رمضان ۱۳۲۶ھ سنہ ہمارے پیارے محبوب البلاد کی آبادی کے

تباہ کرنے مین ایک قیامت کا دن تھا۔ یہ دن صدیون تک تاریخ کے صفحون مین سیاہ حروف کی گھنگور گھٹا بنکر مطلع امید پہ چھایا رہیگا۔ اور ہمارے آیندہ نسلون کے نازک دلون پر جنھون نے آرام و آسایش کے سائے مین پرورش پائی ہوگی رنج و غم کے اولے برسائے گا۔ اس مین شک نہین کہ اس قیامت خیز طوفان کے باعث ہمارے شہر کی رونق پھیکی پڑ گئی۔

یا تو اس ملک کے ہونہار دلفریب جوبن پر ایک عالم کی آنکھین فدا ئی اور والہ و شیدا تھین۔ اور اُسکے حُسن خداداد کو دیکھ کر آئینے کے مانند محو حیرت بن جاتی تھین۔ یا اب وہی ملک ہے کہ اُسکے اطراف و اکناف مین سوا کھنڈرون کے جو نا امیدو لون کے ٹکڑون کی طرح بکھرے ہوئے نظر آتے ہین۔ خوشنما منظر کا میلون پتا نہین ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ جب مکانون کی رونق پر پانی پھر گیا تو اُن مکانون کے مکین فی صدی دس ہاتھ پاؤن مار کر اس طوفان عظیم کے نہنگ آسا دہن سے بچ کر نکلے ہونگے

کیا یہ یقین ہو سکتا ہے کہ اس سے زیادہ جانون نے موت کے
پنجے سے نجات پائی ہو۔ نہین نہین۔ تقریباً چار پانچ ہزار مخلوقِ
خدا زن و مرد۔ جوان۔ بوڑھے۔ بچے مع اثاثہ و زیور
اور روپیہ پیسہ وغیرہ ہمیشہ کے لیے غریقِ رحمت ہو گئے۔ اس
آفتِ آسمانی کے نازل ہونے سے مخلوق کی سراسیمگی اور آہ و زاری
پردہ نشین نیکبخت بیبیون کی کوچہ گردی جن کے تلوون
نے اپنے گھر کے مردانے کے دروازے کی خاک کو بھی مس نہ کیا
ہو گا دل کے ٹکڑے کیے دیتی تھی۔ اور ہر ایک کی آنکھون مین
غم و الم کا ایسا ابر چھایا ہوا تھا کہ دنیا نظرون مین تیرہ و
تاریک ہو گئی تھی۔

ہم لوگون کو یقین ہو گیا تھا اور بڑے بڑے دانشمند اس
حادثے کے باعث اپنی راے قایم کر چکے تھے۔ کہ اب شہر کی حالت
نازک ہو گئی اور اس کی ترقی کے آفتاب کو خدانخواستہ
زوال دیکھنا نصیب ہو گا۔ اور ریاست اس آفتِ آسمانی کا
کوئی بدلہ نہ کر سکے گی۔ اور رئیس خدا رکھے ہمارا محبوب بادشاہ

بارِ امانت کے ساتھ اس دُکھ کے بوجھ کو بھی سبنھال نہ سکے گا تدبیروں
کے نشان نقشِ قدم کی طرح مٹ جائین گے اور واقعی اس وقت کا
سمان ایسا ہی تھا کہ جو کچھ مین عرض کر رہا ہون اس مین مبالغے کا
ذرا بھی رنگ نہین ہے۔ لیکن لا[1] تقنطوا من رحمۃ اللہِ۔ لاکھہ لاکھہ
شکر ہے اُس خدا کریم و رحیم کا بمصداق رحمتی[2] وسعت علی
غضبی۔ سولی کی بلا کانٹے پر گئی۔

یہ سمجھنا چاہیے کہ جو کچھ ہوا وہ ہمارے بُرے اعمال کی سزا کچھ بھی
نہ تھی۔ ورنہ ہمارے اعمال ہمکو ڈبونے کے لیے ہر طرح سے مستعد
ہو چکے تھے۔ اس وقت **فضل الٰہی** ہمارے آڑے آیا کہ ہماری
کشتی کو اُس طوفان کی منجدھار سے کنارے لگانے کے لیے
ایک ایسے ناخدا کو چالیس سال پہلے ہی سے خلق کر کے ہماری جان
و مال کا محافظ بنا دیا جسکی ہمین اصلا قدر نہ تھی۔ وہ کون ناخدا ہے
یہ وہی ناخدا ہے جو **محبوب القلوب** ہے یعنی **فتح جنگ**

---

[1] نا امید نہ ہو تم اللہ کی رحمت سے ۱۲

[2] میری رحمت میرے غضب سے وسیع ہے۔ ۱۲

نظام الملک آصفجاہ سادس نواب میر محبوب علیخان بہادر تاجدارِ دکن نصیبے کا سکندر خاندانِ آصفی کا انمول گوہر۔ اقبال واجلال کی گود دن مین پلا ہوا۔ دولت کے گہوارے مین جہولے ہوے۔ صداقت اور حقیقت کے مدرسے مین تعلیم پائے ہوے۔ عقل کا تاج زیبِ فرق کیے ہوئے رفعت اور علو سے مرتبت کے تخت پر بیٹھنے والا۔ جسکی عقل کے دربار کے اراکین۔ متانت خاموشی۔ تحمل۔ عدل وانصاف کھوٹے کھرے کے پرکھنے والے اُسکے مشیر۔ امید اُسکی دولت کی باندی۔ سخاوت اُسکے دستِ کرم کی ایک لکیر قدردانی اُس کے آفتابِ جوہر کی ادنی ضو قسمت اُسکے آسمانِ بخت کا ایک نیّر سلطنت کی داغ بیل اُسکے قدموں سے سرسبز قصرِ سلطنت کی بنیاد اُسکی حکمت آمیز راے کے زرین کے طفیل سے مستحکم۔ مآل اندیشی اُسکی دوربین فتح ونصرت اُسکے جلو کا پرچم شفقت دل کا پرتو راستی زبان کا ادنی معجزہ

شجاعت ظفر آب طبع کا ادنیٰ جوہر۔ غرض ایسے مجمع صفات بادشاہ ظل اللہ کو ہماری ڈوبتی کشتیون کا ناخدا بنانا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ رعایا پروری کا ثبوت اُن سے بڑھ کر اس زمانے مین کوئی تاجدار نہین دے سکتا۔

الغرض ہمارے بادشاہ ظل اللہ اپنی پیاری رعایا کی مصیبت سے جسقدر متاثر ہوئے۔ اور اُسکی خبرگیری مین جو مستعدی اُن سے بہ نفسِ نفیس ظاہر ہوئی وہ اور کسی سے ممکن نہ تھی۔ اعلیحضرت کے مراحم کی بارش نے سوکھے ہوئے دلونکو سرسبز اور شاداب کردیا۔ ملازمانِ اقدس کی ہمت نے جو کوہ تمکین ہے رعایا کی جانون کو بچانے کے لیے کمر مضبوط باندھی اور دستِ کرم نے خزانون کے مُنہ کھولدیے۔ شفقتِ شاہی نے حکم دیا کہ بے دریغ روپیون کا منہ برساؤ۔ اور اس طوفان کے مصیبت زدون کو مالامال کردو۔ پھر کیا تھا۔ چارطرف لنگرخانے مقرر ہوگئے۔ ہزارہا ہلیے کھانا روزانہ پک کر تقسیم ہونا شروع ہوگیا۔ اور دسترخوانِ کرمِ شاہی سے

ہزارہا بھوکے سیر ہونے لگے۔ اور ننگوں کو تن پوشی کے لیے پارچہ اس قدر مرحمت ہوا کہ جیب و داماں کو پیوند لگانے کے لیے بھی ایک پارہ ملنا مشکل ہوگیا۔ آپ کے صلح کل مشرب نے کافر و مومن کو ایک گھاٹ پانی پلایا۔ اور یقین دلایا اور ثابت کردیا کہ ایسا غیر متعصب اور خدا ترس بادشاہ ان صفات سے موصوف دکن کو آج تک میسر نہین ہوا۔

آمدم برسر مطلب۔ بہرحال ہمارے بادشاہ ذیجاہ نے اپنے امکان بھر اپنی رعایا کے نقصان کی تلافی کے لیے کوئی تدبیر اٹھا نہین رکھی۔ بجز اسکے کہ جانون کی تلافی مین جو اقتدار بشر سے خارج ہے آپ بھی مجبور ہین۔ آیندہ بھی آپ ہی کی ہمت کی بدولت خدا برکت دے۔ اس ملک کی رونق پھر ویسی ہی ہوجائے گی جسطرح پہلے تھی مگر ہم جانثارون کو چاہیے کہ ایسے وقت مین جبکہ ہمارا بادشاہ بذات خود ہم لوگون کے واسطے دامے درمے سخنے ہر وقت دستگیری اور امداد کے لیے آمادہ ہے ہم بھی حصہ لین۔ اور اپنے خدمات سے ملک کو فائدہ پہونچائین۔

لہذا مین امید وار ہون کہ آپ لوگ اپنے ملک کی مصیبت زدہ مخلوق کے لیے چندہ دینے مین عالی ہمتی ظاہر فرما کر اس بندے کو ممنون منت فرمائین گے۔

اس وقت ہم جو کچھ خدمت کرین گے یہ دراصل غیر کی خدمت نہین ہے اور نہ کسی غیر کی امداد۔ بلکہ یہ یقین کر لینا چاہیے کہ ہم اپنی آپ مدد کر رہے ہین۔

اب مین اپنی تقریر کو مختصر کر کے اس دعا پر ختم کرتا ہون۔ کہ رب العزت ہمارے بادشاہ اور شاہزادون اور شاہزادیون کے عمر و اقبال مین ترقی دے۔ اور ایسے ہی عدل و انصاف اور مراحم اور مکارم کے ساتھ عمر دراز پائین۔

ما از تو بہ خوریم تو از عمر برخوری

مین دوبارہ آپ صاحبون کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ آپ نے بڑی مہربانی کی جو اس قدر دور دراز مقام پر تشریف لا کر ممنون منت فرمانے کے علاوہ اپنے ملک کے ساتھ اظہار ہمدردی فرمایا۔

اس تقریر کے ختم ہونے کے بعد خوشی کے نعرے بلند ہوئے

اور چندے کی فہرست کھولی گئی۔

میاں نصیر جو ہمارے ہیرو کے فرزندِ ارجمند ہیں اُنہوں نے چندہ دینے میں اپنی فراخ حوصلگی کا اظہار کیا۔ اور باقی حاضرین نے بھی اپنے اپنے حوصلوں کا جوہر دکھایا اور سخاوت پر کمر باندھی جسکے باعث ایک معتدبہ خلافِ توقع چندہ اس چھوٹی سی مجلس میں جمع ہوا اور اس کے بعد جلسہ برخاست۔

ہید بد صبح کلہ بستہ سحاب
الصّبوح الصّبوح یا احباب

صبح بہار

آج کی مبارک صبح ہمارے ہیرو کے فرزندِ دلبند میاں نصیر کے لیے نہایت مبارک ہے۔

• آفتاب برجِ مسرت سے شادمانی کا ارغوانی لباس پہنکر بصد کامرانی جلوہ افروز ہوا ہے۔ اسکی سُنہری دل لبھانے والی کرنوں میں جوشِ مسرت کے باعث کسی قدر تیزی ہے۔ اور یہ آبدار شعاعیں

بانکی اداؤن کی طرح چمکتی جاتی ہین۔ اسکی خوشگوار گرمی جو سردی کا
پہلو لیے ہوے ہے بنی نوعِ انسان اور وحوش وطیور کو فرحت
بخش رہی ہے۔ اور شبنم کو جو تمام شب گلون کے رخسار اور پتّون
کے دامن پر اپنے جوبن کا لطف بہار دکھا رہی تھی اب یہ گرمی اپنے
جذبِ مقناطیسی سے حرفِ غلط کی طرح مٹاتی جاتی ہے۔
اب ان کرنون کی جھلک پھولون کے عارض پر غازے کا کام کر رہی
ہے۔ اور ان متوالے مست سرشار پھولون کو جو اپنی اپنی گردنین
جھکائے ہوے کسی آتشین رخسار کے تصور مین مراقبہ کر رہے
تھے۔ ہوشیار کر رہی ہے۔ طیور بفرطِ شادمانی اپنے خالقِ بیچون
وبیچگون وحدہٗ لاشریک کے کرم اور اُسکی مہربانی پر کلیلین کرتے
ہوے اور اپنی اپنی زبانون مین خوش الحانی اور سُریلے نغمون
کے ساتھہ درختون کی ٹہنیون کو مسندگاہ بنا کر پاک پروردگار
بے نیاز کی نعمتون کا شکریہ ادا کر رہے ہین۔
امیر فقیر اپنے اپنے گھرون سے بادِ بہاری کی طرح نکل کر راستون
سے گزر رہے ہین۔ باغبان کیاریون مین پھولون کے اشنان کی

لیے فواروں کے ذریعے سے پانی پہونچانے مین مصروف ہین۔

نوجوان حسین دلفریب پھولون کے درختون کے پاس جمع ہین۔ تاکہ اُن کو گلدستی کی شکل مین مرتب کر کے کسی کے سامنے مبارک باد کی تقریب مین پیش کرین۔ اور کچھ کسی عروس اور نوشہ کے لیے مبارک سہرون کے گوندھنے کی فکر مین ہین۔ اور آپس مین چھلین کرتی ہوئی مذاق دل لگی سے بلبلون کو ستارہی ہین اور مستانہ لہجے مین گا گا کر کلیان چُنتی جاتی ہین۔ اور ایک دوسرے کی طرف مخاطب ہو کر یہ کہتی ہین۔

گوندہ لا ری مالن پھولونکا سہرا
آج بنا بنری کو مبارک ہو

برہمن اپنے اشنان سے فارغ ہو کر ٹوکری ہاتھ مین لیے ہوئے کیاریون مین پھر رہے ہین اور اُن کلیون کو چن رہے ہین جو پھولون کی سیج سے گل و بلبل کی ناتفاقی کے باعث جدا ہو کر تمام رات تارے گن گن کر کیاریون کے فرش پر کروٹین بدلتی رہی ہین

یہ کلیان شوالون مین بتون کے گلے کا ہار ہونیوالی ہین۔

ایسے مبارک وقت مین ہمارے جگت نانا۔ ظرافت کے پتلے میان نصیر کے باغ کے دروازے پر نسیم کے جھونکے کی طرح آپہونچے۔ اور بلا تکلف اُس محل کے دراندڑے مین جا براجے جو میان نصیر کا دولت خانہ ہے۔ اور یہان تھوڑی دیر کے بعد وہ رشک آفتاب اپنے مطلع ایوان سے جلوہ افروز ہونے والا ہے۔ میان نصیر کے خانسامان نے جگت نانا کو جو دیکھا فوراً دوڑ کر آیا۔ اور بہت ہی ادب سے سلام کر کے کہا۔ کیا عرض کراؤن کہ آپ تشریف لائے ہین۔

پیرمرد۔ نہین صاحب ابھی کاہیکو عرض کراتے ہو۔ ابھی دو چار پہر ہمین سو لینے دو۔

خانسامان۔ کیا نانا خفا ہو گئے اتنی ذرا سی بات پر ایسا ہوا تو ہماری زندگی کیونکر ہوگی۔

پیرمرد۔ بھلے آدمی۔ پھر یہ پوچھنے کی کونسی بات تھی جبکہ تم بچشم خود دیکھ رہے ہو کہ مین آیا ہون تو عرض کرنے کے لیے مجھ سے اجازت

لینے کی ضرورت کیا تھی

خانساماں۔ ابھی عرض کرواتا ہوں معاف فرمایئے۔ مگر اتنا یہ تو فرمایئے کہ بیٹا یا بیٹی۔

پیر مرد۔ یہ معمّی ہیں سمجھا نہیں۔

خانساماں۔ واہ پیرو مرشد۔ مجھ غلام سے بھی راز۔ اتنا بوڑھا ہو گیا (نصیر کے والد کی طرف اشارہ کر کے) میاں کے والد کو گود دن کھلایا اور خدا عمر دراز کرے۔ صاحبزادے کو (یعنی میاں نصیر کو) گود دن کھلایا۔ اور آپ بھی دیکھتے آرہے ہیں کہ یہ غلام جان نثار راز دار رہا ہے۔ پھر غلام ہی سے اگر راز رہے ہے تو بس آپکی قدردانی کا حال معلوم ہو چکا۔

پیر مرد۔ ارے میاں عرض تو کرواؤ۔ یا باتیں ہی بگھارو گے۔ بھلا سپاہی کسی کام میں جائے اور فتح نہ پائے۔ بیٹی کیا معنی۔ بیٹا بیٹا۔

خانساماں۔ (بفرط مسرت اچھلکر) الحمدللہ۔ پیر مرد کے قدم چوم کر کیا کہنا نانا۔ اللہ تمھیں سوا سو برس سلامت رکھے۔

پیر مرد - آمین - نوی کے قریب تو ہمارا سن ہی ہو گیا۔ سوا سو برس خواہ مخواہ جینگے - پھر تمہاری دعا کس کام کی - یہ کہو کہ آج کی تاریخ سے سوا سو برس -

خانساماں - توبہ توبہ معاف کیجیے - آج کی تاریخ سے سوا دو سو برس -

پیر مرد - (دونوں ہاتھ اٹھا کر) آمین اللہ تمہاری دعا قبول کرے

خانساماں نے دوڑتے ہوئے جا کر - کال بل (یعنی برقی گھنٹی) بجائی اور ماما کے محل میں سے آتے ہی کہا کہ سرکار سے جا کر عرض کرو کہ جگت نانا آئے ہیں - سرکار جلد برآمد ہوں -

بڑھیا ماما - کیوں - ایسی کیا جلدی ہے - (آواز سے) بیٹھنے دو بڑھے موے کو -

پیر مرد - کیوں ری نگینہ - یاروں کو موا کہتی ہے -

نگینہ - کس کا میاں - اپنی جورو کا میاں ہوگا -

پیر مرد - پہلی جورو تو تو ہی ہے - فرشتوں نے عقد پڑھایا تھا -

نگینہ - چل بڈھے اُلو - کیا بکتا ہے - جو تی سنبھال -

پیر مرد۔ تجھے چھیڑ کر گالیاں سننے کو جی چاہتا ہے۔ بخدا تیرے منہ سے پھول جھڑتے ہیں۔

نگینہ اچھا ٹھہر۔ مزہ بتاتی ہوں یہ کہہ کر اندر گئی۔

تھوڑی دیر کے بعد نصیر با توقیر باہر برآمد ہوئے۔ مصاحبین اور حاضرین ادب سے آداب بجا لائے۔ پیر مرد نے دعائیں دیں

نصیر۔ (پیر مرد کی طرف مخاطب ہو کر) نانا کو سلام ہے۔

پیر مرد نے جھک کر سلام کیا۔ اور دعائیں دیں۔

نصیر۔ پیر مرد کا ہاتھ پکڑ کر پرائیویٹ روم میں لے گئے۔

پیر مرد۔ کیوں میاں نصیر! تم بڑے باتقدیر ہو۔ اللہ کرے تمہارا اقبال ایسی ہی اوج موج پر رہے۔ تمہارے اور ارادے بھی ایسے ہی خدا بر لائے۔

نصیر۔ (خوش ہو کر) الحمد للہ۔ نانا اس وقت تم نے جی خوش کر دیا۔ مگر خدا کے واسطے جلد کہو کہ والد نے کیا فرمایا۔

پیر مرد۔ اجی میاں۔ تمہارے والد تو بہت ہی بگڑے تھے۔ مگر خدا کی قسم میں بھی جان پر کھیل گیا۔

نضیر۔ مجھے یقین تھا کہ یہ کام آپ سے نکلیگا۔

پیر مرد۔ یہ تمہاری قدردانی۔ اور میرے سپاہی پن کا رُعب (مُونھ چھوٹا
پر تاؤ دیکر) واللہ آخر سپاہی زادہ اور ہاشمی النسل ہون اور جگت
مین ایک۔

نضیر۔ بیشک۔ ہر کہ شک آرد۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

پیر مرد۔ بس میان۔ تمہارے والد کے انکار نے تن بدن مین
آگ لگا دی۔ مین بھی نعل در آتش ہو گیا۔ آنکھون سے چنگاریان
اُڑنے لگین۔ دل توے کی طرح جلنے لگا۔ اور کلیجا غصے کی گرمی
سے دہکنے لگا۔ دماغ مارے گرمی کے آفتاب نصف النہار کی طرح
تپنے لگا۔

نضیر۔ واہ نانا کیا ضلع جگت کہہ رہے ہو۔ واللہ موتی سے پرو رہے ہو۔

پیر مرد۔ میان۔ عالم فاضل ہون۔ گو دون دیگر تعلیم نہین پائی۔ میرے
اُستاد بڑے جید عالم تھے۔ مگر میری لیاقت کے لوہے کو مانتے
تھے۔ کہتے تھے کہ میان تیرے علم کی تیغ اپنے اچھون کو مقابلے
مین زیر کر دے گی اور جو منھہ چڑہیگا کھیت رہیگا۔ تیری تلوار کی مار

حریف کے گلے کا ہار ہو گی-

نصیر - یہ بھی خوب - مگر للہ ترسائیے نہین فرما دیجیے کہ آخر کیا ہوا

پیر مرد - کیا ہوا - بہت کچھ تمہارے والد نے اُڑن گھائیان بتائین مگر بندے نے ایک نہ مانی - آخر جب مجھ سے تنگ آ گئے تو **قلندر** اور **رفیق** سے مشورہ کیا - رفیق تو نوجوان لڑکا کچھ کہہ نسکا مگر قلندر گھاٹ گھاٹ کا پانی پیے ہوے - صاحب جوہر فولاد ہمت طبیعت کا تیز گرم و سرد زمانہ کی سان پر چڑھا ہوا - اور پھر لفاظی مین اُستاد کیا بلکہ شمشیر برہنہ خنجر کی چال چلنے والا - ایک زمانہ اُسکا بھی لوہا مانتا ہے - وہ وہ جوڑ توڑ کیے کہ ہر بات نشتر - اور ہر فقرہ خنجر تھا - آپکے والد کے بھی اوسان خطا ہو گئے مگر مین بفضلہ تعالی کہین نہ چوکا بات بات مین نوک کی لیتا رہا - اپنے دل مین مین نے یہ سمجھ لیا کہ بہت ہوا یہ تلوار کی طرح کھینچ جائین گے تو کیا - مین بھی اپنی بہادری کو سپر بناؤن گا - آخر یا تو سر نہین یا سر وہی نہین لیکن میان - قربان اپنے مرشد کے اُنھون نے دعاے سیفی کی اجازت دی تھی - اُسکا وِرد کرتا ہوا گیا - الغرض جب کسی طرح کوئی داؤ پیچ نہ

بن پڑا اور ہر بات اُن کی کٹتی گئی اور کوئی وار گلے کا ہار نہوا۔ تب
تو گھبرا کر میاں مٹھو اندر زنانے مین سدہارے۔ خدا تمہاری والدہ
کو سلامت رکھے وہ بھی اللہ رکھے پٹھان کی دختر۔ میان کے
دم مین نہ آئین۔ آخر اس چال ڈہال سے گفتگو کی کہ تمہارے
والد کے دل پر خدا رکھے بیگم صاحبہ طال عمر ہا کا قبضہ ہوگیا وہان سے
بھی نڈہال ہوکر باہر آئے ہم دونوں سمجھ گئے کہ میان وہان بھی گھاٹے
مین رہے۔ لیکن بہت ہی کوفت اُٹھائی۔ چہرے کا رنگ سُرخ
ہوگیا۔ آنکھون کے گلابی ڈورے ہمارے اوسان کو قتل کرتے
پر آمادہ ہوگئے تھے۔ بارے ہم نے مصلحتِ وقت سمجھ کر زیادہ
بھڑکا کر طبیعت کو سان دیکر اور تیز کرنا مناسب نہ جانا۔ تمام دن اُدھر
وہ بھی خاموش رہے اور ادھر ہم بھی سمجھ گئے کہ معاملہ سنگین
ہے اور میاں جی بھرے بیٹھے ہین ایسا نہ ہو کہ نفع در کنار لوٹے
مین رہین۔ یا تدبیر کا نشانہ خطا کر جائے یا تقدیر کی رنجک
کو لوہا چاٹ جائے۔ شام تک دم سادھے رہے مگر جوڑ توڑ کرتے
رہے کہ وقت پر نشانہ جواب کا خالی نہ جائے۔ بارے بفضلہ تعالےٰ

پیرون کی امداد کام آئی۔ پنجتن کی نذر مین نے مانی تھی۔ انشاءاللہ
ادا کرونگا۔ شب کے آٹھ بجے جب خاصے کے لیے باہر آئے
تو دیکھا کہ طبیعت کا بلبل پر کھولے ہوئے ہے کچھ چہکنا چاہتا ہے۔
ہم دونون پرانے بڈھے بھانپ گئے کہ ہما دام مین آگیا۔ پھر
کیا تھا مین نے وہ چکنی چپڑی باتین کین گویا روغن قاز مل دیا۔
اور سمجھ گئے کہ طوطی ہاتھ آئی۔ آخرش ہنس کر مجھ سے کہہ دیا کہ
بھئی تمہارے غنٹل جان (غنٹلمین) نصیر کی درخواست ہمنے
قبول کی۔ جا کر کہدو کہ مبارک۔ مین نے اور قلندر شاہ نے دعائین
دین۔ بہت دیر تک چہل پہل رہی کوئی اڑہائی گھنٹے دسترخوان پر
بیٹھے رہے۔ قلندر نے معرفت کی دُکان کھول دی۔ اس کثرت
سے آپ نے توحید باری کے متعلق بیش بہا مضامین اور احادیث
اور عربی جملے تمثیلاً پیش کیے کہ مین تو بس محو ہی ہوگیا۔ مجھے
اپنی خبر ہی نہ تھی۔ لیکن جب آپے مین آیا تو فوراً ایک سوال
جڑ دیا۔ اول تو قلندر بہت کچھ بغلین جھانکا۔ بہت کچھ شکلین اور
صورتین جواب کی ذہن مین تلاش کین۔ مارے بوکھلاہٹ کے

رنگ پھیکا ہوگیا۔ لیکن آخر سے استاد سنبھلا جو کچھ جواب دیا اُس نامعقول نے معقول جواب دیا۔ اپنے سخن کے قاعدہ کلیہ کو ٹوٹنے نہیں دیا لیکن کلام کا طول اور عرض ایسا تھا گویا شیطان کی آنت۔ بہرحال جُزءً و کُلاً جو کچھ موتی پر دیئے سب انمول تھے۔

نصیر۔ نانا بڑی مہربانی آپکی اور قلندر صاحب کی۔ جو مجھ ناچیز کے لیے اس قدر زحمت اُٹھائی۔ اور مجھے کامیاب ہونے کا موقع دیا مگر اس وقت زیادہ تر لطف آپکی اس بات چیت مین آیا کہ کوئی فقرہ ضلع جگت اور استعاری سے خالی نہ تھا۔ اللہ رے حافظے۔ اور ماشاءاللہ بڑی لیاقت۔ سچ یہ مین نے کبھی آپکو اس قدر شستہ اور پاکیزہ تقریر کرتے ہوئے نہین سُنا۔

پھیر مرد۔ میاں تمہاری قدردانی سے تم سے زیادہ لائق کون ہے تمہاری قدردانی سے جی بڑھ جاتا ہے۔ اللہ تمہین سلامت رکھے مگر اب گیارہ بجا چاہتے ہین۔ (جماہی لیکر) دیکھو نشہ ٹوٹا۔ بس اب تر نوالے کھلواؤ۔ اور انعام دو۔ مگر یاد رہے کہ قلندر کو کچھ نہ دینا۔ اُسکا حصہ بھی بادولت کے ہی نذر کرنا۔

نصیر۔ بہت خوب۔ والد میرے اُستاد بھی ہین۔ فنِ شعر مین انھین
سے تلمذ ہے۔ اُن کے ساتھ احسان فراموشی کس طرح کرون
پیر مرد۔ ہان دو چار روپے دیدو۔ مگر باقی ادھر۔ کیون میان اب
کیا دیر ہے چٹ منگنی اور پٹ بیاہ۔ جب پیل ہنڈھی چڑھے ہے اُس
وقت ایک ہزار کا توڑا لونگا۔ اور مابدولت کی بڑھیا کا جوڑا پانسو کا۔
نصیر۔ نہین اُن کا جوڑا بھی ایک ہزار کا ہی ہوگا۔
پیر مرد۔ یہ فضول خرچی کام کی نہین۔ پانسو کا جوڑا کافی ہے باقی
نفقہ علیہ السلام کا خریطہ ایک ہزار کا اُس کے علاوہ۔
نصیر۔ انشاء اللہ اس مین سر مو فرق نہ ہوگا۔
پیر مرد افیون کھانے گئے اور میان نصیر اپنے والد کی خدمت
مین سپاس نامہ لکھنے کے لیے رائیٹنگ روم مین جاکر میز پر بیٹھے۔

امید کی بہار

اس وجودِ عنصری کی زمین مین قسم قسم کے تخم بوئے جاتے
ہین۔ اور وہ اپنے اپنے موسم مین اگر اچھی طرح سے پرورش پاتے

ہین تو پھوٹ کر ابھرتے اور پھولتے پھلتی ہین۔ ورنہ کوپلین پوہین مُرجھا کر رہجاتی ہین۔ خصوصًا اس سرزمین کی ہوا امید کی پرورش کے لیے نہایت موافق ہے اسکی سرسبزی گلشن روح کے لیے باعث تازگی اور موجب زندگی ہے۔ دل ہمیشہ دعائین دیتا ہے کہ اسکو خدا سرسبزی نصیب کرے۔

اُمید درحقیقت ایک رفیق با توفیق اور ہمدم ہے۔ بہرحال ہر آن۔ ہروقت ہر زمانے مین وہ ہمارے سائے کی طرح ہمارے ساتھ ہے۔ ایک دم جدا ہونا پسند نہین کرتی۔ اسی سے دماغ کا باغ تازہ۔ دل کا ایاغ مسرت سے لبریز۔ حرص کی عمر دراز۔ ہوس کا بول بالا۔ خواہشون کی مرادین پوری۔ تمنائین مرفہ الحال خیال کی وسعت کا دامن اسی کی بدولت پھیلا ہوا۔ کامیابیون کی ترغیب اسی کی تحریک کا نتیجہ ہے غرض خوشحالی کا باغ ہردم اس کا منظر بنا رہتا ہے۔ شاہ و گدا۔ مرد و زن۔ پیر و جوان سب اس کے احسانمند۔ دولتمند کی دولت کتنی ہی بے شمار ہو مگر اسکو ترقی کی امید ضرور ہوگی۔ اگر کوئی کلفت زدہ ہے اسکو

قوی امید ہے کہ یہ کلفت ایک روز راحت سے مبدل ہوگی۔
چاہے کسی کام مین کوئی آفت کا مارا فلک کا ستایا بدبختی کے
باعث کیسا ہی ناامید ہو جائے۔ مگر پیاری امید اُسکو ڈھارس دیکر
دل بڑھاتی ہے کہ خبردار قدم پیچھے نہ ہٹے۔ ہمت کی کمر مضبوط
باندہ کر پاے استقلال اس راستے مین گاڑ دے۔ کوہ تمکین بنجا
دیکھ پھر مین تیری رفاقت کیسی کرتی ہون اور تجھے کامیابی کی منزل
تک کس طرح پہونچاتی ہون اللہ اللہ یہ سحر سامری کا پُتلا۔ مانی وقت
بہزاد زمان جادو نگار مصور ایک نہ ایک تصویر دلفریب سحر آمیز
کھینچکر سامنے پیش کردیتا ہے۔ جسکے دیکھنے کے ساتھ ہی خیال
پکا ہو جاتا ہے کہ خواہ مخواہ یہ صورت مقصد اور کامیابی سے ضرور
ہم آغوش کرے گی۔ مثل مشہور ہے۔ آسا جیے۔ نرآسا مرے
جو اسکا نیازمند ہوا۔ وہ ضرور بے نیازی کا رتبہ حاصل کرے گا۔ جو اسکا
کشتہ ہوگا۔ وہ اکسیر کا درجہ پائے گا۔ جو اس کا بیمار ہوگا وہ ایک
دن بیشک مسیحا کہلائیگا۔ جو اس کا غلام ہوگا وہ کبھی نہ کبھی تاج شاہی
زیب سر کرے گا۔ جو اس کا گھائل ہوگا وہ مردانگی کا تمغہ حاصل کریگا

جو اس کی چال سے پسکر سرمہ بنیگا وہ ضرور منظورِ نظرِ حسینانِ جہان ہوگا۔ جو اس کے ہاتھوں پسا ہوا وہ ضرور دستِ حنائی کا جوبن ہوکر رہے گا۔ اسکا مشغلہ سب مشغلوں سے بہتر اس کا درد سب دردوں سے بڑھ کر اس کا زہر آبِ حیات سے خوشتر۔ اس کا سہارا بے سہاروں کے لیے پشتہ بوڑھوں کے واسطے عصا ۔ جوانوں کے لیے تیغ ۔ بچوں کے واسطے دل بہلانے کا کھلونا سب لوگ ہر حالت میں اُسی کی خیر مناتے ہیں اور دم بھرتے ہیں تو اُسی کا۔ ورنہ ایک لمحہ بھی جینا اجیرن ہو جائے۔ مگر یہ امید ایسی چالباز عیّار ہے کہ دوستی کے پیرایے میں کبھی کبھی دھوکا بھی دے جاتی ہے ۔لیکن انسان اس کے پُرفریب دھوکے کو دھوکا سمجھتا ہی نہیں۔ ایسا دلدادہ اور گرویدہ و فریفتہ ۔ والہ و شیدا ۔ از خود رفتہ ہو جاتا ہے کہ اس کی ہر ادا پیاری معلوم ہوتی ہے۔ اسکے غمزے پر جی قربان ۔ اسکے ناز کا دل فدائی۔ اسکے عشوے کی آنکھ مرہونِ منت ۔ غرض اسکی بہار بےخزان ہوتی ہے۔ حضرت دل سلمہ اللہ تعالےٰ ۔ اسکی شرابِ محبت سے ایسی متوالے

پہنچاتے ہین کہ اپنے آپ کو بھول جاتے ہین - اور جو لوگ اسکی
مستی کو پی جاتے ہین وہ نیک و بد کو انجام بینی کی عینک سے
بھی تمیز کر سکتی ہین - پس اس امید کی بہار لوٹنے کا مستحق ہمارے
نواب کے فرزند دلبند نصیر سے زیادہ کون ہو سکتا ہے - جو
ایسے عالم شباب مین متانت اور سنجیدگی - اور دُور اندیشی -
اور فہم و فراست - تحمل - صبر و استقلال سے امرا سے دربار
کو اپنا مشیر بنا کر ہر ایک کام کرتا ہے - اور عاقبت کار بمضمون
انا فتحنا لك فتحاً مبینا - تیغ اور دیگ دونون اس کے ہاتھ
رہتی ہین - جسوقت پیر مرد (جگت نانا) قصہ پیغامبری ختم کر چکے
تو میان نصیر نے اپنے والد کی خدمت مین سپاس نامہ لکھا جسکا
مضمون ذیل مین درج ہے -

قبلہ و کعبہ

آستان بوسی - اسیوقت میان عبدالصمد عرف جگت نانا تشریف
لائے - اور مژدہ جان فزا سے اس نیازمند خاکسار کے خزان
رسیدہ دل کو بہار تازہ بخشی - فدوی کے قلم مین اسقدر طاقت

کہاں کہ حضرت کے الطاف و کرم کے عوض شکریے کی نذر پیش کر سکے۔

اور نہ زبان کو یارا ہے کہ حضرت کی بندہ نوازیوں کی ثنا و صفت میں رطب اللسان ہو۔ البتہ دل اس دعا میں مصروف ثنا ہے

خدایا تو این سایہ پایندہ دار

درحقیقت اس وقت حضرت نے اس ناچیز کی شادی کے مسئلے پر دوبارہ غور فرمانے کی تکلیف جو گوارا فرمائی وہ فدوی کی صحت کے حق میں معجزہ ثابت ہوئی۔ اگرچہ اس معاملۂ کتخدائی میں خادم کی جانب سے جو سبادرت ہوئی وہ سراسر داخل گستاخی تھی۔ لیکن سوا اسکے کوئی ذریعہ نہیں تھا کہ خادم اپنے جذبات دلی کا اظہار کر کے حضرت کو اپنے حالِ زار کی طرف متوجہ کرے۔ فدوی بکمالِ ادب امیدوار ہے کہ بمصداقِ

از خوردان خطا و از بزرگان عطا

فدوی کی گستاخی اپنی عطا اور کرم اور محبت پدری کے تصدق میں معاف فرمائی جائے گی۔ زیادہ کیا عرض کیا جائے۔ صداقت

آپکا وفادار اطاعتگذار فرزند

نصیر

یہ خط صاف کرکے پیر مرد کے حوالی کیا۔ اور کہا کہ نانا۔ یہ خط والد بزرگوار کی خدمت مین پہونچا دینا۔ اور قدمبوسی عرض کرنا۔

(پیر مرد حقہ پیتے ہوئے) کیا میان یہ سپاس نامہ ہے۔

نصیر۔ جی ہان سپاس نامہ۔

پیر مرد۔ زندہ باش۔ چاہیے بھی یہی تھا۔ اسوقت حقی کا دم کیا لطف دے رہا ہے۔ اِسکے مقابل شہنائی کیا چیز ہے۔ طوطی ہزار داستان ہے کہ بول رہا ہے۔

نصیر۔ نانا۔ واقعی خمیری کی خوشبو نے دماغ معطر کردیا۔

پیر مرد۔ میان بسم اللہ ایک دو کش آپ بھی لیجیے۔ یہ سب آپکے دم کی سلامتی سے کے ساتھ ہے اور ما بدولت تو آپ ہی کا دم بھرتے ہین۔ اور کیون نہو شریف زادے ہین۔

(موچھون پر تاؤ دیکر) الحمد للہ۔ عالی دُودمان سپاہی ہون۔ یہ کہکر خط لے لیا۔ اور کہا میان الحمد للہ تمہاری سلامتی ہین آج سویرے

سو پرے ترنوالے اڑائے۔ اور حقے کے دم بھی لگائے۔
گلوری بھی کھائی۔ اور دشمنون کا خون کیا۔ اب خط لیکر
ستک جانا ہوگا۔ مگر خالی ہاتھ جانا۔ گویا نیک شگون کا خون کرنا
ہے۔ ادھر بڑھیا مکان پہونچتے ہی جیبین ٹٹولتی ہے۔ اگر خالی
دیکھے گی تو سوختہ دل ہوکر دل ہی دل مین جل جائے گی اور تودۂ
خاک بنجائے گی۔ بلکہ آوازے کسے گی کہے گی کہ بس ایسے نواب کی
رفاقت اور نتیجہ یہ کہ جیب خالی کی خالی۔ واللہ شرم سے مجھے
پانی پانی ہونا پڑیگا۔ اور اگر کچھ جیب کا منہ زر علیہ السلام سے
بھرجائے تو پھر کیا ہے۔ خشک و تر پر اپنا قبضہ ہے۔

نصیر۔ (ہنسکر) نانا۔ تمہاری باتون مین عجیب دلچسپی ہے۔ اور ضلع جگت
تو سونے پر سہاگا۔ بسم اللہ یہ لیجیے۔ پانچ اشرفیان نکالکر دین۔
پیر مرد نے دعائون کا تار لگا دیا اور خط لیکر روانہ ہوئے۔

مشاعرہ

اس وقت شب کے ۸ بجے ہین۔ شب چہاردہم کا جوبن بہار افروز

ہے۔ چاند نے اپنے چمنِ دلفریب سے آسمان کے تمام ستارون کو محوِ حیرت کر دیا ہے۔ اسکی صورت زیبا پر چاندنی کی صاف شفاف روپہلی چادر وہ کام کر رہی ہے۔ جو شمع کے ساتھ فانوس کرتا ہے۔ اور اسکے عکس نے تمام عالم کو منور کر دیا ہے جنوری کا مہینہ ہے۔ گرمی کسی قدر شروع ہو گئی ہے لوگ اس چاندنی کی سیر کرنے کے لیے وُرانڈون مین اپنی اپنی چار پائیان بچھا کر کام دھندے سے فارغ ہو کر کھانا کھا کر اپنے بیوی بچون کو لیے ہوے۔ چاندنی مین دل بہلا رہے ہین ایسے پُر فضا بہار افروز وقت پر ہمارے ہیرو نواب ذیشان کے گھر بزم مشاعرہ قرار پائی ہے۔ یہ مشاعرہ عام نہین خاص ہے۔ ورانڈے کے سامنے کی جو زمین ہے وہان سفید چاندنی بچھائی گئی ہے چند کافوری شمعین اور ماہی بتیون کے لیمپ دھرے ہوے ہین لیکن اُن کی روشنی کو فروغ نہین ہوتا۔ چاند کے حسن کے مقابل اُن کا رنگ پھیکا پڑ گیا ہے۔

سوڈے کے شیشے برف مین ٹھنڈے کیے جا رہے ہین کہ قہقہا

ضرورت معزز مہمانوں کی پیاس کی گرمی کو ٹھنڈا کریں۔

کل تعداد حاضرین کی نو ہے گویا عروسِ محفل کے بازو کے نورتن ہیں۔ شہنائیاں جن میں خمیرے کے توتے سلگے ہوئے ہیں۔ محفل میں دَورہ کر رہی ہیں۔ معزز مہمان نواب یعنی میزبان ذی شان کے ذم کی خیر منا رہے ہیں۔ لیکن فلکِ حقہ بازِ تفرقہ پرداز کی نظر بد اسطرت لگی ہوئی ہے۔ وہ اشارہ کر رہا ہے کہ یہ محفل جو چار عناصر کی طرح یکجا ہو کر آراستہ ہوئی ہے اور گلدستہ بن کر معدنِ زیب و زینت ہو رہی ہے۔ ایک چشم زدن میں پھول کی پنکھڑیوں کی طرح تتر بتر ہو جائے گی۔

اس طرف احباب کا شیرازۂ خاطر چونکہ دلی کی وجہ سے مربوط بندھا ہوا ہے فلکِ کجرفتار کے اس منصوبے سے واقف ہو کر زبانِ حال سے کہہ رہا ہے کہ

دو دل یک شود بشکند کوہ را

کیا مجال ہے کہ فلکِ تفرقہ پرداز کا منتر چل سکے۔ دونوں کے ایک ہونے سے جب پہاڑ کا توڑنا آسان ہے تو اس موقع

پر جہاں احباب کی جوگنی تعداد نے یک روح و ند قالب ہوکر ایکا کر لیا ہو۔ وہاں اس کی چال کبھی فتنہ بپا نکر سکیگی۔ چرخ چنبری کی نیرنگیاں اس یکرنگی کو کبھی نقصان نہیں پہونچا سکیں گی۔

الغرض ایسے سہانے وقت میں ہمارے **نوابِ ذیشان** جو میرِ مشاعرہ ہیں۔ محفل میں جلوہ افزا ہوکر رونقِ بزم ہوے۔ دفعتاً احباب میں اُٹھو اُٹھو۔ استقبال کر کے لاؤ کی صدا بلند ہوئی۔ اور سب اُٹھ کھڑے ہوے۔ تعظیم کو جگہ ملی اور داخل محفل ہوے۔ ادب نے آواز دی کہ نگہ رو برو۔ اور تہذیب نے پکار کر کہا کہ آداب بجا لاؤ۔ سب نے حسبِ مراتب رسمِ سلام ادا کی۔ نوابِ ذی شان نے بطیب خاطر سلام کا جواب حسبِ مراتب ادا فرمایا۔ اور ہر ایک کی مزاج پُرسی کر کے شمع بزم کی طرح میرِ محفل ہوکر مسند پر جلوہ افروز ہوے۔ اس محفل میں دو چار نامی شعرا بھی ہیں۔ (۱) **ظہیر** دہلوی (۲) **رسا**۔ نے محفل میں سیدھی جانب جگہ پائی ہے۔ ایک **ذوق** مرحوم کی یادگار اور اُستاد **داغ** کے ہمعصر۔ دوسرے اُستادِ داغ کے خوشہ چینوں سے۔

یہ دونون باغ سخن کے گل لالہ ہین جو اپنی خوشبو سے حاضرین کے دماغ کو معطر کرین گے۔

راوی۔ اُستاد داغ کے نام کو ساتھہی ہماری پیمانہ چشم اشک غم سے لبریز ہو گئے۔ کلیجے پر اُن کی جُدائی کا جو داغ تھا وہ آتش غم سے سپند ہو کر پھٹنے لگا۔ اللہ اللہ داغ نے دوست دشمن سب کے دلون کو فرقتِ دائمی کا داغ دیا۔ وہ کونسا دل ہوگا جسپر داغ کی عام مقبولیت کا سکہ نہ بیٹھا ہو۔ یہ فرد لاجواب تھی۔ صدیون اسکا جواب نہ ملیگا۔ اس مین شک نہین کہ اپنے فن کا خدا تھا حُسنِ کلام کی نقاشی سے نوکِ قلم عاجز۔ سلاست طرز بیان پر قربان۔ محاورون کے مقابل ناطقہ گنگ۔ تلاش مضامین کا وہ حال کہ جب بحرِ تفکر مین غوطہ لگایا وہ گوہر نایاب ڈھونڈھ کر نکالا۔ جو دوسرونکو نصیب نہ ہوسکتا تھا۔

نازک خیالی اپنے ہاتھ سے اپنے حُسن کی بلائین لیتی تھی۔ رنگینی عروسِ سخن کے ہاتھ کی حنا تھی۔ ہر حال مین بے مثل اور لاثانی فرد تھی۔ جسکا مرثیہ اہلِ سخن کی محفل مین صدیون تک پڑھا جائیگا

آمدم بر سر مطلب -

ظہیر - ذوق مرحوم کے گویا مثنیٰ ہین - کلام مین پختگی - کہنہ مشقی نو مشقون کی مشق کو زیر مشق سمجھتی ہے - بلاغت مین اپنے اُستاد سے حصّہ پایا ہے - معنی آفرینی مین کمال رکھتے ہین -

رسا - ان کا رنگ جُدا دیکھیے گا - کلام مین سلاست مگر نئی ایجاد کے ساتھ محاورے مین اپنے اُستاد کی ملک سے حصّہ پایا ہے نوجوان طبیعت تیز ہوتی ہے لطف کلام سے سامعین کا ذوق دُونا ہوتا ہے -

راوی - ان صاحبون کی خدمت مین ہمارا بھی سلام کوئی پہونچا دے ان کے بعد نواب کے دوست رفیق یہ نوجوان ہین - کلام مین بھی شباب کا رنگ ہے محفل کی بائین جانب اختر مینائی اور جلیل لکھنوی نے جگہ پائی ہے -

اختر - امیر مینائی کے خاندان کے روشن ستارے جن کو الولد سر لابیہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا -

دوسرے جلیل ہین - امیر مرحوم کے شاگرد رشید - انہون نے

اپنے اُستادزادے کی توقیر اور عزت کے لحاظ سے ادباً اپنا نمبر اُنکے بعد رکھا ہے۔

یہ دونون ایک ہی حُسن کی بہار ہین۔ اور ایک نخل کی دو شاخین۔ ایک ہی گُل کی دو پنکھڑیان۔ ایک ہی روح کے دو قالب۔ یہ دونون نئے نئے رنگ کے پھول باغِ سخن سے چُنکر نئے ڈھنگ کے گلدستے اس محفل مین سجائین گے۔ شاہدِ سخن کو بلاغت کا زیور پہنانا انھین کا کام ہے نئی تراشون کے موجد لطفِ خیالات سے مست کردینا انکے بائین ہاتھ کا کھیل ہے۔ تیزیِ فکر سادگی کا رنگ لیے ہوئے جُدا ساقی بن بن کر دَورِ جام مین سرمست ہوگی۔ بلند پروازی آسمانون کے تارے توڑیگی۔ یہ اپنی آبائی میراث پائے ہوئے ہین۔

راوی۔ ہم پھر السلام علیکم کہتے ہین۔

انکے بعد **قلندر شاہ**۔ پہلو دبائے بیٹھے ہین جیسی ان کی عمر پختہ اور تجربہ پختہ۔ کلام بھی ویسا ہی پختہ۔ اس میدان کے پہلوان ہین۔ جس بزم مین جگہ پائی گویا لبلبی گھونسا بنکر رہے۔ **قاآنی**

کے خاندان سے انکو دولتِ سخن مین حصہ ملا ہے۔ کلام بلیغ ہے اور بلند پروازی کہتی ہے۔

عنقاے نظر بلند پرواز

بندش چست۔ کلام مین رعایت لفظی ایسی گویا چولی دامن کا ساتھ شاعری مین صاحبِ فن۔

انکے بعد عبد الصمد عرف (جگت نانا) تخلص جُرأت ان کا کلام موزون ضرور ہے مگر ظرافت آگین۔

بشیر۔ لڑکا نوجوان ہے۔ مگر طبیعت کی تیزی سے چل نکلا ہے۔

ضیا۔ انھون نے نواب کے پہلو مین جگہ پائی ہے انکی روشنی اپنے ہمعصرون مین بہت بڑھی ہوئی ہے۔ فارسی کلام مین یدِ طولیٰ حاصل ہے۔ اپنے پلے کا دوسرا نہین رکھتے۔ البتہ کوئی اہلِ زبان اگر مقابلہ کرے تو ممکن ہے کلام مین زور بہار سے رنگ لیتے ہین سادگی مین رنگ آمیزی طرفہ بہار دیتی ہے لطفِ خیالات قلوب کو مسخر کرتا ہے۔ نئی تراشون مین بیدل کا جَربا اُتارا جاتا ہے۔ فصاحت مین سعدی کی گلستان کے گلچین کلام مین درد ہے۔ گداز ہے

نواب ذی شان نے ابتدا کے لیے فارسی کلام کی فرمائش کی ضیا نے اپنا کلام سنا کر محفل کو ہمہ تن گوش کر دیا۔

قلندر کے کلام پر واہ واہ کی وہ صدائیں بلند ہوئیں کہ محفل گونج اُٹھی۔

اسکے بعد اُردو کا کلام شروع ہوا۔ اس میں دو مردِ میدان مقابل کے ٹھہرے۔

ظہیر اور **جلیل**۔ اور دونوں اپنے اپنے رنگ میں ہم پلہ اور جو کہا خوب کہا۔ موتی پرو دیے۔ بہار افشانی کی۔ ساری محفل کو محوِ حیرت بنا دیا۔

جو فارسی اُردو کلام اس مشاعرے میں پڑھا گیا وہ ضیافتِ طبعِ ناظرین کے لیے درجِ ذیل ہے۔

ضیا

آتش جہد از سرِ من ہر دیم چہ تب است این ۔۔۔ با این ہمہ سوزم کہ نپرسی غضب است این

آزارِ طپیدن چہ دہی بسملِ خود را ۔۔۔ منت کشِ ناکامیِ ذوقِ طرب است این

فریاد کہ تا لب نرسد آہِ من اید دست ۔۔۔ انجامِ سراسیمگیِ روز و شب است این

ای شمع زبیباکی پروانه چه پرسی　　گر زتیغ جفائی تو شهادت طلبست این

اندیشهٔ غمازی اغیار بجا بود　　زنهار که آزردگی بی سبب است این

آن کیست که یکدسته کنم نذر کمالش　　گلهای مضامین ریاض ادب است این

ای آنکه ظهور تو بود آنچه نهانست　　در پردهٔ اظهار نگنجی عجب است این

یک جلوه بصد شوخی نظاره نگنجد　　ای دیده نگه دار که جای ادب است این

دانسته چه پرسی دل شوریده همین است　　گر نیست که در پیچ تو بی تاب و تب است این

ای باده برانداز نگهی سوی ضیا هم

قربان جفای تو شوم جان بلب است این

قلندر

هر دم نه ز تنهای فراقش عجب است این　　مهلت ده دم مرگ چه یارب سبب است این

از سوختن و گشتنم ای شعلهٔ طبیعت　　خاموش نشد آتش قهرت غضب است این

ترسم که پر هوش تو از بادهٔ نظمم　　در نشئه کافزون ز شراب عنب است این

در منظرهم آن ماه فرود آمده از مهر　　ای چرخ شب عیش که روز طرب است این

بر برگ گل تهمت که لعل لب جانان　　یا قوت شکر بار که شیرین رطب است این

در دست تو تنها نه همه دست که گویند　　یاران هوس پیشه که دست طلب است این

ہر چند کنم نالہ براہش نگر افسوس   پرسد نہ سوارم کہ چہ شور و تعب است این
جز خبرت وصل تو دلم سرد نگردد   کین شورش ہجر است بجانم نہ تب است این
گویم چو برد نام تو کس پیش من آید و ست   اے یار بگو بازکہ زان ملقب است این
نشناخت زر شعر مرا بے بصر افسوس   آگاہ نشد کور کہ مس یا ذہب است این

پیچم نہ باحباب قلندر بہ فن شعر
در انجمن شاد کہ جائے ادب است این

ظہیر دہلوی

ایک ہوتی نہیں گر ساری خدائی ہوتی   تیرے غمزے کی کہیں عہدہ برائی ہوتی
بزم شادی میں اگر اپنی رسائی ہوتی   نغمہ سنجی کے عوض نوحہ سرائی ہوتی
لاجرم بند تعلق میں پھنسانا پڑتا   دلکو زندان جنون سے جو رہائی ہوتی
دوست تقدیر کی بگڑی کو سنوارین کیا کیا   بات بنتی نظر آتی تو بنائی ہوتی
عمر بھر آتش فرقت میں جلایا تمنے   تین دن شمع لحد پر تو جلائی ہوتی
وہ نہ آتے تو نہ آتے تجھے آنا تھا ضرور   اے اجل آج تو مہندی نہ لگائی ہوتی
بلبلے ہست نہوتے تو برائی کیا تھی   قطرہ بحر میں ہرگز نہ جدائی ہوتی
میں وہ غم دوست ہوں ہوتی نہ قناعت ہرگز   غم عالم کی اگر دل میں سمائی ہوتی

پوچھتا کون زمانے مین اگر آج ظہیر
حضرتِ شاد کے در پر نہ رسائی ہوتی

رسا

حشر ہوتا بھی تو تیری ہی بن آئی ہوتی — تو جدھر ہوتا اُدھر ساری خدائی ہوتی
گر غمِ عشق کی ہر دل مین سمائی ہوتی — تو یہ دولت مری حصہ مین نہ آئی ہوتی
غیر کرتے جو برا بھی تو سمجھتے وہ بھلا — مین بھلائی بھی جو کرتا تو برائی ہوتی
یہی اچھا ہے کہ سفاک دغاباز ہو وہ — ورنہ کتنون نے وہان اپنی جمائی ہوتی
چشمِ تر تو نے جو طوفان اُٹھائی تو کیا — بات جب تھی کہ لگی دلکی بجھائی ہوتی
تم تو چپ رہنے پہ بھی میرے ستانے پہ تلے ہو — قہر ہوتا جو زبان مین نے ہلائی ہوتی
چپ رہ سکتے تھے یون سنکو مرا افسانہ — عشق کی چوٹ اگر تم نے بھی کھائی ہوتی
کچھ تمہارا ہی اشارہ نہوا اسمین ورنہ — مجھ مین اور غیر مین کسطرح صفائی ہوتی

کوچۂ جانان مین رسا پھرتے ہین کس یاس سے ہم
بزم تک اسکی نہین ہے جو رسائی ہوتی

رفیق

یار کے دل مین جگہ مین نے جو پائی ہوتی — آج قبضے مین مری ساری خدائی ہوتی

دیکھتا آنکھ اُٹھا کر مین کسی اور کو بھی
آنکھ مین گر تری صورت نہ سمائی ہوتی

آ کے دور وزم سے دلمین اُنھین رہنا تھا
کاش اُجڑی ہوئی بستی یہ بسائی ہوتی

آپ باتین تو بنانے مین بہت ہین مشتاق
کبھی بگڑی ہوئی تقدیر بنائی ہوتی

مین بھی ای یار ترے وصل کی خواہش کرتا
کبھی اُمید کسی کی جو بر آئی ہوتی

کاش آئینہ صفت ہوتی صفائے باطن
پھر تو صورت تری دل مین اُتر آئی ہوتی

ہم بھی اے نالۂ سوزان تری قائل رہتے
گھر مین دشمن کے اگر آگ لگائی ہوتی

دل کا آنا جو نہ تھا آپکو ایجان پسند
ہمین بن ٹھنکے یہ صورت نہ دکھائی ہوتی

کیا رفیق آپکے منہ مین نہ زبان تھی گویا
وہ جو بگڑے تھے کوئی بات بنائی ہوتی

اختر مینائی

دل صد چاک کی وانتک جو رسائی ہوتی
شانہ بن بن کے تری زلف بنائی ہوتی

تیری تصویر جو ملتی تو نکلتی سو کام
دل سے آنکھون سے کلیجے سے لگائی ہوتی

اُڑ کے پہونچے ہم اگر تا سر افلاک تو کیا
بات جب تھی کہ ترے دل مین رسائی ہوتی

دل سے سنتے اور وہ تلوون سے ملی جاتی ہے
قدر ہوتی تو کلیجے سے لگائی ہوتی

اُنکے آنیکی خوشی کیون مجھے جینے دیتی
جان جاتی جو یہ اُمید بر آئی ہوتی

جھوٹ سمجھے ہو فسانہ مری بیخوابی کا — کاش تم نے بھی کہین آنکھ لگائی ہوتی
شوخی تربت پہ مری کون تھا آنے والا — شمع ہوتی تو نسیم سحر آئی ہوتی
شکوۂ جور پہ وہ طنز سے کہنا اُنکا — کسی اچھے پہ طبیعت تری آئی ہوتی

تمکو منظور اگر حسن کا چمکانا تھا
رسم کچھ حضرتِ ناصح سے بڑھائی ہوتی

جلیل

مین وہ بلبل ہون قفس سے جو رہائی ہوتی — بوئے گل دور سے لینے مجھے آئی ہوتی
طور کی آگ مرے دل مین لگائی ہوتی — ایسی بجلی کوئی اے چرخ گرائی ہوتی
چاہتا ہون کوئی امید نہ رکھون اُن سے — کاش میری یہی امید بر آئی ہوتی
حسن پردے مین ہے اُس پر یہی چال اپنی — فیصلہ تھا جو نقاب اُسنے اُٹھائی ہوتی
وعدۂ دید ٹھہرتا نہ اگر محشر مین — مرنے والون کو کبھی نیند نہ آئی ہوتی
تھا جو تقدیر مین جلنا تو ہوئے کیون انسان — شمع ہوتے تری محفل مین رسائی ہوتی
کوئی جلوے کا اگر دیکھنے والا ہوتا — یار کو خود ہوسِ جلوہ نمائی ہوتی
روح و قالب کی جدائی کا نہین کچھ تمکو — کاش دو دل مین نہ اے چرخ جدائی ہوتی

محفلِ شعر و سخن سرد پڑی ہے کب سے

تمنے کچھ بڑہ کے جلیل آگ لگائی ہوتی

جرائت

تیغ کی اُس نے صفائی جو دکھائی ہوتی — ایک دو ہاتھ مین عالم کی صفائی ہوتی
تمنے دشمن کو اگر سر نہ چڑہایا ہوتا — ہمنے بھی اُسپہ سر وہی نہ اُٹھائی ہوتی
تارے گن گن کے مری رات یہ کیون ہوتی — چاندسی شکل اگر تمنے دکھائی ہوتی
دیکھیے خون نہ ہو جای مری حسرت کا — آج کی رات تو مہندی نہ لگائی ہوتی
غیر سے آپکو ہنسنا تھا تو ہنستے کہین اور — مہربان مجھپہ تو بجلی نہ گرائی ہوتی
اپنے سینے سی لگاتا مین دکھا کر تجکو — تیری تصویر مرے ہاتھ جو آئی ہوتی
کر رہے تھے سر محفل وہ عدو کی تعریف — بولتے ہم تو ابھی مفت لڑائی ہوتی
قیس و فرہاد کا پھر آپ نہ سُنتے قصہ — اپنی بیتی جو کبھی ہمنے سُنائی ہوتی

اُٹھ گئے پہلو دشمن سے جو تم خیر ہوئی
ورنہ جرات نے قیامت ہی اُٹھائی ہوتی

بشیر

ہمنے ای دل جو کہین آنکھ لگائی ہوتی — حسرت دید کی خوب آج بن آئی ہوتی
جان لینے پہ جو آمادہ ہوای درد فراق — تو نے میری کوئی تقصیر بتائی ہوتی

نگہ شوق تڑپتی نہ مری آنکھون مین
پیاری صورت نہ اگر تمنے چھپائی ہوتی

جانتے ہم کہ دغا ہوگا تمہارا وعدہ
سہر دشمن کی قسم تمنے جو کھائی ہوتی

اسطرح مجھسے کدورت کا نہ کرتا اظہار
آئینہ رُو جو ترے دل مین صفائی ہوتی

آج مجنون کی طرح نام مرا بھی ہوتا
اُسکے کوچے مین اگر خاک اُڑائی ہوتی

صورت ماہی بے آب تڑپتے رہے ہم
تمنے خنجر سے لگی دلکی بجھائی ہوتی

چشم گریان مری طوفان اٹھاتی کیا کیا
تمنے دشمن سے اگر آنکھ لڑائی ہوتی

بلبلین نغمہ سرا پھر کبھی ہوتین نہ بشیر
یہ غزل تمنے چمن مین جو سُنائی ہوتی

بارہ بجے شب کے جلسہ برخاست ہوا

شب بخیر

عالمِ تصور

یہ عالم بھی عجب ہو کا عالم ہی کہ سوا محویت اور فراموشی دنیا و مافیہا کے اور کچھ نظر نہین آتا۔ یہی محویت انسان کو آئینۂ حیرت بنا دیتی ہے۔ یہ درجہ اُسوقت حاصل ہوتا ہے جبکہ انسان کسی کے حسنِ جہان سوز

کے نظارے مین سرتاپا محو ہوجائے۔ ورنہ حضرت دل وہ بڑی بلا ہین کہ کبھی نچلے نہین رہتے۔ اور نہ کسی حال چین سے بیٹھنے دیتے ہین۔ جو لوگ دنیا کے مہملات مین پھنسے ہوئے ہین وہ اس عالم کون و فساد کی نیرنگیون سے متاثر ہو کر ہر ایک شئے مین جو خاص حسن کی ادا ہے اُسکو فردوس نظیر پاتے ہین۔ مگر حضرت دل کو کسی طرح سیری ہی نہین ہوتی ابھی ایک چیز کی بہار خوشگوار سے پورا لطف حاصل کرنے نہین پائے اور چشم اشتیاق کو ایک صورت زیبا کی دید سے ابھی سیرابی نہین ہوئی کہ دوسری دلفریب تصویر سامنے آکر موجود ہوگئی اور وہ اپنے کمال حسن کے جوش مین کہتی ہوئی نظر آتی ہے۔

جلوہ دیکھے مری رعنائی کا
کیا کلیجہ ہے تماشائی کا

دل ہے کہ تیتری ابھی اس پھول سے اڑکر اس پھول پر گئی۔ ابھی یہان تھی ابھی وہان پہونچی اور چشم زدن مین وہان سے پھر یہان آکر منڈلانے لگی۔

الغرض ہر آن ایک نیا عالم ہے اور ہر لمحہ ایک نئی بزم ہے اور ہر پل ایک نئی دنیا ہے۔ یکسوئی کسی طرح نہین ہوتی پر نہین ہوتی فطرتاً انسان بمصداقِ کل جدید لذیذ طالب اور آرزومند ہے نئی نئی تجلیات کا۔ یہی وجہ ہے کہ جو اس بحرِ ناپیدا کنار سے آشنا ہوا اُسکی پیاس بجھ ہی نہین سکتی۔ وہ جزر و مد کے خوشنما منظر کو جنت نظیر بنا کر سراپا حیرت بن جاتا ہے۔ اول تو اُسے اپنی خوش گوار پیاس بجھانے کا خیال ہی کیون آنے لگا۔ اور آگے بھی تو اُس کی پیاس ایسی نہین ہے کہ ایک سمندر سے بجھ سکے۔ اور اُسکے تن بدن مین جس آگ کے شعلے مشتعل ہین کیا اُسکو کوئی بجھا سکتا ہے۔ البتہ اگر بجھا سکتا ہے تو وہی بجھا سکتا ہے جو اپنے بیچین دل کو جذبِ مقناطیس کے ذریعے سے ہر طرف سے ہٹا کر صرف اپنی طرف متوجہ کر لے۔ یہی یکسوئی منزلِ مقصود کا سیدھا راستہ ہے۔

بہر صورت جب تک اس عالم مین یکسوئی نصیب نہ ہو اور ایک ہی سے روبکاری کی عزت حاصل نہ کیجائے کبھی ممکن نہین کہ ہر ایک کے مُنہ تکنے مین انسان لطفِ اطمینان سے دوش بدوش ہو سکے

اس مستِ شرابِ بیخودی سے ذرا بازو ہلا کر پوچھیے کہ تم کس حیرانی
مین پڑے ہو۔ اور کس صورت آفرین نے تمھین ہر رنگ مین اپنا
جلوہ دکھا کر اس طرح دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دیا ہے کہ ہر وقت
اپنے آپے سے باہر رہتے ہو۔ اور کس آئینہ خانی کا منظر تمھاری نظر
کے روبرو ہے جس مین ایک صورت ہزارون آئینون مین یکسان
شانِ دلربائی کے ساتھ اپنی چمک دمک دکھلا کر خانۂ دل کو منور کرتی
ہے یہ راز اسوقت آپ پر کھلے گا جب وہ محوِ حیرت کوئی جواب دے گا
مگر ہم آپ سے کہے دیتے ہین کہ وہ اپنے لب ہاے خاموش کو
کسی جواب سے آشنا نہ کرے گا۔ ہان یہ ہو سکتا ہے کہ تھوڑی دیر
کے لیے سر اُٹھا کر آپکا منہ تکنے لگے۔ اور عجیب حیرت و استعجاب
سے آہِ سرد بھر کر مسکرائے۔ اور یہ کہہ کر ع

آمد واز دلِ ما صبر و سکون می طلبید
شاہد سنگر کہ بآئینِ گدا مے آید

پھر اپنا سر جھکائے اور محوِ نظارہ بنجائے۔
اللہ اللہ لوٹنے کی جگہ ہے کہ اُس جواب دینے والے

سے کس اطمینان کے ساتھ آپ کو ساکت و صامت کر دیا۔ یہی نہیں بلکہ آپ نے بھی اُسکے جواب سے متاثر ہو کر ایک ایسا نعرہ لگایا جس نے گرد بیانِ فلک کے دل ہلا دیے۔ اور آپکے اس نعرۂ زہرہ شگاف کی بجلی اُس خرمن میں گری اور تڑپ کر نکل گئی جس میں اس کا کبھی گزر بھی نہ ہوا تھا۔

ایک چشم زدن میں یہ سین نظر کے سامنے سے گزر گیا لیکن دیدۂ دیدار طلب پھر بھی کہتا رہا۔

جی چاہتا ہے پھر وہی فرصت کہ رات دن
بیٹھے رہیں تصورِ جاناں کیے ہوئے

یہ تو عام حالت ہے مگر اب وہ لوگ جنہوں نے خدا پرستی کو اپنا ایمان اور توحید کو اپنا مذہب جانکر۔ کفر و اسلام کی کمند سے آزادی حاصل کر لی ہے اور قیدی بے زنجیر بنے رہنے سے ہمیشہ کے لیے حریت کا پروانہ حاصل کیا ہے وہ اس تصور کے اسقدر دلدادہ اور فریفتہ ہیں۔ اور اس میدان کے مرد بنکر اوروں سے اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ اُنکے دامنِ نگاہ کی گرد کو بھی معمولی نظریں مس نہیں کر سکتیں

اُنھون نے نہ صرف اپنے دربار سے تعصب اور حسد- اور رشک
کو خارج کر دیا ہے بلکہ وہ اس اصول کے پیرو ہین کہ تصور خواہ کسی
شے کا ہو- خواہ کوئی صورت زیبا جاذب نگاہ ہو- خواہ کوئی گل کسی باغ
کا گلدستہ بنے اور خار چاہے کسی دامن سے اُلجھ جائے- اور خیال
چاہے کہین بہک جائے- مگر وہ اپنی اصل ہی کی طرف رجوع کرتے
ہین- اور کُلّ شَیءٍ یَرْجِعُ اِلیٰ اَصْلِہٖ کی دلیل پیش کر کے اسی کو مقام صدق
و صفا قرار دیکر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہین کہ انھین کوئی غیر نظر ہی نہین
آتا- جو ہے اُسی آفتاب جہانتاب کا جلوہ ہے کعبہ اُسی کا گھر بتکدہ
اُسی کی جلوہ گاہ کفر اُسی کے اسم مُضل کی صفت اور اسلام اُسی
کے اسم ہادی کا مظہر اور دوزخ اُسی کی برق غضب کا ایک شرارہ اور
جنت اُسی کے مہر کرم کا ایک ذرہ- ع

کفر و اسلام در رہش پویان

اُنکے نزدیک نہ تو ہے نہ مین- نہ خیر نہ شر جو کچھ ہے بس ایک
ہی ہے- اور وہ ایک بھی اپنے ہی مین ہے- اور اپنے سے ہی
اور غور سے دیکھو تو وہ آپ ہی آپ ہے- جو شخص اس شراب

معرفت کی مستی مین آجاتا ہے وہ تصور ہی کے آئینے کا تماشائی ہوکر اس درجۂ کمال کو پہونچتا ہے کہ اُسے بجز اپنی صورت کے کچھہ اور نظر نہین آتا - پھر کیا تھا اپنے حسن کی آپ بلائین لیکر اور اپنے گرد آپ طواف کرکے اپنے قدم آپ لیکر - اپنے ہاتھ آپ چوُم کر - اور اپنی تیغ ادا کا آپ گھائل ہوکر - اور اپنی طرف آپ مخاطب ہوکر یون ترانہ سنج ہوتا ہے ؎

یارمن باکمال رعنائی
خود تماشا و خود تماشائی

ایسے نظر بازون مین ہمارے نواب ذیشان کے فرزند ابتدائی درجے کے لوگون مین میان لعبیر کا نام بھی شریک ہے اور اس وقت اسی عالم کی سیر مین مصروف ہین - یعنی اپنے پدر بزرگوار کی خدمت مین سپاس نامہ لکھہ کر یہی پہ بیٹھہ گئے اور چمنستان خیال کی سیر مین محو ہوگئے - اُنکی معشوقۂ دلنواز پھر آرا - جس کی صورت سے ابھی اُنکی آنکھین آشنا بھی نہین ہوئین مگر جو عالم تصور مین ہر وقت نظر کے سامنے رہتی ہے - اُسوقت گویا اُسکے روبرو بکمال رعنائی

شرمائی ہوئی ادب سے کے ساتھ بیٹھی ہے۔ اور نازِ معشوقانہ سے گویائی کے منہ پر خموشی کی مہر لگائے ہوئے ہے ؎

یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں
واں ایک خامشی مری سب کے جواب میں

لیکن جذباتِ عشق کا ضبط کرنا کوئی دل لگی نہیں۔ دفعتاً لبِ خاموش سے چیخ نکل گئی اور ساتھ ہی میاں نصیر نے چونک کر جو دیکھا کہا۔ ع

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا

لیکن دیکھتے کیا ہیں کہ سامنے خانساماں ادب سے کھڑا ہے۔ اور کچھ کہنے کو ہے۔

نصیر۔ کیوں خیریت۔ یہ چیخ کیسی تھی۔

خانساماں۔ ادا شناس تھا پہچان گیا۔ کہ یہ چیخ کی آواز خیالی ہے لیکن بات کو بنایا۔ اور عرض کیا کہ سرکار کو خدا سلامت رکھے منصبدار صاحب کے پاس سے اغلالی آئی ہے۔ اسکی اطلاع کے لیے خدمت گار نے خانہ زاد کو پکارا تھا۔ اور یہ اُسی کی چلانے کی آواز تھی۔

نصیر۔ غور کے بعد سمجھا کہ خانساماں نے بات بنائی ورنہ چیخ تو

میری ہی تھی۔ اور تصور کی مضراب نے جو رباب عشق کی تار کو چھیڑا تو آواز نکلی سنبھلکر کہا کہ اچھا بلا لو۔

اب چہرے پر ملال اور فکر کا ابر جو چھایا ہوا تھا وہ آہستہ آہستہ دور ہوتا جاتا ہے۔ اور مسرت روے زیبا کا گلابی رنگ بن رہی ہے خانساماں مغلانی کو حاضر کر کے آپ نیچے چلا گیا۔

نصیر۔ بہت مسرّت ہے۔

ع مژدہ ایدل کہ دگر باد صبا باز آمد

ہدہد خوش خبر از ملک سبا باز آمد

مغلانی نے آداب بجا لا کر دعائیں دیں اور نذر پیش کی۔

نصیر۔ یہ نذر کاہیکی۔

مغلانی۔ قربان جاؤں یہ اُس شادمانی کی نذر ہے جسکا ظہور انشاء اللہ قریب میں ہونے والا ہے۔

نصیر۔ صاف کہو تو پھر تمہاری نذر لیں۔

مغلانی۔ اوّل قبول فرما لیجئے۔ پھر باندی عرض کریگی خدا مبارک کرے۔ بحق محمدؐ و آلِ محمدؐ۔

نصیر نے بسم اللہ کہہ کر نذر قبول کی۔

راوی - واہ بی مغلانی تم نے پہلا شگون خالی جانے نہ دیا۔ کیا کہنا مبارکباد کے ادا کرنے کا سہرا پہلے تمہارے ہی سر بندھا۔ ہم بھی تمہارے ساتھ مبارکباد کا گلدستہ پیش کرتے ہین۔ خدا مبارک وساز وار کند۔ آمین۔

مغلانی - پھر سلام کر کے بیٹھ گئی۔ اور عرض کیا کہ قربان جاؤن۔ جب سے یہ مبارک خبر باندی کو ملی ہے کہ سرکار کے والد ماجد نے ہماری صاحبزادی سے سرکار کا پیوند ہونا منظور فرمایا ہے (بلائین لیکر) خدا کی قسم مین پھولی نہین سماتی ہماری بیگم صاحبہ تو بس فرط مسرت سے رونے لگین اور صاحبزادی تو (شرما کر) آئینے کی طرح حیران ہو گئین۔

نصیر - یہ کیونکر معلوم ہوا۔

مغلانی - عبد الصمد صاحب وہ جو بڈھے ہین اور جن کو لوگ جگت نانا کہتے ہین وہ سرکار کے والد ماجد کی طرف سے ایک خط ہمارے صاحب کے نام کا لائے تھے تنہائی مین ملے۔ خدا جانے کیا

بات چیت ہوئی۔ ہمارے میاں گھر مین آکر بیگم صاحبہ سے
بہت دیر تک خندہ پیشانی سے باتین کرتے رہے اس کے
بعد پھر باہر چلے گئے۔

بیگم صاحبہ نے فوراً مجھے بلا کر میٹھیہ ٹھوکی اور کہا کہ لو مغلانی
مبارک۔ بات ٹھہر گئی یہ کہہ کر رو دین اور آنسو موتی کی طرح ڈھلک کر
گود مین آرہے۔

یہان تک مغلانی کی گفتگو نہ پہونچی تھی کہ میان نصیر کے
دل مین بھی جوش پیدا ہوا۔ اور فرط مسرت سے رونے لگے
مگر مرد تھے پھر ضبط کیا۔ مغلانی نے بھی کچھ آنسو نکال کر گفتگو کا
سلسلہ شروع کیا کہ مین واری جاؤن بیگم صاحبہ کی یہ حالت
دیکھہ کر باندی کا بھی دل بھر آیا۔ جب مجھے اُسی وقت بیگم صاحبہ نے
کہا کہ سرکار مین حاضر ہو کر کیفیت دریافت کرون کہ کیا گزری۔
اور کس طرح سرکار کے والد راضی ہوے۔ دو روز سے آنا
چاہتی تھی مگر صاحبزادی کا ذرا پنڈا چھیکا ہو گیا تھا۔ آج خدا
کے فضل سے مزاج اچھا ہے۔ اسلیے حاضر ہوئی کہ سرکار سے

خبر لے کر بیگم صاحبہ کی خدمت مین عرض کرون۔

نصیر۔(گھبرا کر) کیون خیریت۔کیا بخار آگیا تھا۔

مغلانی۔ دشمن دُور پار۔کچھ یون ہی سا پنڈا پھیکا پڑ گیا تھا۔
اب خیریت ہے۔

نصیر۔ الحمد للہ۔لاکھہ لاکھہ شکر ہے خدا کا۔

مغلانی۔(پیاری ادا سے) ادی صاحب۔آپ تو اس وقت
ایسے گھبرا گئے جیسے کوئی ...... (شرما کر سر نیچا کر لیا)

نصیر۔ واللہ میرے ہوش اُڑ گئے۔

مغلانی۔ آپ تو غضب کرتے ہین۔سرکار بات ہی کیا تھی
گھبرانے کی۔(مسکرا کر) مگر ہان اقتضائے محبت ہے۔

نصیر۔تمہاری صاحبزادی کو بھی کیا اتنی ہی محبت ہے جسقدر
مجھے ہے۔

مغلانی۔ اللہ رکھے۔ہماری صاحبزادی کو خطا معاف ہو آپ
سے زیادہ ہے۔

نصیر۔ یہ دعوی تمہارا غلط۔

مغلانی۔ کیا عرض کرون۔ اب خدا وہ دن قریب لاتا ہے کہ یہی باندی سامنے حاضر رہ کر گواہی دلائیگی۔

نصیر۔ (تبسم کرکے) انشاء اللہ تعالے۔

مغلانی۔ صاحب یہ معاملہ طے کیونکر ہوا۔

نصیر۔ بہت آسانی سے۔ فضل خدا شامل حال تھا۔ مین نے ایک خط لکھکر جگت نانا کو دیا وہ بھی عجب شطرنج کا مُہرہ ہے اُس کی چال بھلا کون سمجھے۔ زمانہ دیدہ۔ طلسم کا پُتلا۔ پیادے سے گویا فرزین ہوا ہے۔ اُسنے بال اپنے دھوپ مین تھوڑی ہی سفید کیے ہین۔ خدا جانے والد کو کس طرح سے شیشہ دیکر قابو مین لایا۔ کہ خدا کے فضل سے بازی اپنے ہاتھ رہی اور کشت امید سرسبز ہوئی۔ اور میری درخواست منظور فرمائی گئی۔

مغلانی۔ اللہ مبارک کرے۔ خدا کرے یہ جوڑی برقرار رہے بڑی بات ہوئی۔

نصیر۔ بیشک بڑی بات ہوئی۔

مغلانی۔ ہماری بیگم صاحبہ نے ہزارون مَنّتین مانین۔ اور رات

دن صاحبزادی کو گڑھتا ہوا دیکھ کر پریشان رہتی تھین نہ دن کو چین۔ نہ رات کو نیند۔ کیا عرض کرون سوکھ کر کانٹا ہو گئی ہین

نصیر۔ یہ اُن کی محبت کی دلیل ہے۔

مغلانی۔ کیا عرض کرون بے دیکھے خدا جانے کیونکر محبت ہو گئی۔ جب دیکھو آپ ہی کا ذکر۔ اور ہر وقت یہی کہتی تھین کہ میرے چاند کو یہ چاند کا ٹکڑا ملجائے تو بس ہین۔ مُنہ مانگی مراد پاؤن۔

نصیر۔ مجھے تو کبھی دیکھا ہی نہین۔ پھر اُنھین کیا معلوم کہ مین کالا حبشی ہون یا گورا چٹا۔

مغلانی۔ دُردانہ بیگم کے ہان آپ کی تصویر اُنھون نے دیکھی تھی اُسی دن سے بس اس کا خیال تھا کہ صاحبزادی کے ساتھ آپ کی نسبت ہو جائے۔ سچ ہے کہ خدا سے جو مانگو دیتا ہی (بلائین لیکر) قربان اُس کی خدائی کے آخر جو دل سے چاہا وہی ہوا

نصیر۔ بیشک خدا کے فضل کا معاملہ ہی ایسا ہے۔

مغلانی۔ اب باندی آداب عرض کرتی ہو وہان سب منتظر ہونگے راہ دیکھتے ہونگے۔ کہ مغلانی کب آتی ہے۔

نصیر۔ بیشک راہ دیکھتے ہونگے۔ اُن کو زیادہ ترسانا اچھا نہین میری طرف سے امان جان کو بہت بہت آداب عرض کرنا۔

مغلانی۔ (بلائین لیکر) قربان جاؤن کیا پیارا معلوم ہوا اس وقت اگر جاکر کہون گی کہ بیگم صاحبہ آپ کے داماد نے آپکو اسطرح کہا ہے کہ امّا جان کو آداب عرض کرنا۔ بس خدا کی قسم اپنے مین نہ سمائین گی۔ ایسے ہی جاکر باندی عرض کرے گی۔

میان نصیر نے پھر پانچ اشرفیان مغلانی کو دین۔ مغلانی نے بہت اصرار کے بعد قبول کرکے فرشی سلام کیا۔ اور روانہ ہوئی۔

راوی۔ میان نصیر کو ہم مبارکباد دیتے ہین۔ انشاء اللہ اب شادی کی مبارکباد شب گشت کے روز دین گے۔

بولنا مت کہ بھرے بیٹھے ہین

جگت نانا نے اپنے دولت خانے مین صبح کے وقت چاے نوش جان کرکے گلوری کا خون کیا اور حقّے کے دم اُڑاتے ہوے

باہر مرزا نے ہین برآمد ہوکر اپنے خدمتگار گھسّو۔ کو حکم دیا کہ جلد
جاؤ اور میاں نصیر کو ہماری جانب سے سلام اور دعاے عمر و
دولت پہونچاکر کہو کہ اس وقت ہمارا جی چاہتا ہے کہ بطون کا شکار
کھیلنے کے لیے آسمان ساگر جائین۔ فوراً دونالی بندوق چھرّون
کی ایک اور ایک اکپرس (اکسپرس) روانہ کرین۔
گھسّو میان۔ حکم کی تعمیل مین عذر نہین مگر اکپرس لیکر کیا
کرینگے۔ وہان تو نہ کوئی شیر ہے نہ شیر کا بچہ بلکہ گیدڑ بھی نظر نہ
آئے گا۔
پیر مرد۔ نامعقول گیدی جب دیکھو ہمیشہ بات کاٹتا ہے کمبخت
معترض ہے زبان کیا ہے گیدڑ نہ سہی کُتّا سہی۔ تجھے اس سے کیا
گھسّو۔ میان آج تو آپ ایسے معلوم ہوتے ہین جیسے بھرے
بیٹھے ہین خدا خیر کرے یہ فیرکس پر ہو گا معلوم نہین۔
پیر مرد۔ کیون بے مسخرے۔ مسخرے پن کی عادت نہین جاتی
بار بار کہنے سے نتیجہ کیا ایسی باتین بنانا مجھے بھی آتی ہین۔ یاد رکھ
اب اگر کچھ منہ سے کہا اور زبان ہلائی تو بس تو ہی نشانہ ہے۔

جانورآجا۔

گھسّو۔ جو حکم میاں (کہہ کر چار قدم گیا۔ اور پھر واپس آکر) میاں بیگم صاحبہ نے مجھے حکم دیا تھا کہ جب کبھی میاں بندوق منگائین پہلے بیگم صاحبہ کی اجازت لے لون پھر لاؤن۔ اب کیا ارشاد ہوتا ہے۔

پیر مرد۔ (جھنجھلا کر) او مردود۔ کندۂ ناتراش۔ گیدی۔ خر بے دم۔ کچھ کمبختی آئی ہے۔ کہتا ہون کہ بکواس نہ کر۔ سنتا نہین۔ (خنجر پر ہاتھ رکھ کر) ٹھہر ہی بینؔ اُتاردون تو بات نہین۔

گھسّو گھبرا کر پیچھے ہٹا۔ اور داد فریاد کرنے لگا۔

پیر مرد۔ اے سنو شیطان کا حال ارے کمبخت کیا تجھے کوئی مار رہا ہے یا کسی نے تیرا خون کر دیا۔ یا کسی نے تجھ پر بندوق داغ دی۔ یا کسی نے وار کیا۔ یہ داد فریاد کیسی۔

گھسّو۔ میاں خنجر پر آپ نے ہاتھ ڈالا۔ مین سمجھا کہ بس اب شہید ہوا۔

پیر مرد۔ (جھلا کر) مردود۔ قسم ہے خدا کی۔ اب نہ رکھون گا تجھے سویرے

سویرے ماما امرادی چائے روٹی دیر میں لائی۔ افیون پانچ بجے
کے عوض سات بجے کھائی۔ آج بسم اللہ ہی اچھی نہیں ہوئی
اور اب تو ہمیں ستا رہا ہے۔ نہ تو بندوق لاتا ہے۔ نہ جواب
دیتا ہے کہ مجھ سے یہ کام نہیں ہوتا۔ خدا کی قسم آج ہمکو کچھ نفع
نہ ہوگا ٹوٹے ہی میں رہتے گے

گھسّو۔ میاں میں عرض نہ کرتا تھا کہ آج آپ بھرے بیٹھے ہیں۔
آپ نے انکار کیا۔ مگر بات تو میری ہی سچ نکلی

اتنے میں ماما شریفہ نے آکر پیرمرد سے کہا کہ بیگم صاحبہ بلاتی
ہیں۔

پیرمرد۔ کیا ہوا بیگم صاحبہ کو۔ اس وقت یاد کرنے کی کیا ضرورت
پیش آئی۔

شریفہ۔ معلوم نہیں۔ بلا رہی ہیں۔

پیرمرد۔ (جھلاکر) چل مردار۔ ابھی آتا ہوں۔

شریفہ۔ کیا میاں۔ میں مردار ہوگئی۔

پیرمرد نے جھپٹ کر تڑاق سے ایک چپت جا دی۔

شریفہ - (روتی ہوئی سر کھجلاتی ہوئی) باز آئی ہیں ایسی نوکری سے ہم غریب بیچارے پیٹ کے مارے نوکری کرکے عزت کمانی آئے ہیں کہ عزت گنواتے - یہہ کہتی ہوئی اندر چلی گئی -

میاں پیر مرد بھی اسکے پیچھے چلے -

بیگم - ابی میاں خیر تو ہے کیا ہوا - آج شریفہ کو تم نے کیوں مارا -

پیر مرد - مردار سے کہہ رہا ہوں کہ چل میں آتا ہوں سنتی نہیں - خدا جانے کیا کیا بکواس لگائی - جی جل گیا - (موچھوں پر تاؤ دیکر) آخر سپاہی بچہ ہوں - غصہ آنا ہی چاہیے - لگا دی ایک چپت - مگر کمبخت کا سر کیا ہے خاصہ پتھر ہے - واللہ میرا ہاتھ جھنجھنا گیا -

بیگم - اوئی خدا خیر کرے - یہ سب بڑھاپے کے چونچلے ہیں اسلیئے چھوڑے جاتے ہیں کہ آج وقت پر انہوں نہیں ملی - ایسا اگر کروگے تو کوئی ملازم ٹھہریگا کیونکر -

پیر مرد - نہیں ٹھہرتی تو چلی جائے

بیگم - خیر یہ تو کہو کہ یہ داد فریاد کی صدا کیسی تھی -

پیر مرد - مردود - گھسو - بے ایمان کی فریاد تھی -

بیگم - کیون کیا اُسپر بھی کچھ ہوئی۔

پیر مرد - واللہ مین نے ہاتھ تک نہین لگایا۔ لیکن نمک حرام نے ناحق نیل بچائے۔

بیگم - آخر کوئی سبب؟

پیر مرد - مین نے اس سے کہا کہ میان نصیر کے پاس جاکر بندوق مانگ لا۔

بندوق کے نام کے ساتھ ہی بیگم میرے اللہ مین مرگئی۔ کہہ کر سنسنتی ہوئی حجرے مین جاگرین اور دروازہ کھٹ سے بند کرلیا۔

پیر مرد - آہین یہ کیا۔ کمبخت بندوق کے نام سے اس قدر ڈر گیا کسی نے گھوڑا چڑھایا۔ یا نشانا تاکا۔ یا بندوق اڑائی۔ آخر اس قدر ڈر کیون۔

بیگم - حجرے کے اندر سے۔ خدا کے واسطے بندوق ہٹاؤ۔

پیر مرد - آہین یہ بندوق ہٹاؤ کیا معنی۔ اری نیکبخت بندوق ہے کس کے پاس۔ واللہ بندوق کی ایک ہی کہی۔ اب میان پیر مرد کو مذاق جو سوجھا۔ اپنی سر وہی رومال سے چھپا کر بندوق بنالی

بیگم ۔ بخدا ضرور تمہارے پاس بندوق ہوگی قسم ہے تمہیں میرے لہو کی ۔ بندوق باہر پھینک دو ۔

پیرمرد (چھری کی طرف سر وہی بندوق کی طرح چپتیا کر) اب تو ضرور نشانہ لگاؤنگا ۔

بیگم (زور سے چیخ مار کر) ارے ہے لوگو ۔ میں مرگئی یہ بڈھا آج میرے سو برس پورے کرنا چاہتا ہے ۔

شریفہ ۔ (نزدیک جاکر) ادی ہوا کیا ہے ۔ کہاں کی بندوق کدھر کی توپ ۔ میاں تو ایسی ہی دل لگیاں کرتے ہیں ۔ ان کی عادت بچوں کی سی کھیل کی جاتی کہاں ہے ۔

بیگم ۔ شریفہ سچ کہنا میرے سر کی قسم ۔

شریفہ ۔ نہ بیگم صاحب خدا کی قسم ۔ امام حسینؑ کی قسم بندوق نہیں ہے ابھی وہ موا گھستو لینے گیا کہاں کیا بندوق آپ چلی آئے گی پرندہ تو ہے نہیں کہ اڑ کر آئے ۔

بیگم ۔ دیکھ تیرے بھروسے پر میں دروازہ کھولتی ہوں ۔

پیرمرد ۔ دیکھو وہ مارا ۔

بیگم - جھٹ سے پھر دروازہ بند کرکے - اے ہے ہے اس موئے کو ہوا کیا ہے - آج تو میرے خون کا پیاسا نظر آتا ہے -

پیر مرد - خون کا پیاسا خدانخواستہ کیا مین شیر ہون یا ریچھ یا چیتا - جو تمکو کھا جاؤنگا -

بیگم - خیر جو کچھ بھی مگر اس وقت تو میری جان مین جان نہین -

پیر مرد - اچھا تو باہر تو آؤ - بندوق پھینک دین گے -

بیگم - کہان ہے - مجھے دکھا کر پھینکو -

پیر مرد - پھر سر وہی جو پوشیدہ تھی اسکو چھپا کر - یہ بندوق ہے -

بیگم - دیکھو خدا کی قسم مین چلاؤن گی

پیر مرد - واللہ بوڑھے نخرے خوب آتے ہین -

بیگم - واہ واہ اب تو نخرے بخرے بھی بگھارنے لگے کیون نہ کہو گے -

پیر مرد - پھر باہر کیون نہین آتین - جلد آؤ -

شرلیفہ - آؤ بی آؤ - بندوق وندوق کچھ نہین ہے - تلوار پر رومال لپیٹ کر بندوق بنالی ہے - کیا تم نے باہر سے آتے وقت

دیکھا نہیں۔ بندوق کہاں تھی۔

بیگم ۔ (دروازہ کھولکر) دیکھو شریفہ تیرے کہنے پر آتی ہوں۔

پیر مرد ۔ اب آجاؤ آجاؤ۔ بندوق نہیں ہے۔

بیگم جو باہر نکلیں تو واقعی پسینے میں سچ مچ بھیگی ہوئی۔

پیر مرد۔ اری نیکبخت۔ یہ ہوا کیا۔ کیوں اس قدر ڈرتی ہو بندوق سے

بیگم۔ واہ واہ نہ ڈرنا کیا معنی۔ یہ اپنے آپ بھی چل جاتی ہے۔

پیر مرد ۔ ہاں میں نے بھی سنا ہے بلکہ دیکھا ہے۔

راوی ۔ آداب عرض ہے کیا کہنا ماشاء اللہ آپکی ذات بھی عالم میں ایک ہی ہے۔ کیا خوب اپنے آپ چل بھی جاتی ہے۔ اور امتحان بھی ہوا ہے۔ سبحان اللہ۔

بیگم۔ (پیر مرد سے) دیکھو یہ کھیل کام کا نہیں ہے جب تمکو خود اقرار ہے کہ چل جاتی ہے تو پھر اسکے پاس بھی نہ جانا چاہیے۔ موئے گمشتو نے لا کیونکر دی۔

پیر مرد ۔ لایا کہاں سے مردود۔ باتیں ہی بگھارتا رہا۔ ناک میں دم کر دیا۔ اور پھر کہتا ہے کہ بیگم صاحبہ کی اجازت ضرور ہے۔

بیگم۔ خدا اُسکو اچھا رکھے۔ آخر میری بات اُسنے یاد رکھی۔

پیر مرد۔ کیا تم نے اُسکو تاکید کی تھی۔

بیگم۔ ہان خدا کی قسم مین نے اُسکے سر پہ قرآن رکھا تھا اور تاکید کی تھی کہ اگر میان بندوق منگوائین تو بغیر میرے پوچھے نہ لانا۔

پیر مرد۔ جبھی ظالم نے گپ شپ لگا کر میری بات اُڑا دی اور نہ گیا ظالم نہ گیا۔

بیگم۔ آج ضرورت ہی کیا تھی

پیر مرد۔ گھر میں بیٹھے بیٹھے واللہ پھپھوندی لگ گئی اسلیے جی چاہا کہ بطخون کا شکار کرین۔

بیگم۔ ایسے شکار سے پھپھوندی لگنا ہی اچھا۔ روز نواب کے گھر جاتے ہو۔ یار آشناؤن کے پاس دو دو روز رنڈیون کے بھڑوے بنکر رہتے ہو۔ منھ پھیر کر گھر کی خبر بھی نہین لیتے۔ پھر تمھین پھپھوندی کیا کیون لگنے لگی۔

پیر مرد۔ ارے سپاہی ہین۔ جب تک شکار نہ کرین جی نہین بھرتا۔ ہزار کہین جائین۔ مگر ہم اور رنڈیون کے بھڑوے۔ یہ کیسی بات

لانا بندوق -

بیگم - آنکھین بند کرکے) دُہائی دُہائی اب نہ بولونگی -

پیرمرد - ہان یہ کل اچھی ہاتھ آئی - جہان دبایا اور وُن سے بندوق چلی

بیگم - (چونک کر) دیکھو پھر تم بندوق کا نام لیتے ہو - خدا کی قسم میری جان نکل جائیگی -

پیرمرد - اچھا تو ایک بوسہ دو - آج صبح کا شگون اچھا نہین ہوا -

بیگم - (لبون پہ تبسم مگر ضبط کرکے) واہ واہ پھر وہی تمھین ترکھس سوجھی ہے

پیرمرد - اے ظالم یہ ترکھس کیسی مین اپنی عمر اسّی کی بتلاتا ہون - مگر ہون پچپن کا -

راوی - پچپن کا نام نہ لیجیے - فینانس سے پچپن سالہ گشتی اجرا ہو چکی ہے - کہین ایسا نہ ہو کہ بیوی بھی اُس گشتی پہ عمل کرے

بیگم - (ہنسکر) مین تو ہون نا اسّی کی -

پیرمرد - (بوسہ لیکر) اسّی کہان کے - ابھی تو حال مین چالیس ہوے پورے - کیا لوگون کے بڑی بی کہنے سے تم سچ مچ بڑھیا ہو گئین

بیگم - واہ واہ تمکو ذرا بھی لحاظ نہین آتا -

(تننک کر) نوکرون چاکرون کے سامنے ایسی بات۔ خدا کی قسم یہ باتین مجھے اچھی نہین معلوم ہوتین۔

پیرمرد۔ مجھے تو اچھی معلوم ہوتی ہین۔

بیگم۔ بس رہنے دو۔ یہ تمہارے بوڑھے نخرے ہین اتنے مین بلّیون کی آواز آئی۔ میان بیوی دونون کیا دیکھتے ہین کہ ایک بلاؤ۔ ایک بلی کے پیچھے جوشِ مستی مین دوڑا چلا آتا ہے۔

پیرمرد۔ (بیوی کے طرف مخاطب ہوکر) اس مردود کو دیکھو کس قدر دبنگا ہے۔ اور وہ کیسی نازک یار و شیطان کو۔

بیگم۔ خدا کی قسم روز یہ مُوا اسی طرح اسکے پیچھے پڑا پھرتا ہے اور وہ گھبرا کر بھاگتی ہے۔

پیرمرد (بیوی کی طرف دیکھ) جیسے کہ تم

بیگم۔ واہ وا۔ اب تو اور بڑھنے لگے۔ (ابرو مین گرہ ڈالکر) ایسی باتین کروگے تو مین بھی تم سے بات نہ کرون گی۔

پیرمرد۔ یہہ دیکھو۔ بات بات پر بگڑنا سند نہین۔ مگر معشوقون کا کام ہی یہ ہے۔

اتنے مین بلاؤ اپنی مادہ کی طرف جھپٹا

پیرمرد - لینا لینا لینا - ذاریل کی شہنائی جو ہاتھہ مین تھی اسکو دے مارا - بلاؤ اور بلی تو بھاگ گئے - مگر میان کی شہنائی جو ستون سے ٹکرائی چکنا چور ہوگئی - جل جلالہ)

بیگم - ہائے چلو شہنائی کو بھی خاک مین ملا دیا (تنک کر اٹھنا چاہا)

پیرمرد نے دوپٹا پکڑ کر گھسیٹا - اتفاق سے دوپٹا سینے پر سے علحدہ ہوگیا -

بیگم - (شرما گئین جھٹ سے آنچل سینے پر لے لیا - اور ہاتھہ جھٹک کر کہا) اوی آج ہوا کیا ہے - افیون تو معمول ہی کی کھائی تھی - پھر یہ مستی کیسی - کہین بنگ تو نہین پی لی -

پیرمرد - ارے بنگ ونگ کاہے کی لگائی ہے - اس وقت جوش ہے طبیعت مین -

بیگم (انگلی دانتون مین دبا کر آہستہ سے) - اجی آج تمھین ہوا کیا ہے ایسی بے حیائی کیون لادی ہے - خدا کے لیے ذرا تو لحاظ

کرو۔ شرماؤ۔ یہہ دیکھو چھوکریان ماما ئین سنکر کہتی کیا ہونگی۔

پیرمرد۔ چھوکری زعفران تو چھوٹی ہے۔ اور شریفہ راز دار خوف کس کا۔ شرم چہ کتی است کہ پیش مردان آید۔

بیگم۔ (حیرت سے) بس انتہا ہوگئی بے شرمی کی۔ مگر یہ کیا سوجھا کہ تنہائی کا ستیاناس کیا۔

پیرمرد۔ آئین ستیاناس ہوا بلا سے مگر اُس بلاؤ حرام زادے کو کیسا تاک کر مارا کہ مستی وستی سب غائب ہوگئی۔ کیا معنی شریفون کے گھر مین جانور بے ادبی سے اس طرح پھرین۔

بیگم۔ کیا جانورون پر بھی تمہاری حکومت چلتی ہے۔ یہ تو واللہ انوکھی بات کہی۔

پیرمرد۔ بیشک ہم سب کو ادب سے رکھنا چاہتے ہین۔

بیگم۔ اور آپ بے ادب رہین گے۔

پیرمرد۔ نہین بیگم۔ میری پیاری بیگم تجھپر قربان ہونے کو جی چاہتا ہے۔ اب چاہا کہ پھر لپٹ کر بوسہ لین۔ مگر بیگم بھانپ گئین جھٹ سے دوپٹا چھڑا کر جو ذقند بھری تو آہوے صحرا کو بھی شرما دیا۔

اتنے مین کسی نے آواز دی - شریفہ - او ماما شریفہ -

ماما - ہان آئی ہون - کہہ کر گئی - اور واپس آئی -

پیر مرد - کیون شریفہ کون ہے -

ماما - ستارا - میان نصیر کے پاس کا چھو کرا ہے - کہتا ہے کہ میان نصیر نے سلام کہا ہے - اور جلد آپ کو بُلا لانے کا حکم دیا ہے -

پیر مرد - آج پھر کچھ کہنا ضرور ہے - مگر کیون یاد کیا (کچھ سوچکر) ہان آج مجلس ہے **خواجہؒ** کی -

زبان پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زبان کے لیے

شریفہ سے کہا کہ کہدو - ابھی ابھی آتا ہون - ذرا دوپہر کی افیون کھالون - باتون باتون مین بارہ بجگئے -

ہمارے پیر مرد - میان خوجی کے مرید پوپلے منہ سے - اپنی بڈھی بیگم کے ساتھ چہچہا رہے تھے - اس وقت میان نصیر نے جو یاد کی - فوراً دستار بر سر - جامدانی کا انگرکھا در بر - خنجر کمر مین - سروہی ہاتھ مین لیے ہوئے میان نصیر کے باغ مین ایسی پہونچے

جیسے تیر از کمان جستہ۔ اُنکے آنے تک محفل شروع ہو گئی تھی
ہو حق کی صدا بلند تھی۔ قوال یہ غزل گا رہا تھا۔

صد شعلہ جنون ریخت بہ آشفتہ سر ما
ز دیبچہ مژگان کہ بخون جگر ما

بیٹھتے ہی بیٹھتے۔ ہمارے ظریف پیر مرد نے سبحان اللہ بارک اللہ کی صدا لگائی۔ اور ایک بڑے مشایخ کا پہلو دبا کر بیٹھ گئے۔

مشایخ کو برا معلوم ہوا کہ ایک نئی قطع کا آدمی دیکھا نہ بھالا دوش بدوش ڈٹ گیا۔ اور طرفہ یہ کہ سلام علیک بھی ندارد۔ جھلّا کر مگر کسی قدر متانت کے ساتھ کہا۔ "ذرا دیکھ کر بیٹھیے"۔

پیر مرد (ترچھی نظر سے دیکھکر) قبلہ دیکھ ہی کر بیٹھتا ہوں۔

مشایخ۔ بیٹھتے ہی بیٹھتے آپنے سبحان اللہ کہہ دیا۔ کچھ سمجھے بھی کہ اس شعر کے کیا معنی ہیں۔

ایک ظریف طبیعت مگر سن رسیدہ صاحب دوسرے پہلو پر بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے عرض کیا کہ یہ تعریف بیٹھنگی تھی۔

اس فقرے پر مشایخ صاحب نے تبسم کیا۔ لیکن ہمارے

بڈھے سپاہی نے جھلاکر کہا کہ یہ خواجہؒ کی محفل ہے۔ یا مسخرون کی بزم۔ بس خاموش۔ یہ ڈانٹ ان بزرگوار کی ذرا اونچی آواز مین تھی۔ دوسرون کے کان مین بھی اسکی بھنک پڑی۔ اور لوگون نے بھی آواز دی کہ خاموش۔

بس چارطرف سنّاٹا ہوگیا۔ اور سب کے سب ہمہ تن سماع کی طرف متوجہ ہوے ایک شخص پر جو کیفیت طاری ہوئی اِلّا اللہ کہکر لوٹ گیا۔ ابھی یہ کیفیت ہی مین تھا کہ ہمارے ظریف الدولہ میان پیرمرد بھی ادھر سے اِلّا اللہ کہکر اُٹھ کھڑے ہوے۔ اور پھر دھم سے گرے اور گرے بھی تو اُس بیچارے پر لوگون نے کہا سنبھالنا سنبھالنا۔ مگر یہان ایسے زیر زبر ہوگئے کہ کسیکی پیش نہ گئی۔ ہمارے پیرمرد زبر رہے۔ اور اس بیچارے ضعیف نے بہت سی کروٹین بدلین کہ زیر سے زبر ہو جائے مگر تھا وہ ان سے بھی زیادہ بڈھا صرف ہڈیون کی مالا۔ اُسکا ڈھانچہ بلا مبالغہ طنبورہ تھا پھر کیا پوچھنا ہے۔ اس چھیڑ چھاڑ سے جو پردے پردے مین ہی اُس بیچارے کی بُری گت بن گئی الغرض اوردن نے ہمارے

ظریف صاحب کو علیحدہ کرلیا۔ دونون سنبھل کر پھر اپنی اپنی جگہ آبیٹھے
اب اسکے بعد جو مجلس گرم ہوئی۔ بڑے بڑے صاحب نسبت
اور صاحبِ مذاق جو شریک محفل تھے اور بادہ خوارانِ خمخانۂ توحید
ہونے کا دم بھرتے تھے اُن کو بھی حال آیا۔ یہ کیفیت درحقیقت
پُراثر تھی۔ جسطرف ان کی نظر پڑجاتی تھی۔ محفل کا رنگ ہی اور
ہوجاتا تھا۔ جس کسی نے ایسی حالت مین اُن سے معانقہ کیا اُسنے
مان لیا کہ ان کے قلوب کی تاثیر مینٹیک برقی ہے۔ اکثر نے نظرِ توجہ
ہوتے ہی لباس تار تار کردیا۔ اور ایسا روئے کہ ساری محفل کو
رُلاکر اُٹھے۔ دو گھنٹے کامل محفل گرم رہی۔ انوارِ الٰہی کے مقدس
تجلیات سے ہرطرف روشنی تھی۔ گنہگارون کے دل بھی اس
نور کے پرتو سے منور ہوگئے اتنے مین چار بجے اور میر محفل یعنی
ہمارے نوجوان میان نصیر نے ختم کے لیے حکم دیا۔ ختم کے بعد
شیرینی تقسیم ہوئی اور محفل برخاست

شطرنج

بعد محفل برخاست ہونے کے ہمارے ظریف الدولہ نے
میاں نصیر سے کہا کہ میاں آج کچو مر نکل گیا۔
نصیر۔ نانا تم بھی تو غضب کرتے ہو آود یکھا نہ تاو دھم سے
بیچارے بوڑھے پر گر گئے۔
پیر مرد۔ اسے میاں ہوش کسے تھا۔ ارے رے رے کمر دکھ
رہی ہے۔ واللہ بڑی چوٹ آئی۔
نصیر۔ بیشک آئی ہوگی۔ مگر اس کا کیا حال ہوا ہوگا جو آپ کا زیر مشق
تھا۔
پیر مرد۔ خدا جانے اور کیا ہوا ہوگا۔ ایک آدھ ہڈی اسکی بھی ٹوٹی
ہوگی۔
نصیر۔ تو پھر کیا یہ اچھا ہوا۔ آپ سے اسکو نفع ہونا چاہیے تھا نہ کہ
نقصان۔
پیر مرد۔ اگر ہوش ہین ہوتا تو (کراہ کر) اسکی پگڑی تک سے لیتا۔
اور بیک بینی و دوگوش نکال باہر کرتا۔
میاں نصیر اس فقرے پر ہنسے۔ کہا کہ نانا آج شطرنج کی ایک

بازی ہو۔ عظمت اللہ جو شطرنج مین اپنا جواب نہین رکھتے
وہ آئے ہین۔

پیرمرد۔ ہان نام تو مین نے بھی سُنا ہے مگر اس وقت تو کمر مین اس قدر درد ہے کہ بیٹھا نہین جاتا۔ علاوہ اسکے سنتا ہون کہ وہ بغیر شرط بدے کھیلتے نہین۔ اور یہان خرمُہرہ پاس نہین۔ اگرچہ تمہاری سلامتی مین گھوڑا۔ جوڑا سبھی کچھ ہے مگر مبلغ علیہ السلام ادھر آئے اور اُدھر نو چکر ہوئے۔ گویا کشت مات۔

نصیر۔ ہم آپ کی جانب سے دینگے۔ ایک بازی ہو تو جائے

الغرض پیرمرد اب راضی ہوئے اور عظمت اللہ شطرنج باز بلائے گئے بساط بچھی۔

پیرمرد۔ کیون میان عظمت اللہ ہمین پہچانتے ہو۔

عظمت اللہ۔ جی ہان کچھ پہچانتا ہون۔

پیرمرد۔ تمہارے باپ کے اور ہمارے بہت یارانہ تھا۔ لکھنؤ مین دو سال تک جب رہنے کا اتفاق ہوا تھا تمہارے ہی مکان مین رہا تھا۔ اُس وقت تمہاری عمر کوئی نو دس برس کی ہوگی۔ اور اب

ماشاء اللہ سے تم تیں پینتیس برس ہو گے۔

عظمت۔ جی نہیں یہ چھبیسواں سال ہے۔

پیرمرد۔ ہاں بس اتنی ہی عمر ہوگی۔ مگر تم نے اس سن کس سے کمال حاصل کیا۔

عظمت۔ شوق سے۔

شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے درکار نیست

میاں نصیر نے عظمت اللہ سے کہہ دیا تھا کہ یہ بوڑھے میاں زود رنج ہیں۔ ان کی باتوں پر خفا نہ ہونا۔ لیکن مذاق نوک جھونک ہوتی رہے اور پھر ایسے رہیں کہ بس اب گتھم گتھا ہوا چاہتی ہے۔ عظمت اللہ اس منتر سے واقف ہو ہی چکے تھے۔ پیرمرد سے کہنے لگے کہ بغیر شرط کے ہم نہ کھیلیں گے۔

پیرمرد۔ ابھی تم بچے ہو۔ شرط کیا بدو گے۔ خواہ مخواہ ہار جاؤ گے۔ اتنا سا منہ لیکر جانا ہوگا۔

عظمت۔ جو کچھ ہو مگر ہم کبھی بغیر شرط بدے کھیلتا ہی نہیں۔

پیرمرد۔ اچھا تو پھر کیا شرط بدو گے۔

عظمت۔ دو سو روپے فی بازی مقرر ہیں۔

پیرمرد نے نصیر کی طرف دیکھا۔

نصیر نے اشارہ کیا کہ قبول کر لو۔

پیرمرد۔ (عظمت کی طرف دیکھ کر) اچھا قبول مگر دست مہرے کی شرط ہے۔

عظمت۔ بہت خوب۔

اب شطرنج شروع ہوئی۔

پیرمرد۔ چلو بسم اللہ۔

عظمت۔ آپ چلیے نا۔

پیرمرد۔ نہیں تمہیں چلو۔

عظمت۔ بسم اللہ کہہ کر مہرہ چلے۔ چوتھی چال میں ہی پیرمرد کا رخ مار لیا۔

پیرمرد۔ (جھلا کر) کمبخت رخ مارا گیا۔ میں جب ہی کہتا تھا کہ گھر میں درد سر ہے۔ آج مجھ سے نہ کھیلا جائیگا۔ خیر

عظمت اللہ نے فرزین کے سامنے کے پیادے کو بغیر زور کے لے

بڑھانے کا ارادہ کیا۔ مگر مہرے پر ہاتھ رکھ کر دو تین دفعہ پیچ دینے کے بعد چھوڑ دیا۔ پیر مرد نے وہ مارا کہہ کر اس پیادے کو خود ہی بڑھا کر مار لیا۔ کہا کیوں میاں دست مہرے کی شرط تھی۔ پھر یہ پلٹا کیسا۔ بازی بازنی باریش بابا ہم بازی

عظمت اللہ۔ (سروہی پر ہاتھ ڈالکر) سر اڑا دونگا۔ کچھ اور نہ سمجھنا۔ (سنبھلکر) کیوں ہم بڑھاپے کی عزت کرنے لگے تو بابا بھی بننے۔

پیر مرد۔ (اپنی سروہی کے قبضے پر ہاتھ رکھکر) یاد رکھنا ہاشمی النسل ہوں۔ ابھی تم بچے ہو۔ کمر کمر پانی ہے۔ ایک ہاتھ لگاؤں تو سروہی بجلی کی طرح چمک کر سر سے ایسی الگ نکل جائے کہ جسم کو بھی خبر نہ ہو (نصیر کی طرف دیکھ کر) کیوں میاں کیسا باتوں باتوں میں تماچہ لگایا ہے کہ میرے وار کی روک بھی نہ ہو سکی۔ آخر بچہ ہے یہ کہکر ہنسنے اور کہا کہ عظمت اب تو بے فرزین کو دیے نہیں رکتی۔

عظمت اللہ۔ غور کرکے لاحول ولا قوۃ۔ ہنسی ہنسی میں میں نے فرزین کھو دیا۔

نصیر۔ کیا فرزین دینا پڑا۔

عظمت ۔ جی ہاں کہہ کر بازی اُٹھا دی اور بغلیں جھانکنے لگے ۔

نصیر ۔ کیا دانستہ آپنے ایسا کیا ۔

عظمت ۔ نہیں خدا جانے آج کیا شامتِ اعمال تھی کہ اس بڈھے سے پانچویں چال میں ہار گیا ۔

پیر مرد ۔ (موچھوں پر تاؤ دیکر) کمر میں درد نہ ہوتا تو پیادہ مات دیتا ۔

راوی سبحان اللہ کمر کا درد ہی تو حائل تھا ۔

نصیر نے آہستہ سے انگریزی میں عظمت سے پوچھا کہ دراصل یہ بازی کیونکر ہری ۔

عظمت نے کہا کہ آپ کے حکم کی تعمیل کی ۔ ورنہ یہ بیچارہ ابھی اور اتنی عمر بھی لائے گا تو نہ جیت سکے گا ۔

پیر مرد ۔ (نصیر سے) میاں وہ دو سو روپے اور سو روپے انعام کے دھر دو بائیں ہاتھ سے ۔

میاں نصیر نے بڈھے کی خاطر سے تین سو روپے منگا دیئے ۔ اور کیوں نہ منگا دیتے کہ شادی کے معاملے میں انھیں سے تو کام کیا تھا ۔ کسی حیلے سے ہو سلوک کرنا تھا ۔

تاڑبن کا میلا

ہمارے حیدرآباد فرخندہ بنیاد کو خدا نظر بد سے بچائے ۔ یہاں کی میلوں کی جیسی رونق ہر سال ترقی پر ہے ۔ شاید کہیں ایسی ۔

میاں نصیر ۔ جگت نانا ۔ قلندر شاہ ۔ یہ تینوں چوکڑے میں سوار میلہ دیکھنے کے لیے جارہے ہیں راستے میں گاڑیوں کا سلسلہ لگاتار ۔ لشکر میں جدا ۔ رتھوں کی نہ پوچھیے ۔ ان میں مہوشان پری جمال کا جلوہ ایسا نظر آرہا ہے ۔ جیسے برج حمل میں آفتاب جھٹکوں کی قطاریں الگ لگی ہوئی ہیں ۔ چلتے چلتے چوکڑا ایک جگہ رک گیا ۔

پیر مرد ۔ (کوچوان سے) کیوں میاں دھیمے کیوں پڑے ۔

نصیر ۔ شاید کوئی گاڑی یا رتھ سامنے آگیا ہوگا ۔

پیر مرد ۔ سائیس سے کہدو کہ ہٹادے ۔

نصیر ۔ نانا راستے میں بھی آپ ٹوک کی لیتے ہیں ۔ کہیں بے موقع کسی سے بگڑ نہ جائیے گا ۔

قلندر ۔ واللہ اس بوڑھے کی اکثر باتیں فسانۂ آزاد کے خوجی کی سی

ہین۔

پیر مرد۔ لاحول ولا قوۃ۔ وہ تو کوئی مسخرا تھا۔ ڈھول دھپّے کھاتا تھا۔ ہم شریف۔ بہادر۔ جیالے۔ سپاہی۔ ہاشمی النسل۔ بھلا

چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

قلندر۔ جی سب کچھ سہی۔ مگر آپ بھی وہین کی خاک سے ہین۔ جہان کی خاک خوجی کی تھی۔

پیر مرد۔ خبردار پھر نہ نسبت دینا خوجے سے۔

نصیر۔ راستے مین جھگڑا کیسا۔ ذرا خیمون مین چلو۔ وہان چاہے آپس مین لڑ لینا۔

غرض بگو نشنو بدقت راستہ طے کر کے میان نصیر اپنے خیمے مین داخل ہوے دیکھتے کیا ہین کہ سالِ گذشتہ جو رونق میلے کی تھی اسکے اُس کی آدھی بھی نہین لیکن تب بھی سواریان ہین کہ چلی آتی ہین۔ غنڈے کے غنڈے ٹھٹ کے ٹھٹ۔ بانکے شہدے۔ گرہ کٹ۔ اُٹھائی گیرے۔ چرسیے۔ مدکیے۔ گنجیڑیے بھنگیڑ لیے۔ شریف و نجیب۔ اُدھر سے چلے آرہے ہین۔ نادان

ہوادار ۔ فنس ۔ بوچہ ۔ پالکی ۔ رہوار باد رفتار ۔ ہاتھی ۔ ٹٹو گھوڑے
سب خرامان خرامان بقدمے رنگیلوں چھیل چھبیلوں کی بن آئی
ہے ۔ ٹنکیلے ۔ بانکے جلوہ نمائی مین مصروف ہین ۔ کوئی تو گلوریوں
کا خون کر رہا ہے ۔ اور کوئی گانے مین مست ۔ کسیکو نظارہ بازی کی
سوجھی ہے ۔ ایک متوالا جسکے شملے کے پیچ گلے مین آ گئے ہین
لڑکھڑاتا ہوا ۔ میان نصیر کے خیمے کے قریب پہونچکر "میان نصیر
او میان نصیر ۔ او میان خدا تجھے سلامت رکھے"

پیر مرد ۔ چل دور ہو نشئے مین چور بکواس لگائی ہے ۔

مست ۔ کیون میان بڈھے ۔ آئی ہے کچھ کمبختی یا ردن ہی ہی

پیر مرد ۔ جاتا ہے کہ نہین ۔ لگاؤن دو بید

مست ۔ تو کیا لگائے گا ۔ یہ لے کمر کر ہاتھ مین جو چھڑی تھی وہ
حضرت کے رسید کی ۔

پیر مرد ۔ کیون رے پاجی ۔ آخر وار چلا ہی دیا کھ کر جو جھپٹے بس جھپٹ
گئے اگرچہ وہ مست ان سے چوگنا تھا مگر نشے کے باعث تمام اعضا
اُسکے ڈھیلے پڑ گئے تھے ۔ مقابلہ نہ کر سکا ۔ دھم سے زمین پر گرا ۔

پیرمرد - (مونچھون پر تاؤ دیکر) ہات تیرے بے ایمان کی (وہ مارا)
اس زور سے کہا کہ میان نصیر نے پیرمرد کی جو آواز سنی خیمے سے
باہر آئے۔ دیکھا کہ جگت نانا مونچھون پر تاؤ دیکر وہ مارا۔ وہ مارا کی
صدا کو دُہرا رہے ہین۔

نصیر - کیا ہے نانا۔

پیرمرد - دیکھو نا میان۔ اس بے ایمان نے ہم پر چھڑی کا وار
کیا۔ بھلا ہاشمی بچے کہین رُکین گے۔ واللہ وہ پٹخنی دی کہ چارون
شانے چت۔

نصیر - واللہ نانا ایسے دینگے کو آپ نے دے مارا۔
اتنے مین قلندر شاہ خیمے کے باہر آئی اور اُنھون نے یہ واقعہ سُنکر قہقہہ
لگایا۔

پیرمرد - کیون ہنسی کا کیا موقع تھا۔
قلندر - تف ہے ایسی زندگی پر۔ اُس بازاری کے ہاتھ سے
چھڑی کھائی۔
یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ وہ مستِ شراب پھر جھومتا ہوا بڑھا۔ چاہا

کہ چیل کی طرح پیرمرد پر جھپٹا مارے لیکن میان نصیر کے خدمتگارون نے گردنیان دیکر نکال دیا

اتنے مین کیا دیکھتے ہین کہ ایک رتھ سامنے سے گذرا۔ اس مین رنڈیون کا طائفہ تھا۔ ان مین سے ایک شاہد نسترن بناگوش طاؤس طنازہ با صد ہزار عشوۂ و نازِ عاشق کُش ستمگر نے میان نصیر کو جو دیکھا جھک کر سلام کیا۔

پیرمرد۔ (ہنستے ہوے) کیا مجھے سلام کرتی ہو۔

رنڈی۔ اوئی خدا نہ کرے (انگوٹھا دکھا کر) سلام کرے میری پاپوش

میان نصیر نے پیرمرد سے کہا کہ راستے والے دیکھ رہے ہین۔ خاموش ہو جائیے۔ مگر پیرمرد نے ہزارون قسمین دین کہ یہ طائفہ یہان بلایا جائے۔ گانا وانا نہ سہی خالی گپ شپ اور رنڈ (؟) کی دکان سجائین گے۔

قلندر۔ نے بھی اتفاق کیا۔

میان نصیر کو ان دونون کی خاطر منظور تھی۔ خانسامان کو حکم دیا کہ یہ طائفہ ٹھہرا لیا جائے۔ لیکن بندوبست اسکا ہے کہ خیمے

مین کوئی آنے نہ پائے۔ بلکہ اطراف مین بھی لوگ جمع نہ ہون۔
قلندر شاہ نے بھی اُس قتالۂ عالم کے حسن کو جو دیکھا۔ صانع قدرت کی صناعی پر عش عش کرکے یہ کہا۔

اشعار

مشک بازلف او جگر خوارے
گل وریحان زباغ او خارے
قد برافراختہ چو سرو بباغ
روے افروختہ چو شمع وچراغ
خواب نرگس خمار دیدۂ او
ناز نسرین درم خریدۂ او

رتھ کھڑا ہو گیا۔ اور خانساماں سب کو خیمے مین لایا۔ سب نے مجرا عرض کیا۔ اور ادب سے بیٹھ گئین۔

پیر مرد۔ بھئی واللہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ سراپا بقعۂ نور ہے۔ نور بھی اسکے آگے چکنا چور ہے۔

راوی۔ سبحان اللہ نور۔ اور چکنا چور کا قافیہ تو ملگیا۔ مگر کس

محل پر۔ سبحان اللہ قربان اس سمجھ کے۔

پیرمرد۔ (قلندر سے) بھائی۔ اگر مہوشان خلخ و نوشاد۔ اس پریزاد کو کنکھیون سے بھی دیکھہ لین تو واللہ بندہ بے دام بنجائین آہستہ سے دونون نے اُس البیلی نکیلی سے کہا کہ اس رفت تمہاری رفتار کبک دری سے کم نہ تھی خیمے مین تمہارا آنا ہمکو مبارک۔ اور ہم تمکو مبارک۔

مہوش۔ خدا آپکو بھی مبارک کرے۔ مگر آپکی وضع مجھے نرالی معلوم ہوتی ہے۔ مین نے کہین آپکو دیکھا ہی مگر آپ جیکے اور اُس روز کے لباس مین کچھہ فرق ہے۔

پیرمرد۔ وہ کس روز تم نے دیکھا تھا۔ مین نے تو تمہین آج ہی دیکھا

مہوش۔ (اپنی ہجولی سے کچھہ بات کرکے) آپ بابا شرف الدین صاحب کے عرس مین چای کی دُکان لگاکر بیٹھے تھے۔ ہم نے چار پیالیان چای کی بھی آپ سے لیکر پی تھین۔ آج یہ مصاحب کیون کر بنگئے

(میان نصیر مسکراکر خموش)

قلندر۔ (پیرمرد سے) کیون میان یہ کیا ہے

پیر مرد - بخدا اس وقت خون آنکھوں مین اتر آیا - کیا کرون معشوقہ ہے - ورنہ دو کر دیتا -

مہوش - اوئی خدا خیر کرے - کسکی معشوقہ اللہ اللہ - آپ سپاہی بھی ہین -

پیر مرد - دیکھو ہم سے سنبھلکے گفتگو کرنا - ہم فقط تمہارے عورت ہونے کی وجہ سے صبر کرکے رہ گئے -

نصیر - (رنڈی سے) عضب کیا جو چاے والے سے تم نے نسبت دہی مین اسکو خوب جانتا ہون وہ اور ہے خدانخواستہ یہ کیون ہونے لگے تھے البتہ اتفاق سے وہ ان کا ہم شبیہ ہے - اکثر دھوکا ہو جاتا ہے -

قلندر - ہان ہان (ہنسکر) واللہ مرزا مہدی چاے فروش بخدا واقعی ہمارے بھائی صاحب کا ہمشکل ہے - اور ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ دونون ماجائے ہین -

پیر مرد - لَاحَولَ وَلَا قُوَّۃَ لعنت ہے اُس چاے فروش پر
چہ نسبت خاک را با عالم پاک

مہوش۔ نانا غلطی ہوئی معاف فرمانا۔ بخدا مجھے دھوکا ہوا۔

پیر مرد۔ آئین نانا نہ کہنا۔ بس ہمنے تو تمھین معشوقہ کہدیا۔ اب آج سے ہم تمہارے عاشق اور تم ہماری معشوقہ۔

مہوش۔ (قہقہہ مار کر) واللہ تمہین سے اب عقد کرونگی بے فکر رہو۔

پیر مرد۔ خدا کی قسم مین جبھی سمجھ گیا تھا کہ تم مجھ پر لٹو ہو گئین۔

ابھی یہ باتین ناتمام تھین کہ اتنے مین ایک سوار آیا اور خانسامان کو خط دیا جسپر ضروری لکھا ہوا تھا۔ خانساماں نے میان نصیر کو خط لا کر دیا۔

نصیر نے ضروری خط کو لیکر چاک کیا پڑھتے ہی چونک پڑے اور بے اختیار زبان سے نکل گیا خدا خیر کرے۔

قلندر۔ کیون خیر باشد۔

پیر مرد۔ کچھ تو فرمائیے۔

نصیر۔ منشی مبارک علی نے لکھا ہے کہ دفعتہً والد کو غش آ گیا۔ گر گئے سر مین سخت چوٹ آئی۔ ڈاکٹر بھی بلائے

گئے ہین۔

مصاحبین۔ خدا فضل کرے۔

قلندر۔ خیریت ہے۔ صفرے کے باعث ہوگا۔

الغرض سارا مزہ کرکرا ہوگیا جھٹ پٹ سب کے سب گاڑی مین سوار ہوکر روانہ ہوے۔ اور جاتے جاتے دو اشرفیان اُس مہوش کو اپنی جیب سے میان نصیر نے نکال کردین۔

رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت

ہمارے نوجوان نصیر فرزندِ دلبندِ نوابِ ذیشان تارٹن کے میلے سے مصاحبین کے ساتھ واپس آئے۔ اور کھٹ سے اپنے والد کے مکان مین داخل ہوے۔ یہان کا رنگ ہی کچھ اور ہے۔ سب کے مُنہ پر ہوائیان اُڑ رہی ہین۔ میان نصیر کا منجھلا بھائی جسکی عمر گیارہ سال کی ہے اور جسکا نواب ذیشان نے منصور نام رکھا ہے۔ خانسامان کے پاس کھڑا رو رہا ہے۔ ڈاکٹر حکیم وید سب جمع ہین۔

نصیر (خانسامان سے) کیون خیریت۔ والد کہان ہین۔ مزاج

کیا ہے۔

خانساماں جی اندر محل مین ہین۔ اب تک ہوش نہین آیا۔

نصیر۔ اندر محل مین سدہارے۔ نواب کی بیوی نے اپنے فرزند دلبند کو جو دیکھا تو آنسوؤن کا تار باندہ دیا۔ اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگین۔

نصیر۔ کیون امّان جان خیر ہے روتی کیون ہو۔ سب طرح فضل الٰہی ہے

بیگم۔ بیٹا۔ دیکھو تمہارے والد کو اب تک ہوش نہین آیا۔

نصیر نے والد کی نبض دیکھی بفضلہ نبض کی رفتار مین اعتدال تھا۔ اپنی والدہ سے کہا کہ جا ے خوف نہین۔ مگر علاج کیا کیا گیا۔

بیگم۔ ڈاکٹر کہتے ہین برف باندھی جاے۔

نصیر۔ تو کیا اب تک برف باندھی نہین گئی۔

بیگم۔ جان بوجھ کر اس قدر سرد چیز سر پر کیون کر باندھون۔

نصیر توبہ توبہ امان جان۔ گویا آپنے دو گھنٹے سے کوئی علاج ہی نہین کیا۔ خدا کی قسم بعض وقت آپکے خیالات سے طبیعت

اُلجھ جاتی ہے۔ طبیبون کی راے مین آپ کو کیا دخل۔ لہذا اب آپ ہٹ جائیے۔ مین ڈاکٹرون کو بُلاکر علاج کراتا ہون۔ دیر اچھی نہین۔

بیگم۔ اے بیٹا۔ بیشک حکیمون کی راے مین ہمکو دخل نہین مگر سر دچیز جان بُوجھکر کس طرح مین باندھتی۔ یا باندھنے دیتی۔ تو ولایت کیا جاکر آیا۔ کوئی بات تیری سمجھ مین ہی نہین آتی۔

نصیر۔ میری سمجھ بُری سہی لیکن اسوقت آپ خدارا مہربانی فرماکر ذرا گوشے مین ہو جائین۔

بیگم۔ دیکھ بیٹا تیرا باپ ہے سنبھلکر علاج کرانا۔ میرے تو ہوش و حواس گُم ہین۔

نصیر۔ ہان بیشک آپ کی راے اسوقت علیل ہے آپ بے فکر رہیے۔ بسم اللہ گوشے مین جائیے۔

بیگم۔ پردے مین چلی گئین۔ میان نصیر نے ڈاکٹر صاحب کو اندرمحل مین لاکر مریض کے نزدیک بٹھلایا۔

ڈاکٹر نے نبض دیکھی کہا کہ خیریت ہے فوراً برف سر پر باندھوا دو

امونیا سنگھاؤ۔ ڈریسر امونیا کی شیشی لایا۔ اور برف سر پر باندھی گئی۔ دس منٹ کے عرصے مین نواب کو ہوش آیا۔ مگر ناتوانی بہت ہے۔

نصیر۔ (ڈاکٹر سے) کیا سبب ہے کہ ہوش مین آکر پھر آنکھین بند کرلین۔

ڈاکٹر۔ سر پر جو چوٹ آئی ہے یہی باعث ہے۔ وثیم ہٹی موں کی دو تین خوراکون سے فائدہ ہو جائے گا (نسخہ لکھدیا)

ڈریسر۔ دوا تیار کر کے لایا۔ اس عرصے مین ایک بار نواب کو پھر ہوش آیا۔ اس کے بعد حواس قائم رہے۔

ڈاکٹر۔ کیون نواب صاحب مزاج کیسا ہے۔

نواب۔ (دھیمی آواز سے) الحمد للہ

نصیر۔ ابا جان، اب دوران سر تو نہین ہے۔

نواب (اشارے سے) ابھی باقی ہے۔

نصیر۔ انشاء اللہ اب کم ہو جائے گا۔

ڈاکٹر علاج کرنے مین مصروف ہوا۔ اتنے مین ماما کھلاڑو نے

میان نصیر سے آکر کہا کہ بیگم صاحبہ نے یاد فرمایا ہے۔

یہ ماما کھلاڑو خوش وضع بانکی بڑی ہوشیار ہے۔ تمام ڈیوڑھی گویا اسی کے ہاتھ مین ہے اندر سے باہر تک سب اس سے کانپتے ہین۔ جوان ہے زبان کی طرّہی۔ مگر باعصمت۔ اجنبی کوئی دیکھے تو سمجھے کہ اس کا رویّہ اچھا نہین مگر اس کا شوہر میان اسکی پاکدامنی کا شاہد ہے۔

میان نصیر نے کہا کہ والدہ سے عرض کرو کہ ابھی آتا ہون۔

نصیر۔ اپنی والد کو دوا کی ایک خوراک پلا کر اندر روانہ ہوئے۔

بیگم۔ کیون بیٹا کیسا ہے مزاج تمہارے والد کا۔

نصیر۔ الحمدللہ خیریت ہے۔ دیکھیے برف باندھنے سے کس قدر جلد نفع ہوا۔

بیگم۔ اے میرے اللہ آخر برف باندھی گئی۔ اسے سنتے ہی مجھے تو سنسنی آگئی۔ دل نکل گیا خدا کی قسم میرے ہاتھ دیکھو کس قدر ٹھنڈے ہو گئے ہین۔

نصیر۔ آپ اس قدر گھبرائی کیون ہین۔ کیا ہرج ہے خدانخواستہ زہر

یا ڈاکٹر اور وہ بھی بچپن کا رفیق دشمن ہے۔

بیگم۔ نہین بیٹا۔ اس زمانے مین کسی کی دوستی کا اعتبار نہین۔

نصیر۔ اعتبار پر دنیا کے کام چلتے ہین۔ ورنہ زندگی محال ہوجائے

بیگم۔ سچ ہے مگر آج کل کے زمانے مین ایسے لوگ کم ہین۔ ان حکیم اور ڈاکٹر اور ویدون کا کیا بھروسہ جسنے روپیہ دے دیا اب اسی کے ہورہے خواہ مخواہ زہر پلا کر مار ڈالتے ہین۔

نصیر۔ استغفراللہ یہ آپ سے کس نے کہا سراسر لغو اور بہتان ہے۔

بیگم۔ ہم جو سنتے ہین وہ تم سے کہدیتے ہین پردے کی بیٹھنے والیون کو کیا معلوم۔ تم جانو تمہارا کام جانے۔ مگر دیکھو اعتبار کرو تو ایک حد تک اعتبار کے بھروسے پر جان جوکھون مین نہ ڈالدینا۔

نصیر۔ ایسا بھی کوئی کرے گا۔ بعض بے ایمانون نے بے ایمانی کی ہوگی اور کسی دشمن سے ملکر زہر دے دیا ہوگا۔ مگر اس پیشے کے لوگ ہرگز ایسا نہین کرتے۔ اور سب سے پہلے ان کو ہدایت اسی کی ہوتی ہے۔ کہ سب عورتون کو نیک نظر سے دیکھنا دوست

دشمن سب کو ایک سمجھنا۔ دولت کی غرض سے کسی کے ساتھ بے ایمانی نہ کرنا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ چونکہ اس پیشے کے لوگ شائستہ ہو گئے ہیں اسلیے ان میں جس قدر نیکیاں اور عمدگیاں پائی جاتی ہیں اُن کی تقلید اگر دوسرے پیشے والے کرین تو زیبا ہے۔

بیگم - ہان بیٹا سچ کہتے ہو ہم بیچاریاں پڑھی نہ لکھی گاؤن کے گنوارون کی طرح زندگی بسر کرتی ہین تمہارے باپ نے خدا اُن کو سلامت رکھے ہر طرح سے نباہ لیا اب تمہاری جوانی ہے تم کو جو تجربہ ہوگا وہ ہمکو ہو نہین سکتا۔ البتہ اب تمہاری بیوی تعلیم یافتہ آئے گی وہ ہر طرح سے تمہارے ہم خیال ہو گی۔

نصیر۔ نہین امان جان میرے عرض کرنے سے یہ مطلب نہین تھا جو آپ سمجھی ہین۔ آپ جانتی ہین کہ ہم ہزار خواندہ ہون تو کیا جسکا کام وہی کرے گا۔ ہر کارے و ہر مردے۔ دنیا کا دستور بھی یہی ہے کہ جس فن کا آدمی ہو اُس سے وہی کام لیا جائے۔ اور حتی المقدور تاوقتیکہ کوئی نقص نہ پایا جائے اُس کام مین دخل

نہ دیا جائے۔ اب آپ ہی ملاحظہ فرمایئے کہ برف باندھے پانچ منٹ نہین ہوئے تھے کہ ابا جان ہوش مین آگئے۔ اگر اسی وقت یہ علاج کیا جاتا تو اب تک بہت کچھ افاقہ ہو چکا ہوتا۔

بیگم - خیر بیٹا جو کچھ ہوا اچھا ہوا ہمکو اُن کی صحت سے غرض ہے

بفضلہ رفتہ رفتہ ہمارے نواب ذیشان کو صحت ہوتی چلی تمام شب یون ہی کچھ خفیف سی حرارت اور ناتوانی رہی۔ صبح کو خدا کے فضل سے بھلے چنگے ہو گئے۔ بیگم صاحبہ نے صدقے سیلے اُتارے فقرا کو اناج تقسیم کیا۔ خیرات دی۔ میان نصیر یہان کے رواج کے موافق امام ضامن کی پانچ اشرفیان اپنے والد کے بازو پر باندھ کر باغ جانے کی اجازت حاصل کر کے روانہ ہوے۔

نواب ذیشان محلسرا سے باہر برآمد ہوے حوالی موالی جمع تھے سب آداب بجالائے میان پیرمرد جگت نانا نے نزدیک پہونچکر دعاے عمر و دولت کے بعد تین بار قل ہو اللہ تین بار معوذتین اور آیۃ الکرسی اور نادعلی پڑھ کر دم کی۔

نواب نے فرط اخلاق سے ان کا شکریہ ادا کیا۔ اتنے مین یہان

قلندر پہونچے اُنھوں نے بھی دعاے درازی عمر دیکر مزاج پرسی کی۔ نواب نے جواب دیا کہ الحمدللہ خیریت سے ہون۔ قلندر نے وجہ دریافت کی۔ نواب نے کہا کل اتفاق سے نوبجے سکندرآباد گیا تھا۔ وہان سے واپسی مین دیر ہوئی۔ بارہ بجے کے قریب جب افضل گنج کے پل کے قریب پہونچا۔ میرے ایک دوست نے کہا کہ افضل گنج کے پل کی کمان جسکا پایہ ٹوٹ گیا ہے تعمیر ہو رہی ہے اُسے مین بھی چلکر دیکھون مین اُن کی خاطر سے وہان گیا اور کوئی دو بجے تک دھوپ مین کھڑے رہنے کا اتفاق ہوا۔ روسی ٹوپی تھی تمازت آفتاب کے باعث دماغ مین خدا جانے کیا ہوا دہین دوران سر شروع ہوگیا۔ اتفاقاً کسی نے کہا کہ مدارالمہام صاحب کی سواری آنیوالی ہے۔ فوراً مین نے وہان سے مکان واپس آکر لباس بدلا مُنہ دھویا اب چاہتا تھا کہ کچھ کھانا کھاؤن دفعتہً چکر معلوم ہوا۔ اسکے بعد مجھے ہوش نہ رہا۔

قلندر۔ بس بس مین سمجھ گیا لو لگی۔ ضرور لو لگی۔ اور کچھ نہین بہر حال خدا نے فضل کیا۔

مولانا مولوی شیخ امام علی صاحب ہمارے وطن کے رہنے والے ہین عالمِ متبحر۔ فاضلِ اکمل۔ آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہین۔ جس روز کہیے لے آؤن۔ واعظ بہت اچھے ہین۔ معرفت کے خزانے کی کنجی تو اُنکے ہاتھ مین ہے۔ خریطے کے خریطے انمول لآلیِ آبدارِ حقایق سے بھرے ہوے ہین اور پھر نری مولوی اور واعظ ہی نہین۔ انگریزی مین خدا جانے بی۔ اے۔ کی ڈگری ہے یا کیا۔ سیاست اور تمدن مین گفتگو کیجیے تو معلوم ہوگا کہ اپنے زمانے کے نعمت خانِ عالی ہین یا بیربر۔ اور تاریخ مین تو زندہ تاریخ ہین۔

نواب - واللہ جامع الصفات ہین۔ کل ضرور لیتے آیئے انشاءاللہ تعالےٰ ملون گا۔

ایک سیاح سے ملاقات

نواب ذیشان اپنے دولتکدہ مین برآمد ہین اور ظریف الدولہ (جگت نانا) سے جو سائے کی طرح ہمیشہ ساتھ رہتے ہین۔ باتین ہورہی

ہین۔

پیر مرد۔ کیون میان آج ابھی تک کوئی صاحب نہین آئے حالانکہ کل آپ نے رفیق اور قلندر سے کہدیا تھا کہ آج جمعہ ہے شکار کے لیے جائین گے آخر دونون دغا دیگئے۔

نواب۔ ابھی تو صبح کے سات بجے ہین غالباً آتے ہی ہونگے

پیر مرد۔ اے واہ۔ ایسی حاضری پر تین حرف۔ مابدولت کو دیکھیے کہ پانچ بجے سے ڈیوڑھی مین حاضر ہین۔ حالانکہ شب مین ہماری بڑھیا کو خفیف سا بخار بھی آگیا تھا۔

نواب۔ کیون خیریت۔ بخار کا باعث

ظریف۔ امتزاج فصلین ہوگا۔

اتنے مین خانسامان نے حاضر ہوکر کہا کہ قلندر شاہ آئی ہین۔

نواب۔ یادش بخیر۔ بلا لو۔

قلندر شاہ پہونچے۔ اور علیک سلیک کے بعد ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔

نواب- کیون حضرت آج آپ نے اتنی دیر لگائی-

قلندر- مولوی صاحب کو آپنے لانے کے لیے کہا تھا-اسلیے آج اُن کو ساتھہ لیتا آیا-

نواب- کون مولوی صاحب مولوی شیخ امام علی

قلندر- جی ہان-

ظریف- واہ آج تو شکار کے لیے دل مائل بصحرا ہے-اور آپ مولوی صاحب کو لائے ہین- وہان ان کا کیا کام-

قلندر- (پیرمرد سے) ارے میان تم کو جب سوجھتی ہے ایسی ہی سوجھتی ہے- اگر یہ بھی شکار مین رہین تو کیا مضائقہ ہے-

نواب- نہین نہین- ان سے ابھی مل لین گے- پھر کسی روز شکار کے لیے جائین گے-

ظریف- (قلندر کو گھور کر) لاحول ولا قوۃ عجب وحشی آدمی ہو صبح سے شکار کے شوق مین شاہین سے بنے بیٹھے تھے دو لفظون مین مزہ ہرن کر دیا-

نواب- کیا مضائقہ ہی نا- مولوی صاحب ایک مرد سیاح جہان دیدہ

ہین۔ اُن کی صحبت سے فیض اُٹھانا چاہیے۔

ظریف ۔ واللہ اس قلندر نے ہماری افیون کا نشہ خاک

مین ملا دیا۔ اب وہ فرصت نہ رہی۔

نواب نے قلندر سے کہا کہ مولوی صاحب کو بُلاؤ۔ مولوی صاحب

آئے اور نواب زینے تک استقبال کر کے بلائے۔ اور کرسی

پر بٹھلایا۔

نواب ۔ الحمد للہ آج تمنا پوری ہوئی۔

سیّاح ۔ جی ہان کُلُّ امرٍ مرھونٌ باوقاتِھا۔

نواب ۔ مزاج شریف۔

سیّاح ۔ بفضلہ خیریت سے ہون۔

نواب ۔ اس کے قبل بھی کبھی آپ حیدرآباد آئے تھے۔

سیّاح ۔ سنہ ۱۳۱۱ھ مین آنا ہوا تھا۔ لیکن دو چار روز ہی قیام رہا۔

نواب ۔ کیون۔ اسقدر عجلت کے ساتھ واپسی کیون ہوئی۔

سیاح ۔ کچھ ضروری خانگی کام تھا۔

نواب ۔ آپکے علم و فضل کا حال قلندر شاہ نے بیان کیا۔ ماشاء اللہ

آپ منتخبِ روزگار ہین۔

سیّاح ۔ یہ صرف آپکی قدردانی سے ہے ورنہ مین تو ایک سیاح ہون۔

نواب ۔ اب آپ کا سن کیا ہوگا۔

سیّاح ۔ پچہتر یا ایک دو سال زیادہ۔

نواب ۔ ماشاء اللہ آپ کا سن تو اتنا نہین معلوم ہوتا۔

قلندر ۔ جی ہان۔ قویٰ ان کے تگڑے ہین۔

ظریف ۔ یہ تگڑے کیا لفظ ہے

نواب ۔ پنجابی زبان مین تگڑے کے معنی مضبوط کے ہین۔

ظریف ۔ دکن مین پنجابی زبان کے لانے کی ضرورت کیا تھی

قلندر ۔ جسطرح اُردو کی رنگ آمیزی۔

ظریف ۔ اُردو ہماری مادری زبان ہے۔

قلندر ۔ یہ اُردو آپ کی مادری زبان نہین ہے جو اُردو اکثر فصیح اہل دکن بولتے ہین یہ تو دلی اور لکھنؤ کی زبان ہے۔ خاص دکھنی زبان اور ہے اُسی زبان مین پہلا شاعر ولی گزرا ہے۔

سیاح ۔ نے **نواب** سے پوچھا کہ یہ بزرگوار کون ہین۔

نواب نے کہا کہ آپ جگت نانا کہلاتے ہین۔ اور بڑی چلبلی
طبیعت کے بزرگ ہین۔

سیّاح۔ ہمارے وطن مین ایک متمول سیٹھ ہین اُن سے آپکی
صورت بہت ملتی ہے۔

ظریف۔ کیا آپ کو سیٹھ ہی کے ساتھ نسبت دینا فرض تھا
ہم تو ہاشمی النسل سپاہی ہین۔ بنیے بقّال ہونگے کوئی اور۔

سیاح بھی بڑے زندہ دل آدمی تھے۔ اور اسیر جہان گرد سمجھ گئے
کہ یہ امیرون کے دربار کا کھلونا ہین۔

نواب نے ظریف الدولہ سے کہا کہ نانا ذرا ہمین بات چیت
کر لینے دیجیے۔ پھر آپکا جی چاہے تو تمام رات پڑی ہے۔
مولوی صاحب کے ساتھ چلے جائیے اور جی کھول کر گلچھرے کیجیے کبھی

ظریف۔ با بدولت کیا کسی کے گھر جاتے ہین۔ بس یک در گیر
محکم گیر

سیاح۔ بات تو ٹھیک کہی نہایت تحسین کے لائق ہے۔

نواب۔ ہان مولانا۔ فرمائیے کہ آپکو زیادہ کون سے علم کے

حاصل کرنے کا شوق رہا۔

سیاح ۔ حدیث اور فقہ ۔ اور ادب ۔ یہ تو آبائی میراث ہین ۔ باقی اور علوم و فنون کو بھی مین نے شوق سے حاصل کیا ہے ۔

نواب ۔ کون کون سے علوم آپ نے شوق سے حاصل کیے اور کن فنون مین آپ کو خاص طور پر دستگاہ ہے ۔

سیاح ۔ دستگاہ تو کسی مین بھی نہین ۔ سب مین ادھورا ہون ۔ مگر علم نجوم ۔ رمل ۔ جفر سے واقف ہون ۔ علم حقائق سے بھی کسی قدر واقفیت ہے ۔ تاریخ کی کتابین بھی صدہا نظر سے گذری ہین ۔

نواب ۔ ماشاء اللہ ۔ آپ مطلع العلوم مجمع الفنون ہین ۔

سیاح ۔ یہ سب آپکی نوازش ہے ۔

نواب ۔ آپ اور کون کون سے ممالک مین پھرے ہین ۔

سیاح ۔ ہندوستان کے اکثر مقام مین نے دیکھے ۔ اور اُس طرف بخارا ۔ کابل ۔ بلخ ۔ چین ۔ جاپان ۔ ایران ۔ ترکستان ۔ اور جسقدر اہل اسلام کے مقامات مقدس ہین اُن سے مشرف ہوا ۔

نواب ۔ زیادہ کہان رہنے کا اتفاق ہوا ۔

سیاح - کابل اور ایران مین زیادہ رہا۔

نواب - کابل کی اب کیا کیفیت ہے -

سیاح - الولد سر لابیہ - امیر حال اپنے باپ کے اُن کامونکو جو نا تمام ستھے بمصداق - ع

اگر پدر نتواند پسر تمام کند

پورا کرنے کے لیے ہمہ تن مستعد ہین - اور نہایت لائق اور مدبر ہین اور کیون نہو - کہ عبد الرحمٰن خان کا سا پولیٹکل دماغ کا شخص شاذ ہی ہوا ہو گا - آخر اُنھین کے فرزند اور اُنھین کے ترتیب یافتہ ہین

نواب - سُنا جاتا ہے کہ اُس قوم مین جہالت زیادہ ہے - اور امیر کی سخت گیری خفیف قصور پر بھی زیادہ ہوا کرتی ہے -

سیاح - جی ہان ایسا ہی ہے - اگر وہان سخت سزا جسکو سزاے موت کہنا چاہیے نہوتی تو شاید انتظام بھی نہ ہوتا - یہ تو خدا کی شان ہے جس ملک کے لیے جس قسم کا حاکم ضروری خیال کیا جاتا ہے ویسا ہی حکمران پیدا کردیتا ہے - اور جس اُمت کے لیے جس قسم کے نبی کی ضرورت ہوتی ہے ویسا ہی نبی اُس ملک کے

لیے مبعوث فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ علیٰ کلِّ شیٔ قدیر۔ اگر کابل کے لیے امیر عبدالرحمن خان کی طبیعت کا حکمران نہوتا تو میری دانست مین ایکدن بھی اجزاے حکومت کی شیرازہ بندی محال ہو جاتی حقیقت تو یہ ہے کہ حکمرانی کے لیے ان صفات کی ضرورت ہے۔ اوّل تو رعب وداب ہو کہ بغیر اسکے کوئی حکمرانی نہین کر سکتا۔ یہ مثل مشہور ہے جسکے دیکھے نہ مرے۔ اُسکے مارے کون مرتا ہے (۲) دانشمندی (۳) عدالت (۴) جرات (۵) استقلال (۶) جفاکشی (۷) اخلاق۔

یہ سبھی صفات تو نہایت ضروری ہین۔ یہ سب چیزین امیر عبدالرحمن خان مین موجود تھین۔ البتہ اخلاق کا مادہ ایسا نہ تھا جسکی نسبت مین زیادہ رطب اللسان ہون اخلاق کا مادہ تو یورپ مین ہی جسکی تقلید کل قومون کو کرنا چاہیے۔ اور یہی ایک چیز ہے۔ ع

کہ پیلے توانی بہ موے کشی

کی مصداق ہو سکتی ہے۔

نواب۔ اُنکا ملک کیا زرخیز ہے۔

سیاح - ملک تو کوئی ایسا زرخیز نہین - اکثر پہاڑی ملک ہے - پہاڑون کا سلسلہ قدرتی کچھ ایسا واقع ہوا ہے کہ وہان زرخیزی کی امید کیا ہوسکتی ہے لیکن امیر مرحوم نے کابل کو زرخیز بنا دیا - اُنکی عقلمندی نے ملک کو دولتمند کردیا - اور کیا عجب ہے اگر وہی مرتبہ پالیٹکس کا قانون مرعی رہے - اور ہیز حال نے بھی ترقی دی ہے اور توقع کیجا سکتی ہے کہ ضرور ترقی دیگا تو اُس مین شبہ ہو نہین سکتا کہ ملک کی آمدنی دہ چند ہوگی - اور یہ دولت بھی اسی عصر مین معراجِ ترقی پر پہونچ جائیگی -

نواب - سُنا گیا ہے کہ وہان بندوقین اور توپین وغیرہ بھی ڈھالی جاتی ہین -

سیاح - جی ہان - بڑے بڑے کارخانے قائم ہین امیر عبدالرحمٰن خان نے بڑا کام تو یہی کیا کہ سب سے پہلے صنعت وحرفت کی بنیاد ڈالی - اور درحقیقت جس ملک مین صنعت وحرفت نہو وہ ملک کبھی ترقی نہین کرسکتا - تمدن مین ہر شخص ایک دوسرے کا محتاج ہے - جب تک وہ اپنے مایحتاج کے پورا کرنے کی

لیاقت نہ رکھتا ہو وہ کسی طرح فارغ البال نہین سمجھا جا سکتا پس
جب تک کہ سلطنت مین لوگ لائق تجربہ کار۔ ہوشیار نہ جمع ہون ملک
ترقی نہین کرسکتا۔ جس طرح ایک مشن کے لیے مضبوط اور باقاعدہ
کل پرزون کی ضرورت ہے ویسے ہی ملک اچھے اچھے تجربہ کار
عہدہ دارون کا سخت محتاج ہے چنانچہ امیر مرحوم نے بلا امتیاز
قوم و ملت بہت سے لائق عہدہ دارون کو رکھا۔ اسی طرح سُنا جاتا
ہے کہ حیدرآباد مین بھی حضور اقدس و اعلے جو بہت بڑے مدبر
اور اعلے قابلیت خداداد رکھتے ہین اس اصول کے پابند ہین۔
نواب۔ آپ نے تو ابھی حضور کے حالات سُنے ہی نہین
بلا مبالغہ مین کہتا ہون کہ ہمارے والی دکن نے جو دماغ خداداد پایا ہی
ایسا تو بہت کم ہوگا۔ اس سلطنت کے لیے حضرت ہی کی مدبری
اور دُور اندیشی لازمی ہے۔ اور یہ بات ثابت بھی ہو چکی ہے امیر
صاحب اگر دکن جیسے ملک کی حکومت کر کے اپنے کل ارادون
مین کامیاب ہوتے تو البتہ ہم بھی قائل ہوتے۔
سیاح۔ واقعی حضور کی عالی حوصلگی اور دانشمندی اور تجربہ کاری

کا ہر سو چرچا ہے اور مین نے بھی بڑے بڑے مدبر اور دانشمند
یوریپیون کو حضور کا مداح پایا ہے۔

نواب۔ خیر مولانا۔ یہ تو فرمایئے کہ ایران ترکون کی تقلید کیون
نہین کرتا۔

سیّاح ۔ ایک نہ ایک روز اُسکو بھی ترکون کا پیرو ہونا پڑیگا۔
مگر بعد از خرابی بسیار۔ وہان کے لوگ زیادہ مدبر اور تعلیم یافتہ نہین ہین۔

ظریف الدولہ ۔۔ (نواب کی طرف مخاطب ہو کر) کیا آج ہی ساری
سلطنتون کے نظم و نسق کا امتحان ہے۔ جی اُکتا گیا۔ خالی خولی باتین
پھیکی نہ رنگینی نہ دلچسپی بس کیجیے۔

سیّاح ۔ اے مولانا۔ آپ کس قسم کی رنگینی چاہتے ہین۔

ظریف ۔ ہم تو بس سماع کے دلدادہ ہین۔ رات دن اسی کا تصور
اسی کی دُھن مین گزرتی ہے۔ اگر وہ ہو تو جی بہلے۔

سیّاح ۔ جب آپ ہر وقت اسی دُھن مین رہتے ہین تو پھر
راگ سُننے کی ضرورت ہی کیا ہے۔

ظریف ۔ بس منطق ہی چھانٹا کرو۔ ہمین منطق و نطق نہین آتی

ہان ضلع جگت کے فن سے واقف ہین۔اس مین اپنا جوہر دکھا سکتے ہین۔

سیاح ۔ ماشاء اللہ آپ بھی چھپے رستم ہین۔ جوہر کا لفظ بھی کیا خوب استعمال ہوا ہے۔نہایت معقول بات کہی۔

ظریف۔ (اینٹھ کر) اجی جناب ہم اس فن کے استاد ہین۔ یہ امر بدیہی عیان ہے۔کہ ما بدولت کے مقابلہ مین اچھے اچھے استادون نے جھتین کین مگر ہم نے سب کے قاعدے کو توڑ دیا اور یہ بات کچھ چھپی ہوئی نہین ہے خاص و عام مین مشہور ہے

سیاح ۔بیشک آپ کی شکل وصورت یہی کہتی ہے۔

قلندر۔ (ظریف سے) ارے میان یہ دیکھو کہ تمہارے سوال کا جواب بھی مولوی صاحب استعارات اور ضلع جگت مین دے رہے ہین۔

ظریف۔ ہان اس قدر گفتگو مین ایک جگہ **معقول**۔ کا لفظ برتا۔ اور دوسری جگہ **شکل و صورت** مگر نتیجہ کیا اس سے ما بدولت نے تو سلسلہ باندھ دیا۔

سیّاح - (مزاح سے) بندہ آپ کے سامنے مٹھائی رکھنا چاہتا ہے

ظریف (موچھوں پر تاؤ دیکر اور نواب کی طرف دیکھہ کر) کیوں اب بھی مانوگے یا نہیں - کہ مابدولت کا لوہا سب مانتے ہیں - زمانہ جانتا ہے کہ ہم کیسے ہیں -

نواب - (تبسم کرتے ہوئے) کیا کہنا آپکے قول و فعل کا کسے اعتبار نہیں - واللہ جو نہ مانے وہ برعکس ہے آپ صاحب حکمت ہیں -

ظریف - ہاں ہے تو ایسا ہی -

نواب - نانا تھوڑی دیر کے لیے اور ذرا مہربانی فرمائیے - کچھہ بات چیت کر لوں -

ظریف - بھئی ہم کو جانے دو - پھر چاہے شام تک باتیں کرتے رہو

سیّاح - آپ سے تو محفل کی رونق ہے - نواب چاہیں رخصت دیں مگر بندہ تو آپ کا شیدائی ہے - ممکن کیا ہے کہ آپ اپنی مجلس سے چھوٹ کر جائیں ورنہ پھر قضیہ بالعکس ہو جائے گا -

ظریف - ہاں اس سلسلے میں بھی تم نے کہیں کہیں ضلع جگت

کو نبا ہاہے مگر بے موقع - ابھی کچھ دن سیکھنا چاہیے - شیرینی اور نذر رکھو گے تو اُسکے بعد شاگرد بنائین گے - اور پھر وہ گر بتائین گے جو کسی نے نہ سُنے ہون -

سیّاح نے نواب سے انگریزی مین کہا کہ اس بڑھے کو اور خوش کرتا ہون - ایک روپیہ کی شیرینی منگوا دیجیے

نواب - آج تو نہین پھر کسی روز آپ ان کو دام مین لائینگا -

نواب - (سیّاح سے) مولانا جفر کیا نجوم سے بھی زیادہ ہے -

سیّاح - نجوم ایک جزو ہے جفر کا - مناسبات منازل جو حروف کے لیے قرار دیے گئے ہین البتہ نجوم مین زیادہ تر معتبر ہین اس لیے کہ تناسب حروف منازلِ فلک کے ساتھ وضع قدیم ہے چنانچہ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے [۱] وَقَدَّرَہٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ -

نواب - کیا واقعی یہ علم انبیا علیہما الصلوٰۃ والسلام کا ہے -

سیّاح - کیا شک ہے [۲] وَعَلَّمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا ثُمَّ عَرَضَھُمْ عَلَى الْمَلَآئِکَۃِ فَقَالَ اَنْبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ ھٰٓؤُلَآءِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ -

[۱] ترجمہ اور مقرر کیے گئے منازل اسکے تاکہ جانو تم تعداد سالوں کی اور حساب ۱۲

[۲] اور سکھائے آدم کو نام سب کے پھر وہ سب چیزین دکھائے فرشتون کو پس کہا بتاؤ مجھکو نام انکے اگر ہو تم سچے ۱۲

جناب حضرت احدیت جل شانہ نے جب آدم سے سر کو خلافت
کے تاج سے زینت بخشی تو جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ آدم کے فرزند بہت
ہین اور ہر گروہ کی زبان علیحدہ ہے۔ اور آدم علیہ السلام اس سے واقف
نہین اسلیے تم جاؤ اور اس علم کے ذریعے سے اُن کو واقف کرو۔ اسوقت
جبرئیل آئے اور انھون نے یہ علم اُنکو سکھایا جس سے لغاتِ مختلفہ اور
غوامضِ علومِ عجیبہ مستخرج ہوتے تھے اور اسی بات کی یہ آیت خبر دیتی ہی
چنانچہ یہی قول ہے کہ آدم علیہ السلام سے شیث اور اُن سے ادریسؑ
کو تعلیم ہوئی انھون نے اپنے فرزندون کو تعلیم دی۔
نواب۔ آپ کے اس علم مین کتنے شاگرد ہین۔
سیاح۔ دو چار ہی ہونگے۔ اسلیے کہ یہ علم شریف اسرار الٰہی سے
ایک سر ہے البتہ اس حیدرآباد مین ایک شخص کو مین نے
اس علم کا اُستاد پایا مولوی سید خلیل ہراتی جو مدار المہام سالار
اور ظفر جنگ مرحوم کے اُستاد تھے۔ مولوی مرحوم سے یہ سنا
تھا کہ مدار المہام حال نے چند سبق اس علم مین مولانا سے حاصل
کیے ہین اور جفر جامع جو کتاب ہے۔ وہ ظفر جنگ مرحوم

کے یہان اب تک ہے -

نواب - ماشاءاللہ آپ بھی منتخب روزگار ہین مگر یہ تو فرمایئے

کہ رمل کونسا علم ہے -

سیاح - رمل بہت سہل ہے اس مین کل ۱۶ سولہ خانے ہین اور

ان کے ۱۶ سولہ اشکال ہین مگر ان اشکال کی ترکیب سبع سیارہ کے

لحاظ سے ہے اور تقسیم بھی سبع سیارہ کے لحاظ سے ہے یعنی

ہر ستارے کی دو شکلین ہین - اور وہ دو شکلین ہر ایک خانے سے

منسوب ہین - اب رہے راس اور ذنب یہ دونون ملکر ایک ستارہ

سمجھا جاتا ہے - اس کی دو شکلین ہین اور وہ دو شکلین زائد سمجھی جاتی

ہین - مگر ۱۶ سولہ خانون کی تقسیم کے لیے یہ دو بھی احکام کی غرض سے

شریک کیے گئے ہین - اس طرح سے ۱۶ سولہ شکلین پوری ہو جاتی ہین

اب ان ۱۶ سولہ خانون کے اوتاد - مائل اوتاد - زائل اوتاد

و تد ۴ لو تد قرار دیے گئے ہین -

مثلاً - ۱ - ۵ - ۹ - ۱۳ -

یہ خانے وتد ہین -

۲ - ۶ - ۱۰ - ۱۴ - یہ خانے مائل و تد سمجھے جاتے ہین -

۳ - ۷ - ۱۱ - ۱۵ - یہ زائل و تد مانے گئے ہین -

اور - ۴ - ۸ - ۱۲ - ۱۶ - یہ وتد الوتد ہین -

ایسے ہی عناصر کے خیال سے - اوّل کے چار خانے آتشی ہین دوسرے چار خانے بادی - تیسرے چار خانے آبی - اور چوتھے چار خانے خاکی -

ان خانون مین اشکال جو بلحاظ عناصر کے تقسیم کیے گئے ہین - یعنی سولہ اشکال چار عناصر پر تقسیم ہوئے ہین - اس حساب سے چار چار شکلین ایک ایک عنصر سے منسوب ہین اگر اشکال بلحاظ عناصر کے اپنے خانون مین آئین - اور سعد ہون - اور نظر صحیح ہو - اور کسی نحس شکل سے اتصال نہو تو وہ حکم قوی ہوتا ہے اور اگر اسکے خلاف ہو تو حکم بھی کمزور ہوگا - یون تو اس فن مین بہت سی کتابین لکھی گئی ہین - لیکن ایک کتاب مختصر جس کا نام سرخاب ہے نہایت جامع اور مفید ہے - ہر چہ بقامت کہتر بقیمت بہتر کا ثبوت بھی دیتی ہے -

مدارالمہام - سے ایک وقت ملاقات ہوئی تھی اس فن سے بھی وہ واقف ہین نجوم کے نکات سے آگاہ ہین اور علم حقایق سے نہایت دلچسپی ہی نہین رکھتے بلکہ عملاً اُس کے مدارج پورا کرنا چاہتے ہین۔ لیکن یہ کہتے تھے کہ اُن کے پیرومرشد حضرت چندا شاہ کی وفات کے بعد کوئی شیخ ایسا نہ ملا کہ اُن کو سبقون کی تعلیم اچھی طرح سے دے سکتا۔ بلکہ وہ یہ کہتے تھے کہ جو سبق اذکار و اشغال کے انکو اُن کے مرشد سے حاصل ہوے وہ بھی بہت کم دوسرے جانتے ہین۔

قلندر - ترک علی شاہ ترکی کی زبانی معلوم ہوا کہ ان دنون انگریزی کی تحصیل کا زیادہ شوق ہے اکثر انگریزی تاریخ اور فلاسفہ کی کتابون کا مطالعہ رہا کرتا ہے۔

اتنے مین بارہ کی توپ دغی دَ نَ نَ نَ نَ۔

نواب - باتون باتون مین بارہ بج گئے۔ آپکو بہت تکلیف ہوئی اگر مضائقہ نہ ہو تو نانِ جوین حاضر ہے۔

ظریف - جی نہین۔ ابھی کاہیکو زحمت کرتے ہین۔ گھر کے قبالے

مولوی صاحب کے حوالے کر دیجیے

نواب - کیون نانا خفا ہوگئے۔

ظریف - خفا نہین تو کیا خوش ہون - کہ یہان افیون کا وقت ہوگیا نشۂ عنت ربود - (جماہی لیکر) یہہ دیکھو - علاوہ اسکے پیٹ مین چوہے دوڑ رہے ہین - الجوع الجوع کی صدا آرہی ہے -

سیاح - واقعی آپکو تکلیف ضرور ہوئی ہوگی جب آپ کے پیٹ مین چوہے دوڑ رہے ہین تو بلی کے کباب کھائیے چوہون کا شکار ہوجائیگا -

ظریف - لاحول ولاقوۃ - یہ کہان کے مولوی ہین خدا جانے کس نے انکو مولوی بنایا - حرام چیز کھانے کے لیے کہتے ہین ایسی بات تو زبان پر بھی نہ لائیے -

اتنے مین خانساماں نے حاضر ہوکر کہا کہ خاصہ تیار ہے سب کے سب کھانے کے لیے روانہ ہوئے - کھانے سے فارغ ہوکر جب باہر برآمد ہوئے تو نواب ذیشان نے کہا کہ مولانا آپکی بڑی مہربانی ہوگی کہ کسی روز آپ قوم کے متعلق ایک پُر اثر

لکچر دین۔

سیاح - مجھ مین اسقدر مواد سواد نہین - البتہ صرف آپکی فرمائش کی تعمیل سے مجبوری ہے۔

نواب نے منشی کو بُلا کر حکم دیا کہ پنجشنبہ کے روز کے لیے اشتہار طبع کرا کے شایع کراؤ۔ اور احباب کی خدمت مین رقعے تقسیم کر دیے جائین -

سیاح نواب سے رخصت ہو کر اپنے مکان کو سدہارے -

ظریف الدولہ کی سرگذشت

ایک روز ہمارے نواب ذیشان سہ پہر کے وقت اپنے دیوانخانے مین برآمد تھے دیکھتے کیا ہین کہ ظریف الدولہ بہادر بڑبڑاتے ہوئے تشریف لا رہے ہین -

ظریف - کمبختون نے ناک مین دم کر دیا۔ خدا ایسے پاجیون سے بچائے -

نواب۔ کیون نانا خیریت سے ہے یہ کیسی خفگی ہے۔ معاملہ کیا ہے جو آپ اتنے درہم و برہم ہو۔

ظریف۔ ٹھہرو میان ذرا دم لون تو پھر اپنا دکھڑا سناؤن۔

نواب۔ ستائیے۔ واقعی آپ ہانپ رہے ہین۔

ظریف۔ ہانپنے کی ایک ہی کہی۔ اجی بس بچ گیا کہون میرے ہاتھ سے بچ گیا ظالم نہین تو اسکی کشتی کنارے لگا دیتا۔ سیدھا واصل جہنم ہوتا۔

نواب۔ آخر فرمائیے بھی تو کہ ہوا کیا۔

ظریف۔ اجی میان کیا پوچھتے ہو ٹھیک دو بجے۔ بڑھیا نے مجھ سے کہا کہ نواب کے گھر تو اللہ رکھے میان نصیر کی شادی کی تیاری شروع ہو گئی۔ مجھے ہاتھ بھیجنا ہے جاؤ اور کچھ کپڑا دکان سے لے آؤ۔ مین بھی فوراً در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست۔ کمر کس کے تیار ہو گیا۔ ناشتہ کیا نہ تھا اسلیے گھسّو کے ہاتھ کچھ کلچے اور نہاری تنھول سیٹھ کی دکان پر بھیجنے کے لیے تاکید کر کے روانہ ہوا۔ جب راستے مین پہونچا تو جماہی آئی۔ معلوم ہوا کہ افیون نہین کھائی۔ بس اس خیال کے ساتھ ہی۔ ہاتھ پانون ٹوٹنے لگے ایک قدم چلنا

دو بھر ہوگیا۔ اب راستہ چلون تو کس کے پاؤن سے۔

نواب ۔ گھر کو کیون نہین واپس آگئے۔

ظریف ۔ اجی میان ابھی تک بھورے کی سرا سے مین پڑا ہون قریب چوک کے یعنی بشیر الدولہ کے مکان تک پہونچا تھا اب وہان سے واپس ہونا گویا رجعت قہقری تھی۔ راستے مین گر جانے کی نوبت آگئی اتنے مین دیکھتا کیا ہون کہ **شیخ ننھے** علی غول کا جوان ہمارا پرانا آشنا جا رہا ہے۔ مین نے ٹوک کر پوچھا کہ میان کدھر

شیخ ننھے نے کہا کہ میان دم اڑانے جاتا ہون یہی وقت ہے نا مین نے کہا ظالم اگر تھوڑی افیون ہے تو نکال دے اُسنے ٹکا سا جواب دیا۔ بس جب تو مین نے مناسب خیال کیا کہ مین بھی اُسکے ساتھ جاکر دم اڑا کر آؤن۔ قصہ مختصر اسکے کاندھے کا سہارا لیے ہوئے مدک خانے مین پہونچا دیکھا تو وہان ایک کالا مسٹنڈا تمباکو کا پنڈا چار زانو بیٹھا دم اڑا رہا ہے۔ اسے صل وجل مین تو دیکھتے ہی دہک رہ گیا۔

اُس نے کچھ ایسی بھونڈی ڈراؤنی آواز سے کہا کہ آؤ میان

صاحب ایک قش آپ بھی لیجیے ہم مفت دیتے ہین۔
مین بھلا ایسے مداری کے دم مین کیون آنے لگا۔ اور اُسکی حقہ بازیون سے چکما کس طرح کھاتا۔ مین فوراً سوال کر بیٹھا کہ حضرت یہ قش کیا معنی اُس بے ایمان گاودی نے کہا کہ تشدید سے قش لیا گیا ہے۔ آپ تو بڑے گرماگرم آدمی ہین مین نے کہا کہ تمہارا گھربار کہان ہے کہا کہ مہنال دروازے کے قریب۔
جب تو مین جھنجھلا گیا۔ آج تک حیدرآباد مین مہنال دروازہ کبھی عمر بھر نہین سنا تھا۔
سمجھ گیا کہ یہ تمسخر کرتا ہے میان اب تاب کہان کہ ایک پاجی مجھ جیسے شریف سے اس قدر گستاخی سے پیش آئے۔ فوراً ایک چپت رسید کر دی۔ کیا کہون میان سر کیا تھا کمبخت کا ایک چھلا چھلا یا ناریل یا یہ کہو کہ مشہور کا سرپوش میری اُنگلیون مین درد ہونے لگا مگر اُس بے حیا کو خبر بھی نہ ہوئی۔ اہا ہا ہا کہہ کر خاموش ہوگیا۔ جما کے ایک اور دھپ رسید کی تب بھی اہا ہا کیا مزہ آیا کہکر خموش ۔ شیخ ننھے نے کہا میان سو جوتیان بھی اسکو لگاؤگے تو بھی

کی بلا دور وہ کٹش سے مَس بھی نہ ہو گا۔ روز سیکڑوں دھولین کھاتا ہے اور اسی سے اسکا سر مضبوط ہو گیا ہے۔ بس جب تو مین نے خیال کیا کہ ایسے رزیل کے ساتھ کسی شریف کا بھڑ جانا اچھا نہین

راوی۔ سبحان اللہ۔ کیا کہنا اُستاد آپکی شرافت کے قربان بہت ہی اچھے موقع پر آپکو اپنی شرافت یاد آئی۔ شریف ایسی ہی جگہ تو جایا کرتے ہین

نواب۔ نانا یہ تو بے موقع بات ہوئی۔ آپ کا وہان جانا ہی اچھا نہ تھا فرض کرو کہ اگر وہ جھپٹ جاتا تو پھر کیا ہوتا۔

ظریف۔ اجی میان خنجر اُسکی توند مین گھسیڑ دیتا۔

نواب۔ خیر مگر اب سے ایسی جگہ آپکا جانا ہی ٹھیک نہین۔

ظریف۔ بخدا مین کیون جانے لگا۔ حرامزادہ پاجی شیخ ننھے لے گیا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ افیون کی خاطر گیا۔ ورنہ کیون جاتا۔ بھر حال دو چار دم اُڑائے۔ جب جان مین جان آئی وہان سے واپس ہو کر جب دکان پر پہونچا تو گھسیٹو نے میرا انتظار کیا اور جب دیکھا کہ پانچ بج گئے ظالم جو کچھ لایا تھا سب کھا گیا اور دُکان پر کہہ گیا کہ میان سے

کہدینا کہ آپ کا انتظار کیا چونکہ پانچ بج چکے تھے اور آپکے کھانے کا وقت ٹل گیا تھا۔ اِسلیے مین مناسب سمجھا کہ کھانا کھا کر گھر جاؤن۔ آپ نے ضرور کہین نہ کہین اپنا شکم پُر کر لیا ہوگا۔ اتنی دیر بھوکے رہنے کی آپکو عادت بھی نہین ہے۔

بس جب دُکان پر مین نے یہ کیفیت سُنی دم نکلنے ہی کو تھا۔ سیٹھہ بھی مکان پر نہ تھا گماشتے سارے گاؤدی اُن کی زبان سے مین واقف نہین اور نہ اُن سے کھانا مانگنا آدمیت تھی۔ بس وہان سے جھٹکا کر کے پویان پویان یہان چلا آیا۔ اب اگر کچھہ کھلواؤ تو جان مین جان آئے۔

نواب۔ نانا۔ پھر وہ سودا آپ نے خریدا کہ نہین۔ بیوی پوچھینگی تو کیا جواب دو گے۔

ظریف۔ ارے میان کل خرید لینگے اور جب تک گھر جانے کا بھی نہین ورنہ واقعی وہ جھپٹ ہی جائیگی۔ بلا سے بے دہان ہے۔

نواب نے خانسامان کو بُلا کر کہا کہ جلد کھانا اندر محل سے منگا کر دسترخوان پر چن دو۔ اور ظریف الدولہ کو لیجا کر کھانا کھلاؤ۔

خانساماں نے ماما خیرو کو بلا کر کہا۔

ماما خیرو نواب کے محل مین باورچی خانے پر ملازم ہے اُس نے نہایت سلیقے سے کھانا لاکر دستر خوان پر چُن دیا ۔ خانساماں نے ظریف الدولہ بہادر کو اطلاع دی کہ خاصہ تیار ہے ۔

ظریف الدولہ۔ نواب کو صد ہا دعائین دیکر کھانے کے لیے جواب کے دالان مین جاکر ڈٹ گئے۔

خیرو ۔ (ظریف الدولہ سے) اجی بڑے میان خیریت ہے ۔ اس وقت یہ بیوقت تمھارے پیٹ مین کیون چوہے چھوٹے کیا بیگم نے کچھ خبر لی۔

ظریف ۔ ہون ۔ خبر لینے کی ایک ہی کہی ۔ وہ اور میری خبر لے ۔ مین نہ اُسکی خبر لون ۔

خیرو ۔ سبحان اللہ یہی تو صورت ہے ناکہ آپ بیگم کی خبر لین ۔

ظریف ۔ اری واہ ری خیرو ۔ اب تو آگئی رنگ مین ۔ ہم سے ہی دو دن کی لگی لگی اور ہم پر ہی مُنہ آنے لگی ۔

خیرو ۔ اجی تم ہو کون سے کھیت کی مولی یہ تو کہو ۔

ظریف - پھر وہی باتیں کرتی ہے۔ اے کاش تو میری بیگم ہوتی پھر تجکو مزہ بتاتا۔

خیرو - (ایک قہقہہ لگا کر) تمہاری بیگم ہوتے چلی تھی میری جوتی بس خبردار جو بچ سنبھال کر گفتگو کرو۔

ظریف - ذرا دم تو لے بشکم پُر ہوتے دے۔ پھر دال کیسی گلاتا ہوں۔

خیرو - تو اب تو میاں جی اور بڑہ گئے۔ چپاتی سا تو پیٹ ہے گھر میں دال روٹی بھی میسر نہ ہوتی ہوگی - یہاں آکر چرب زبانی کی سوجھی۔

ظریف - واللہ اسوقت چرب زبانی کا لفظ تیرے منہ سے کیا نکلا دل پھول کے پھلکا ہوگیا - کیوں کیا ضلع جگت کہا ہے

راوی - سبحان اللہ - داد بھی آپ نے کس سے چاہی - بابا خیرو باورچن سے - بیشک وہ آپکے ضلع جگت کو ضرور سمجھی ہوگی

خیرو - یہ جلا جگت (ضلع جگت) کیا بات ہے۔

ظریف - اُفّوہ اتنا بھی نہ سمجھی - خیر اب ہمکو کھانے دے پھر سمجھے

سمجھائینگے۔ یہ کہکر دستر خوان پر ڈٹ گئے۔ اتنے مین نواب بھی وہان تشریف لے آئے۔

نواب - کیون میان ظریف الدولہ بہادر خاصہ تناول فرمانا شروع کردیا۔

ظریف - الحمد للہ۔ آپ کا خوانِ کرم ہمیشہ یون ہی فیض بخش رہے اور بندگانِ خدا اس چشمۂ فیض سے سیراب ہوتے رہین۔ میان کھچڑی کیا خوب پکی ہے۔

نواب - جب سے باتین کیا ہورہی تھین۔

ظریف - یہ ماما خیرو جو ہماری دوسری بیوی ہے۔ اس سے باتین ہورہی تھین۔

خیرو - (ادب سے نواب کی طرف دیکھ کر) دیکھو سرکار یہ بوڑھا ہر وقت مذاق کرتا ہے۔ آپ جتلا دیجیے ورنہ باندی ایک روز بری طور سے پیش آئے گی۔

نواب - (تبسم فرماکر) اری۔ نانا مذاق کرتے ہین۔ اس مین کیا قباحت ہے۔

ظریف - کیسی بھیگی بلی بن گئی - جیسے کچھ جانتی نہین - یہہ نہین کہتی کہ نواب کو دیکھہ کر پلیتھن نکل گیا - جب سے گلہ بگلہ لڑ رہی تھی -

نواب - نانا آپ تو ضلع جگت اور استعارے کے سوا کوئی بات ہی نہین کرتے -

پیر مرد - میان یہ ہماری شجاعت پر دال ہے -

راوی - واہ شجاعت پر دال ہونیکی ایک ہی کہی کیا خوب - شجاعت کا موقع بھی یہی تھا - ذرا بازو دیجیے تو ہم بھی بل دین -

نواب - کل مکان مین جائیے گا تو بیوی سے کیا کہیے گا -

ظریف - میان وہی سوچ رہا ہون کہ بات بناؤن تو آخر کیا بناؤن تلا دو پیازہ تو ہون نہین کہ لطیفے بازی شروع کر دون - دال چپاتی ضرور ہو جائے گی - مگر یاد رکھنا کہ بندہ بھی زمانے کے پاپڑ بیلے ہوے ہے روا روی مین وہ دم چخت باتین کرون گا کہ بہر حال بڑھیا میرے دم مین آجائے گی - معاملے کی چخت و پز کرنے ہی نہ دونگا مگر گھبراہٹ سے اس وقت دل کو فتہ ہو رہا ہے

وہ عورت بھی بڑی جیالی ہے اور بہادر بھی ہے۔ ما بدولت ہی کا
دل گردہ ہے کہ اُسکے ساتھ نبھے اور نباہا۔

نواب۔ کیا نانی کچھ پڑھی لکھی بھی ہیں۔

ظریف۔ ہاں میاں۔ خدا رکھے۔ کریما۔ مامقیما۔ پڑھی ہے۔ مگر
طبیعت اُسکی بڑی ٹیڑھی کھیر ہے۔ لیکن (خیرو کی طرف اشارہ کرکے) اس
بہ گوشتہ بریانی سے کم۔

خیرو۔ بس اب زیادہ میرے منھ نہ لگیے۔ سرکار کے خوف سے چپ
ہوں۔ ورنہ مزہ چکھا دیتی۔

ظریف۔ خیر۔ کہاں جاتی ہے۔ جو جی چاہے کہہ لے۔ تیری تمنا
پوری کرنے والا میں ہوں۔ اگرچہ اس وقت تیری گستاخی سے دل
کباب ہو رہا ہے مگر اللہ مالک ہے تیرے پسندے ہی بنا کر
نہ چبا جاؤں تو میاں ظریف الدولہ بہادر نہ کہنا۔

خیرو۔ اے سبحان اللہ۔ بہادر بھی ہو گئے۔ صورت دیکھو حلوی کی۔
پیٹ خاصہ چپاتی ہے۔

نواب۔ خیرو سے ذرا زبان سنبھال کر۔

خیرو - دیکھو سرکار - جو منھ مین آتا ہے بلا تکلف کہہ دیتے ہین بڑے آدمی ہین تو اپنے گھر کے باندی تو آپکی نمک پروردہ ہم ان سے کیا دبکر رہے گی۔

اتنے مین ظریف الدولہ بہادر کھانے سے فارغ ہوئے۔ خانساماں نے ہاتھ دھلائے - خیرو نے گلوریاں لا دین - ظریف نے گلوریاں لیکر کہا کہ خیرو اگر میرا جھوٹا نہ کھائے تو میرا لہو پیے۔

خیرو - واہ واہ - سمجھے کیا ہین آپ -

ظریف - جو کچھ بھی سمجھا ہون - ع

دلِ من داند و من دانم و داند دلِ من

خیرو - اچھا یاد رکھو نانا - یہ کہتی ہوئی محل مین چلی گئی ۔

نواب نے خانساماں سے کہہ دیا کہ نانا آج یہین رہینگے - ان کے لیے بستر وغیرہ کا انتظام کر دینا اور ظریف الدولہ بہادر کو خدا حافظ کہہ کر محل مین سدہارے - شب بخیر

حصۂ اوّل تمام ہوا